استفتاآت

کے

جوابات

حصّہ اوّل

عبادات

ولی امر مسلمین و مرجع تقلید

حضرت

آیت اللہ العظمیٰ سیّد علی خامنہ ای

دام ظلہ الوارف

استفتاآت کے جوابات

حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی الحسینی خامنہ ای دام ظلہ الوارف

ناشر: ———— سازمان فرہنگ وارتباطات اسلامی

ادارۂ ترجمہ ونشرواشاعت

نیا ایڈیشن: ———— رجب المرجب ۱۴۱۷ھ

ISBN 964-6177-99-9

مقدّمہ

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي شرّع الحلال والحرام فأحلّ الطيبات وحرّم الخبائث
والصلاة والسلام على البشير النذير الرسول الأمين محمد
وعلى أهل بيته الطيبين الطاهرين
وأصحابه المنتجبين المتقين

گزشتہ چند برسوں میں قائد امّت اسلامیہ حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی الحسینی خامنہ ای دام ظلّہ الوارف کے دفتر میں دنیا کے گوشے گوشے سے مسائل شرعیہ کے سوالات کی اتنی بھتات ہوگئی جیسے سیلاب آگیا ہو، یہاں تک کہ بڑھتے بڑھتے ان کی تعداد دس ہزار سے بھی زیادہ ہوگئی جن میں سے کچھ کے جواب معظّم لہٗ نے اپنی رائے اور نظریہ کے مطابق مرحمت فرمائے اور بعض مسائل کے جوابات فقیہِ نادر روزگار، مؤسس جمہوری اسلامی، امام امت روح اللہ الموسوی خمینی قدّس سرّہ کے فتاویٰ کے مطابق دیئے اور ان کی تائید فرمائی۔

زیر نظر رسالہ میں ان سوالات کو رکھا گیا ہے جو جملہ ابواب فقہ و مسائل شرعیہ پر محیط ہیں، علی الخصوص یہ ایسے استفتاآت کا بیش قیمت و نفیس مجموعہ ہے جن کا سامنا عوام کو روز ہی ہوتا ہے، ساتھ ہی اس میں عصر حاضر میں پیدا

ہونے والے نت نئے مسائل کا اضافہ بھی ملے گا جس کی وقتاً فوقتاً مومنین کو ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ چنانچہ عالم اسلام کے عمومی نفع کی خاطر جلیل القدر علماء و فضلاء کی ایک جماعت اس کی طباعت و اشاعت کے لئے بے چین تھی مگر ولی فقیہ دام ظلّہ نے اسے منظور نہیں کیا اور منع کرتے رہے۔ البتہ جب دنیا بھر کے مومنین کی جانب سے آپ کے رسالۂ عملیہ کی طباعت و اشاعت کا اصرار بہت بڑھ گیا نیز اہل خبرہ و علمائے کرام نے آپ کو مرجعیت جیسے عظیم منصب کی ذمہ داری سونپ دی تو اس وقت ان سوالوں کے جوابات کو عام کرنا آپ کا اہم شرعی فرض بن گیا لہٰذا موصوف نے اس کی اشاعت کی اجازت عطا فرمائی۔

اتنا ہی نہیں بلکہ جب استفتاآت کا یہ مجموعہ اپنی تہذیب و ترتیب، عربی ترجمہ اور ابواب کی تقسیم وغیرہ کے مراحل سے گزر چکا تو کثرت کار و افکار کے باوجود معظّم لہ، نے پوری باریک بینی کے ساتھ اس پر نظر ثانی فرمائی، اس کے بعد ہی اسے شائع کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔

آخر میں ہم ان تمام افاضل برادران کے شکر گزار ہیں جنھوں نے اس کام میں زحمت و مشقت اٹھائی اور مومنین کے سفر معنوی کا توشہ مہیا کرنے اور تشنگان روحانیت کو چشمۂ آب زلال تک پہنچانے میں پورا پورا حصہ لیا۔

شعبۂ استفتاآت شرعیہ

دفتر حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای دام ظلہ الوارف

کتابِ تقلید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد ملاحظہ رسالہ (اجوبۃ الاستفتاءات)

مجزی و مبری للذمہ است ان شاء اللہ تعالی

احتیاط، اجتہاد اور تقلید

س ۱ تقلید کا واجب ہونا خود تقلیدی مسئلہ ہے یا اجتہادی؟

ج: اجتہادی اور عقلی مسئلہ ہے۔

س ۲ آپ کے نزدیک احتیاط پر عمل کرنا بہتر ہے یا تقلید پر؟

ج: چونکہ احتیاط پر اس وقت عمل ہو سکتا ہے جب اس کے موارد و مواقع کو جانتا ہو اور احتیاط کے طریقوں سے واقف ہو اور ان دونوں کو بہت ہی کم لوگ جانتے ہیں اس کے علاوہ احتیاط پر عمل کرنے میں عام طور پر بہت زیادہ وقت صرف ہوتا ہے،

اس بنا پر جامع الشرائط مجتہد کی تقلید بہتر ہے۔

س ۳: احکام میں احتیاط کا دائرہ اور اس کے حدود فقہا کے فتوؤں میں کیا ہیں؟ اور کیا سابق علماء کے فتوؤں کو بھی اس میں شامل کرنا واجب ہے؟

ج: وجوبی موارد میں احتیاط سے مراد ان تمام فقہی احتمالات کی رعایت کرنا ہے جن کے واجب ہونے کا احتمال پایا جاتا ہو۔

س ۴: چند ہفتوں کے بعد میری بیٹی بالغ ہونے والی ہے اور اس وقت اس پر مرجع تقلید کا انتخاب واجب ہو جائے گا اور چونکہ یہ امر اس کے لئے مشکل ہے لہٰذا اس سلسلہ میں ہماری ذمہ داری کیا ہے؟

ج: اگر وہ اس سلسلے میں اپنے شرعی فریضہ کو خود سمجھ نہ سکتی ہو تو اس کی ذمہ داری آپ پر عائد ہوتی ہے کہ اس کی راہنمائی کریں۔

س ۵: مشہور ہے کہ موضوع کی تشخیص مکلف کا کام ہے اور حکم کی تشخیص مجتہد کے ذمہ ہے۔ پس جن موضوعات کی تشخیص مرجع خود کرتا ہے، ان کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے؟ کیا اس تشخیص کے مطابق عمل کرنا واجب ہے کیونکہ ہم مرجع تقلید کو ایسے بہت سے موارد میں بھی دخیل پاتے ہیں؟

ج: جی ہاں! موضوع[1] کو مشخص کرنا مکلف کا کام ہے لہٰذا اپنے مجتہد کی تشخیص کا اتباع مکلف پر واجب نہیں ہے، مگر یہ کہ وہ اس تشخیص سے مطمئن ہو یا موضوع کا تعلق استنباطی[2] موضوعات سے ہو۔

---

[1] موضوعات کی دو قسمیں ہیں اوّل موضوعاتِ محض جیسے کسی سیّال کے بارے میں یہ تشخیص دینا کہ یہ شراب ہے؟ —

س ٦ : روزمرہ کے شرعی مسائل، جن سے مکلف کا سابقہ پڑتا رہتا ہے، کیا ان کا علم حاصل نہ کرنیوالا گناہگار ہے؟

ج : اگر شرعی مسائل کا علم حاصل نہ کرنا کسی واجب کے چھوٹ جانے یا فعل حرام کے ارتکاب کا سبب بنے تو گناہگار ہے۔

س ٧ : جب ہم بعض کم علم لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ تمہارا مرجع تقلید کون ہے؟ تو وہ کہتے ہیں ہم نہیں جانتے یا کہتے ہیں کہ ہم فلاں مرجع کی تقلید کرتے ہیں جبکہ وہ خود کو اس بات کا پابند نہیں سمجھتے کہ اس کی توضیح المسائل کو دیکھیں اور اس کے مطابق عمل کریں۔ ایسے لوگوں کے اعمال کا کیا حکم ہے؟

ج : اگر ان کے اعمال احتیاط یا واقع یا اس مجتہد کے فتوے کے مطابق ہیں جس کی تقلید ان پر واجب تھی تو ان کو صحیح مانا جائے گا۔

س ٨ : جن مسائل میں مجتہد اعلم احتیاط واجب کا قائل ہے، کیا ہم ان میں اس کے بعد کے اعلم کی طرف رجوع کر سکتے ہیں؟ اور دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر اس کے بعد والا اعلم بھی اس مسئلہ میں احتیاط واجب کا قائل ہو تو کیا ہم اس مسئلے میں ان دونوں کے بعد والے اعلم کی طرف رجوع کر سکتے ہیں؟ اور اگر تیسرا بھی اسی بات کا قائل ہو تو کیا ہم ان کے بعد والے اعلم کی طرف رجوع کریں گے؟... ... الخ۔ اس مسئلہ کی وضاحت فرما دیجئے۔

ج : اس مجتہد کی طرف رجوع کرنے میں جو اس مسئلہ میں احتیاط کا قائل نہیں بلکہ اس میں اس کا صریح فتویٰ موجود ہے، کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں اعلم فالاعلم کی رعایت کرنا ہو گی۔

ــ یہ مکلف کا کام ہے۔ [2] (ص کا حاشیہ) وہ موضوعات جن کا تعلق استنباط سے ہے ان کی تشخیص ــ

تقلید کے شرائط

س ۹ : کیا ایسے مجتہد کی تقلید جائز ہے جس نے اپنی مرجعیت کے منصب کو نہ سنبھالا ہو اور نہ اس کا رسالۂ عملیہ موجود ہو ؟

ج : جو مکلّف تقلید کرنا چاہتا ہے ، اگر اس پر یہ ثابت ہو جائے کہ وہ جامع الشرائط مجتہد ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

س ۱۰ : کیا مکلّف اس مجتہد کی تقلید کر سکتا ہے جس نے فقہ کے کسی ایک باب مثلاً نماز و روزہ میں اجتہاد کیا ہے ، پس کیا وہ اس باب میں اس مجتہد کی تقلید کر سکتا ہے جس میں اس نے

مجتہد کی صلاحیت سے مختص ہے جیسے اس بات کی تشخیص کرنا کہ غنا مطرب آواز ہے نہ کہ ہر وہ آواز جس میں گٹکری تو شامل ہے لیکن وہ مطرب نہیں ہے ۔ جن موضوعات میں استنباط کیا جاتا ہے ان کی دو قسمیں ہیں ۱ : ثابت ، یعنی جو زمان و مکان کے بدل جانے سے نہیں بدلتے جیسے غنا ۲ : متغیّر : جو حالات اور ماحول سے متاثر ہوتے ہیں اور چونکہ احکام موضوعات کے بدلنے سے بدلتے ہیں اور ان کا دار و مدار موضوعات پر ہے اسی وجہ سے متغیر استنباطی موضوعات کی تشخیص میں اجتہاد کو دخل ہے ۔ پس ان ہی متغیر استنباطی موضوعات کی تشخیص میں اجتہاد کو دخل ہوتا ہے ۔

اجتہاد کیا ہے ؟

ج: مجتہد متجزی کا فتویٰ خود اس کے لئے حجّت ہے لیکن دوسروں کا اس کی تقلید کرنا محل اشکال ہے اگرچہ اس کا جائز ہونا بعید نہیں ہے۔

س ۱۱ : کیا دوسرے ملکوں کے علماء کی تقلید جائز ہے ، خواہ ان تک رسائی بھی ممکن نہ ہو ؟

ج: شرعی مسائل میں جامع الشرائط مجتہد کی تقلید میں یہ شرط نہیں ہے کہ مجتہد مکلّف کا ہم وطن ہو یا اس کے شہر کا رہنے والا ہو۔

س ۱۲ : مجتہد اور مرجع تقلید میں جو عدالت معتبر ہے کیا وہ کمی یا زیادتی کے اعتبار سے اس عدالت سے مختلف ہے جو امام جماعت کے لئے ضروری ہے ؟

ج: منصب مرجعیّت کی اہمیت اور حساسیت کے پیش نظر مرجع تقلید میں احتیاط واجب کی بنا پر عدالت کے علاوہ یہ بھی شرط ہے کہ وہ اپنے سرکش نفس پر مسلّط ہو اور دنیا کا حریص نہ ہو۔

س ۱۳ : کیا زمان و مکان کے حالات سے واقف ہونا اجتہاد کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے ؟

ج: ممکن ہے بعض مسائل میں اس کا دخل ہو۔

س ۱۴ : امام خمینیؒ کے نزدیک مرجع تقلید کے لئے واجب ہے کہ وہ عبادات و معاملات کے علم پر مسلّط ہونے کے علاوہ سیاسی ، اقتصادی ، فوجی ، سماجی اور قیادت و رہبری کے امور کا بھی عالم ہو۔ پہلے ہم امام خمینیؒ کے مقلّد تھے اور اب بعض افاضل علماء کی رہنمائی اور خود اپنی رائے کی بنا پر آپ کی تقلید کو واجب سمجھتے ہیں۔ اس طرح ہم نے قیادت و مرجعیت کو ایک جگہ جمع پایا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کا کیا نظریہ ہے ؟

ج: مرجع تقلید کی صلاحیت کی شرطیں (ان امور میں جن میں ایک غیر مجتہد و محتاط پر اس کی تقلید ضروری ہے جس میں مقررہ شرطیں پائی جاتی ہوں)، تحریر الوسیلہ اور دوسری کتابوں میں تفصیل کے ساتھ مرقوم ہیں۔

لیکن شرائط کے اثبات کا مسئلہ اور فقہا میں سے تقلید کے لئے صالح شخص کی تشخیص خود مکلف کے نظریہ پر منحصر ہے۔

س ۱۵: تقلید میں مرجع کا اعلم ہونا شرط ہے یا نہیں؟ اور اعلمیت کے معیار اور اس کے اسباب کیا ہیں؟

ج: جن مسائل میں اعلم کے فتوے دوسروں سے مختلف ہیں ان میں اعلم کی تقلید احتیاطاً واجب ہے۔ اعلمیت کا معیار یہ ہے کہ وہ دوسرے مجتہدین سے احکامِ خدا کے سمجھنے اور الٰہی فرائض کا ان کی دلیلوں سے استنباط کرنے میں زیادہ مہارت رکھتا ہو۔ نیز اپنے زمانہ کے حالات کو اس حد تک جانتا ہو جتنا احکام شرعی کے موضوعات کی تشخیص اور شرعی فرائض بیان کرنے کے لئے فقہی رائے کا اظہار کرنے میں ضروری ہے۔ کیونکہ زمانے کے حالات سے آگاہی کو اجتہاد میں بھی دخل ہے۔

س ۱۶: اگر اعلم میں تقلید کے لئے معتبر شرائط موجود نہ ہونے کا احتمال ہو، ایسے میں اگر کوئی شخص غیر اعلم کی تقلید کرے تو کیا اس کی تقلید کو باطل قرار دیا جا سکتا ہے؟

ج: صرف اس احتمال کی وجہ سے کہ اعلم میں ضروری شرائط موجود نہیں ہیں، اختلافی مسئلہ میں بنابر احتیاط واجب غیر اعلم کی تقلید جائز نہیں ہے۔

س ۱۷ : اگر چند مسائل میں چند علماء کا اعلم ہونا ثابت ہو جائے (اس حیثیت سے کہ ان میں سے ہر ایک کسی خاص مسئلہ میں اعلم ہے) تو ان کی طرف رجوع کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

ج : تبعیض یعنی متعدد مراجع کی تقلید کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ۔ بلکہ اگر ہر مجتہد اس مسئلے میں اعلم ہو جسمیں مکلف اس کی تقلید کر رہا ہے تو بنا بر احتیاط جس مسئلہ میں ان کے فتوے مختلف ہوں ۔ ان میں بھی تبعیض واجب ہے ۔

س ۱۸ : کیا اعلم کی موجودگی میں غیر اعلم کی تقلید کی جا سکتی ہے ؟

ج : ان مسائل میں غیر اعلم کی طرف رجوع کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جن میں اس کا فتویٰ اعلم کے فتوے کے خلاف نہ ہو ۔

س ۱۹ : مرجع تقلید کی اعلمیّت کے سلسلہ میں آپ کا کیا نظریہ ہے ؟ اور اس پر آپ کی کیا دلیل ہے ؟

ج : جب متعدد جامع الشرائط فقہا موجود ہوں اور اپنے اپنے فتوؤں میں اختلاف رکھتے ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ غیر مجتہد مکلّف ، مجتہد اعلم کی تقلید کرے ، مگر یہ کہ اس کا فتویٰ احتیاط کے خلاف ہو ، اور غیر اعلم کا فتویٰ احتیاط کے موافق ہو ۔ اس کی دلیل سیرتِ عقلاء ہے ، بلکہ اگر امر تعیین و تخییر میں دائر ہو جائے تو عقل بھی تعیین کا حکم دیتی ہے ۔

س ۲۰ : ہمارے لئے کس کی تقلید کرنا واجب ہے ؟

ج : جامع الشرائط مجتہد اور مرجع کی تقلید واجب ہے بلکہ احوط یہ ہے کہ وہ مجتہد اعلم ہو ۔

س۲۱ : کیا ابتداء سے میت کی تقلید کی جاسکتی ہے ؟

ج : احتیاط واجب یہ ہے کہ ابتداء میں زندہ اور اعلم مجتہد کی ہی تقلید کی جائے ۔

س۲۲ : ابتداء میں میت کی تقلید زندہ مجتہد کی تقلید پر موقوف ہوتی ہے یا نہیں ؟

ج : ابتداء میں میت کی تقلید کرنے یا میت کی تقلید پر باقی رہنے کا جواز زندہ مجتہد اعلم کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے ۔

اجتہاد اور اعلمیت کے اثبات
نیز فتوے حاصل کرنے کے طریقے

س ۲۳: دو عادل گواہوں کی گواہی سے ایک مجتہد کی صلاحیت ثابت ہو جانے کے بعد کیا اب میرے اوپر اس سلسلہ میں کسی اور سے بھی سوال کرنا واجب ہے ؟

ج: کسی معین جامع الشرائط مجتہد کی صلاحیت کے اثبات کے لئے اہل خبرہ (اہل علم) حضرات میں سے دو عادل گواہوں کی گواہی پر اعتماد کافی ہے اور اس سلسلہ میں مزید افراد سے سوال کرنا ضروری نہیں ہے۔

س ۲۴: مرجع تقلید کے انتخاب اور اس کا فتویٰ حاصل کرنے کے کیا طریقے ہیں ؟

ج: مرجع تقلید کے اجتہاد اور اس کی اعلمیت کے اثبات کے لئے ضروری ہے کہ یا انسان خود عالم ہو اور تحقیق کرے یا اسے علم حاصل ہو جائے چاہے ایسی شہرت کے ذریعہ ہی، جس سے یقین ہو جائے یا اطمینان حاصل ہو جائے یا اہل خبرہ میں سے دو عادل گواہی دیں۔

مرجع تقلید سے فتویٰ حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ خود اس سے

سنے یا دو عادل نقل کریں بلکہ ایک ہی عادل کا نقل کرنا کافی ہے یا پھر ایسے معتبر انسان کا نقل کرنا بھی کافی ہے جس کی بات پر اطمینان ہو یا اس کی توضیح المسائل میں دیکھے جو غلطیوں سے محفوظ ہو۔

س ۲۵: کیا مرجع کے انتخاب کے لئے وکیل بنانا صحیح ہے ؟ جیسے بیٹا اپنے باپ کو اور شاگرد اپنے استاد کو اپنا وکیل بنائے ؟

ج: اگر وکالت سے مراد جامع الشرائط مجتہد کی تحقیق کو باپ، استاد یا مربّی وغیرہ کے سپرد کرنا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں اگر اس سلسلہ میں ان کا قول یقین اور اطمینان کے قابل ہو یا اس میں دلیل و شہادت کے شرائط موجود ہوں تو ان کا قول شرعاً معتبر اور حجّت ہے۔

س ۲۶: میں نے چند مجتہدین سے پوچھا کہ اعلم کون ہے۔ انہوں نے جواب دیا فلاں شخص کی طرف رجوع کرنے سے انسان بری الذمہ ہے تو کیا میں ان کی بات پر اعتماد کر سکتا ہوں جبکہ مجھے معلوم نہیں کہ موصوف اعلم ہیں یا نہیں یا مجھے ان کے اعلم ہونے کے بارے میں احتمال ہے یا اطمینان ہے کہ وہ شخص اعلم نہیں ہے اس لئے کہ دوسرے فقہا کے بارے میں بھی مثلاً ایسی ہی شہادت اور گواہی موجود ہے ؟

ج: جب کسی جامع الشرائط مجتہد کے اعلم ہونے پر شرعی دلیل قائم ہو جائے تو جب تک اس دلیل کے خلاف کسی اور دلیل کا علم نہ ہو وہ حجّت ہے اور اس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے، یقین یا اطمینان حاصل کرنا اس کے لئے شرط نہیں ہے اور نہ اس کے خلاف گواہیوں کے بارے میں تحقیق کی ضرورت ہے۔

س ۲۷: کیا وہ شخص شرعی احکام کے جوابات دے سکتا ہے جس کے پاس اجازہ نہیں ہے اور وہ بعض

مقامات پر اشتباہ سے بھی دوچار ہوتا اور احکام کو غلط بیان کر دیتا ہے اور اس حالت میں کیا کیا جائے جبکہ اس نے توضیح المسائل سے پڑھ کے مسئلہ بیان کیا ہو؟

ج: مجتہد کا فتویٰ نقل کرنے اور شرعی احکام بیان کرنے کے لئے اجازہ شرط نہیں ہے لیکن اگر اس سے غلطی یا اشتباہ ہوتا ہے تو اس کے لئے بیان اور نقل کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اگر کسی ایک مسئلہ بیان کرنے میں اس سے غلطی ہو جائے اور بعد میں اس کی طرف متوجہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ سننے والے کو اس غلطی سے آگاہ کر دے۔ بہرحال سننے والے کو بیان کرنے والے کی بات پر اس وقت تک عمل کرنا جائز نہیں ہے جب تک اس کے قول اور اس کی بیان کردہ بات کے صحیح ہونے پر اسے اطمینان نہ ہو جائے۔

تقلید بدلنا

س ۲۸ : ہم نے مجتہدِ میت کی تقلید پر باقی رہنے کے لئے غیر اعلم سے اجازت لی تھی، پس اگر اس سلسلہ میں اعلم کی اجازت شرط ہے تو کیا اس صورت میں اعلم کی طرف رجوع کرنا اور مجتہد میت کی تقلید پر باقی رہنے کے لئے اس سے اجازت لینا واجب ہے ؟

ج : اگر اس مسئلہ میں غیر اعلم کا فتویٰ اعلم کے فتوے کے موافق ہو تو اس کے قول کے مطابق عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس صورت میں اعلم کی طرف رجوع کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

س ۲۹ : کیا ان جدید مسائل میں مجتہد اعلم سے عدول جائز ہے جن میں اس کے لئے یہ ممکن نہیں کہ تفصیلی دلیلوں کے ذریعہ صحیح احکام کا استنباط کر سکے ؟

ج : اگر مکلف اس مسئلہ میں احتیاط نہیں کرنا چاہتا یا نہیں کر سکتا ہے اور اسے کوئی ایسا مجتہد مل جائے جو اعلم ہے اور مذکورہ مسئلہ میں فتویٰ رکھتا ہو تو اس کی طرف رجوع کرنا اور اس مسئلہ میں اس کی تقلید کرنا واجب ہے۔

س ۳۰ : کیا امام خمینیؒ کے کسی فتوے سے عدول کر کے اس مجتہد کے فتوے کی طرف رجوع کرنا واجب ہے

جس سے میں نے میّت کی تقلید پر باقی رہنے کی اجازت لی تھی یا دوسرے مجتہدین کی طرف بھی رجوع کیا جا سکتا ہے ؟

ج: عدول کے لئے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے ۔ پس ہر اس جامع الشرائط مجتہد کی طرف عدول کیا جا سکتا ہے جس کی تقلید صحیح ہو ۔

س ۳۱ : کیا اعلم کی تقلید چھوڑ کر غیر اعلم کی طرف رجوع کرنا جائز ہے ؟

ج: اس صورت میں عدول احتیاط کے خلاف ہے بلکہ احتیاط واجب کی بناء پر اس مسئلہ میں عدول جائز نہیں جس میں اعلم کا فتویٰ غیر اعلم کے فتوے کے خلاف ہو ۔

س ۳۲ : میں ایک مجتہد کے فتوے کے مطابق امام خمینیؒ کی تقلید پر باقی تھا لیکن جب استفتاآت میں آپ کے جوابات اور امام خمینیؒ کی تقلید پر باقی رہنے کے سلسلے میں آپ کا نظریہ معلوم ہوا تو میں نے پہلے مجتہد سے عدول کر لیا اور امام خمینیؒ کے فتوؤں نیز آپ کے فتاویٰ کے مطابق عمل شروع کر دیا کیا میرے اس عدول میں کوئی اشکال ہے ؟

ج: ایک زندہ مجتہد کی تقلید سے عدول کر کے دوسرے زندہ مجتہد کی تقلید کی جا سکتی ہے اور اگر دوسرا مجتہد مکلّف کی نظر میں پہلے مجتہد کی بہ نسبت اعلم ہو تو بنا بر احتیاط اس مسئلہ میں عدول واجب ہے جس میں دوسرے مجتہد کا فتویٰ پہلے مجتہد کے فتوے کے خلاف ہو ۔

س ۳۳ : جو شخص امام خمینیؒ کا مقلد تھا اور ان ہی کی تقلید پر باقی رہا وہ کسی خاص مسئلہ مثلاً تہران کو بلاد کبیرہ شمار نہ کرنے کے سلسلے میں مراجع تقلید میں سے کسی ایک کی طرف رجوع کر سکتا

ہے یا نہیں؟

ج: اس کے لئے رجوع کرنا جائز ہے اگرچہ ان مسائل میں امام خمینیؒ کی تقلید پر باقی رہنا ہی احتیاط کے مطابق ہے، جن میں انھیں زندہ مجتہد سے اعلم سمجھتا ہے۔

س ۲۴: میں شرعی اعمال کا پابند ایک جوان ہوں، بالغ ہونے سے پہلے ہی میں امام خمینی رح کا مقلد تھا لیکن کسی شرعی دلیل کے بغیر، بس اس بنیاد پر تقلید کرتا تھا کہ امام کی تقلید مجھے بری الذمہ کرنے کے لئے کافی ہے۔ کچھ مدت کے بعد میں نے دوسرے مجتہد کی تقلید اختیار کر لی لیکن میرا عدول صحیح نہیں تھا جب اس مرجع کا انتقال ہوا تو میں نے آپ کی طرف رجوع کیا، پس میں نے جو اس مجتہد کی تقلید کی تھی اس کا کیا حکم ہے؟ اس زمانہ کے میرے اعمال کا کیا حکم ہے؟ اور اس وقت میرا کیا فریضہ ہے؟

ج: تمہارے گزشتہ وہ اعمال جو امام خمینیؒ کی زندگی میں یا ان کی وفات کے بعد ان کی تقلید پر باقی رہتے ہوئے انجام پائے ہیں صحیح ہیں۔ لیکن وہ اعمال جو دوسرے مجتہد کی تقلید میں انجام دیئے ہیں اگر وہ اس مجتہد کے فتوؤں کے مطابق ہیں جسکی تقلید تمہارے اوپر واجب تھی یا اس مجتہد کے فتوؤں کے مطابق ہیں جس کی تقلید اس وقت تم پر واجب ہے تو وہ صحیح ہیں ورنہ ان کا تدارک واجب ہے اور اس وقت تمہیں اختیار ہے چاہے متوفی مرجع کی تقلید پر باقی رہو یا اسکی طرف رجوع کرو جسے تم آئین شرع کے مطابق تقلید کا اہل پاتے ہو۔

میّت کی تقلید پر باقی رہنا

س۳۵ : ایک شخص نے امام خمینیؒ کی وفات کے بعد ایک معیّن مجتہد کی تقلید کی اور اب وہ دوبارہ امام خمینیؒ کی تقلید کرنا چاہتا ہے، کیا یہ اس کے لئے جائز ہے ؟

ج : زندہ جامع الشرائط مجتہد کی تقلید سے مجتہد میّت کی تقلید کی طرف رجوع کرنا بنابر احتیاط واجب جائز نہیں ہے، ہاں اگر زندہ مجتہد جامع الشرائط نہیں تھا تو اس کی طرف عدول کرنا ہی باطل تھا اور وہ مجتہد میت کی تقلید پر باقی رہا ہے اب اسے اختیار ہے کہ مردہ مجتہد کی تقلید پر باقی رہے یا ایسے زندہ مجتہد کی طرف عدول کرے جس کی تقلید جائز ہے۔

س۳۶ : میں امام خمینیؒ کی حیات ہی میں بالغ ہوگیا تھا اور بعض احکام میں ان کی تقلید بھی کرتا تھا لیکن مسئلۂ تقلید میرے لئے واضح نہیں تھا، اب میرا کیا فریضہ ہے ؟

ج : اگر آپ امام خمینیؒ کی زندگی میں اپنے عبادی و غیر عبادی اعمال ان کے فتووں کے مطابق بجالاتے رہے چاہے بعض احکام میں ہی ان کے مقلد رہے ہوں تو آپ کے لئے تمام مسائل میں ان کی تقلید پر باقی رہنا جائز ہے۔

س۳۷ : اگر میت اعلم ہو تو اس کی تقلید پر باقی رہنے کا کیا حکم ہے ؟

ج: میّت کی تقلید پر باقی رہنا ہر حال میں جائز ہے ، واجب نہیں ہے لیکن میت کے اعلم ہونے کی صورت میں احتیاط یہی ہے کہ اس کی تقلید پر باقی رہا جائے ۔

س۳۸ : کیا میّت کی تقلید پر باقی رہنے کے لئے اعلم سے اجازت لینا ضروری ہے یا کسی بھی مجتہد سے اجازت لی جا سکتی ہے؟

ج: میّت کی تقلید پر باقی رہنے کے جواز کے مسئلہ میں اعلم کی تقلید کرنا واجب نہیں ہے اور یہ اس صورت میں ہے جبکہ بقا بر تقلید میت کے جواز پر فقہا کا اتفاق ہو ۔

س۳۹ : ایک شخص نے امام خمینیؒ کی تقلید کی اور ان کے انتقال کے بعد اس نے بعض مسائل میں دوسرے مجتہد کی تقلید کی اب اس مجتہد کے انتقال کے بعد اس کا کیا فریضہ ہے ؟

ج: وہ پہلے کی طرح مرجع اوّل کی تقلید پر باقی رہ سکتا ہے ۔ اسی طرح اسے اختیار بھی ہے کہ جن مسائل میں اس نے دوسرے مجتہد کی طرف عدول کیا تھا ، ان میں اسی کی تقلید پر باقی رہے یا زندہ مجتہد کی طرف رجوع کرے ۔

س۴۰ : امام خمینیؒ کے انتقال کے بعد میں نے یہ گمان کیا کہ مرحوم کے فتوے کے مطابق میت کی تقلید پر باقی رہنا جائز نہیں ہے لہٰذا زندہ مجتہد کی تقلید کر لی ، کیا اب میں دوبارہ امام خمینیؒ کی تقلید کر سکتا ہوں ؟

ج: زندہ مجتہد کی طرف تمام فقہی مسائل میں عدول کرنے کے بعد امام خمینیؒ کی طرف رجوع کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ زندہ مجتہد کا فتویٰ یہ ہو کہ متوفی اعلم کی تقلید پر باقی رہنا واجب ہے اور آپ کو یقین ہو کہ امام خمینیؒ زندہ مجتہد کی بہ نسبت اعلم ہیں تو ایسی صورت میں ان کی تقلید پر باقی رہنا واجب ہے ۔

س ۴۱: کیا میں کسی ایک مسئلہ میں کبھی مجتہد میت کی اور کبھی زندہ اعلم کی طرف رجوع کر سکتا ہوں باوجودیکہ اس میں دونوں کا فتوی مختلف ہو؟

ج: میت کی تقلید پر باقی رہنا جائز ہے لیکن زندہ مجتہد کی طرف عدول کرنے کے بعد دوبارہ میت کی طرف رجوع کرنا جائز نہیں ہے۔

س ۴۲: کیا امام خمینیؒ کے مقلدین اور ان لوگوں کے لئے جو آن کی تقلید پر باقی رہنا چاہتے ہیں زندہ مراجع میں سے کسی ایک سے اجازت لینا ضروری ہے یا اس مسئلے میں اکثر مراجع عظام و علمائے اعلام کے تقلید میت پر باقی رہنے کے جواز پر اتفاق کافی ہے؟

ج: میت کی تقلید پر باقی رہنے کے جواز پر جو اتفاق ہے اس کی بنا پر امام خمینیؒ کی تقلید پر باقی رہنا جائز ہے۔ اس سلسلہ میں کسی معین مجتہد کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

س ۴۳: جس مسئلہ پر مکلف نے مجتہد میت کی حیات میں عمل کیا تھا یا نہیں کیا تھا اس میں میت کی تقلید پر باقی رہنے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

ج: تمام مسائل میں میت کی تقلید پر باقی رہنا جائز اور کافی ہے خواہ ان پر عمل کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

س ۴۴: میت کی تقلید پر باقی رہنے کے جواز کی صورت میں کیا اس حکم میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اس مجتہد کی حیات میں مکلف نہیں ہوئے تھے، مگر اس کے فتوؤں پر عمل کرتے تھے؟

ج: اگر وہ لوگ مجتہد کی حیات میں اس کی تقلید کر چکے ہوں چاہے تقلید بالغ ہونے سے پہلے ہی کی تھی تو اس کی موت کے بعد بھی اس کی تقلید پر باقی رہنے میں کوئی

حرج نہیں ہے۔

س۴۵ : ہم امام خمینیؒ کے مقلد تھے اور ان کی وفات کے بعد بھی ان کی تقلید پر باقی ہیں لیکن بعض اوقات ہمیں بعض نئے مسائل پیش آتے ہیں خصوصاً جبکہ ہم عالمی استکبار و طاغوت سے مقابلہ کے زمانہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ایسے میں ہم تمام شرعی مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں لہذا ہم آپ کی طرف رجوع کا ارادہ رکھتے ہیں اور آپ کی تقلید کرنا چاہتے ہیں۔ کیا ہم ایسا کر سکتے ہیں ؟

ج: آپ کے لئے امام خمینی طاب ثراہ کی تقلید پر باقی رہنا جائز ہے فی الحال ان کی تقلید سے عدول کرنے کا کوئی سبب نہیں ہے اگر رونما ہونے والے حوادث میں کسی حکم شرعی کے معلوم کرنے کی ضرورت پیش آئے تو اس سلسلہ میں ہمارے دفتر سے خط و کتابت کر سکتے ہیں وفقکم اللہ تعالیٰ لمراضیہ۔

س۴۶ : اس مقلد کا کیا فریضہ ہے جو ایک مجتہد کی تقلید میں ہو جبکہ اس کے لئے دوسرے مرجع کی اعلمیت ثابت ہو جائے ؟

ج: احتیاط واجب یہ ہے کہ ان مسائل میں اپنے مرجع تقلید سے اس مرجع کی طرف جس کی اعلمیت ثابت ہو چکی ہے، رجوع کرے جن میں موجودہ مجتہد کا فتویٰ اعلم کے فتویٰ سے مختلف ہو۔

س۴۷ : کس صورت میں مقلد کے لئے اپنے مجتہد سے عدول کرنا جائز ہے ؟

ج: اس صورت میں جبکہ دوسرا مجتہد موجودہ مجتہد سے اعلم ہو یا اس کے مساوی ہو۔

س ۴۸ : اگر اعلم کے فتوے زمانہ کے مطابق نہ ہوں یا ان پر عمل دشوار ہو تو کیا غیر اعلم کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے ؟

ج : صرف اس گمان پر کہ اعلم کا فتویٰ ماحول اور حالات کے مطابق نہیں یا اس کے فتاویٰ پر عمل کرنا دشوار ہے ، اعلم سے دوسرے مجتہد کی طرف عدول کرنا جائز نہیں ہے

متفرقات

س۴۹ : جاہل مقصر کسے کہتے ہیں ؟

ج : جاہل مقصر وہ ہے جو اپنی جہالت سے بھی واقف ہو اور اس کو دور کرنے کے ممکنہ طریقے بھی جانتا ہو لیکن ان پر عمل نہ کرتا ہو۔

س۵۰ : جاہل قاصر کون ہے ؟

ج : جاہل قاصر وہ ہے جو اپنی جہالت سے بالکل آگاہ نہ ہو یا اپنے جہل کو دور کرنے کے طریقے نہ جانتا ہو۔

س۵۱ : احتیاط واجب کے کیا معنی ہیں ؟

ج : یعنی کسی عمل کو انجام دینا یا ترک کرنا احتیاط کی بنا پر واجب ہو۔

س۵۲ : کیا فتوؤں میں مذکورہ عبارت "فیہ اشکال" (اس میں حرج ہے) حرمت پر دلالت کرتی ہے ؟

ج : موقع ومحل کے اختلاف سے اس کے معنی بھی مختلف ہوتے ہیں اگر جواز میں اشکال ہو تو مقام عمل میں اس کا نتیجہ حرمت پر مبنی ہوگا۔

س۵۳: ان عبارتوں "فیہ اشکال" (اس میں حرج ہے)، "مشکل" (مشکل ہے) "لایخلو من اشکال" (حرج سے خالی نہیں)، "لا اشکال فیہ" (اس میں کوئی حرج نہیں) سے فتویٰ مراد ہے یا احتیاط؟

ج: "لا اشکال فیہ" کے علاوہ کہ وہ فتویٰ ہے، باقی سب احتیاط ہیں۔

س۵۴: عدم جواز اور حرام میں کیا فرق ہے؟

ج: مقام عمل میں دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

قیادت و مرجعیت

س۵۵: اگر اجتماعی، سیاسی اور ثقافتی مسائل میں ولی امر مسلمین اور دوسرے مرجع تقلید کے فتوے میں تعارض و اختلاف ہو تو ایسے میں مسلمانوں کا شرعی فریضہ کیا ہے، کیا کوئی ایسی حد فاصل ہے جو ولی امر مسلمین اور مرجع کے صادر کردہ احکام میں امتیاز پیدا کر سکے؟ مثلاً اگر موسیقی کے سلسلہ میں مرجع تقلید اور ولی امر مسلمین کی آراء میں اختلاف ہو تو یہاں کس کا اتباع واجب اور کافی ہے اور عام طور پر وہ کون سے حکومتی احکام ہیں جن میں ولی امر مسلمین کا حکم مرجع تقلید کے فتوے پر ترجیح رکھتا ہے؟

ج: اسلامی ملک کے نظم و نسق اور مسلمانوں کے عمومی مسائل میں ولی امر مسلمین کے حکم کا اتباع کیا جائے گا اور انفرادی مسائل میں مکلف اپنے مرجع تقلید کا اتباع کر سکتا ہے۔

س۵۶: جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اصول فقہ میں "اجتہاد متجزی" کے عنوان سے بحث کی جاتی ہے کیا امام خمینیؒ کا مرجعیت کو قیادت سے جدا کرنا تجزی کے تحقق کی جانب ایک قدم نہیں ہے؟

ج: ولی فقیہ کی قیادت اور مرجعیت تقلید کے الگ الگ ہو جانے کا اجتہاد میں تجزی والے مسئلہ سے کوئی ربط نہیں ہے۔

س۵۷: اگر میں کسی مرجع کا مقلد ہوں اور ولی امر مسلمین ظالم کافروں سے جنگ یا جہاد کا اعلان

کرے اور میرا مرجع تقلید مجھے جنگ میں شریک ہونے کی اجازت نہ دے تو میں اس کی رائے پر عمل کروں یا نہ کروں؟

ج: امور عامّہ میں ولی امر مسلمین کے حکم کی اطاعت واجب ہے، اُن ہی امور میں اسلام اور مسلمانوں کا دفاع اور حملہ آور کافروں اور طاغوتوں سے جنگ بھی شامل ہے۔

س ۵۸: ولی فقیہ کا حکم یا اس کا فتویٰ کس حد تک قابل عمل ہے اور اگر ولی فقیہ کا حکم یا فتویٰ مرجع اعلم کی رائے کے خلاف ہو تو ان دونوں میں سے کس پر عمل کیا جائے گا اور کسے ترجیح دی جائے گی؟

ج: ولی امر مسلمین کے حکم کا اتباع تمام لوگوں پر واجب ہے اور یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ اختلاف کی صورت میں مرجع تقلید کے فتوے کو ولی فقیہ کے حکم کے مقابلے میں لایا جائے۔

ولایتِ فقیہ اور حکمِ حاکم

س ۵۹: مفہوم و مصداق کے اعتبار سے "اصل" ولایت فقیہ کا اعتقاد عقلی ہے یا شرعی؟

ج: بے شک ولایت فقیہ ـــ جس کے معنیٰ دین سے آگاہ عادل فقیہ کی حکومت ہے ۔ شریعت کا تعبدی حکم ہے جس کی تائید عقل بھی کرتی ہے اور اس کے مصداق کی تعیین کے لئے عقلی طریقہ بھی ہے جس کو اسلامی جمہوریہ کے دستور میں بیان کیا گیا ہے ۔

س ٦۰: کیا ولی فقیہ اسلام اور مسلمانوں کی مصلحت عامہ کے پیش نظر شریعت کے کسی حکم کو بدل سکتا ہے یا اس پر عمل کرنے سے روک سکتا ہے ؟

ج: مختلف حالات میں اس کا حکم مختلف ہے ۔

س ٦۱: کیا ذرائع ابلاغ کو اسلامی حکومت کے سایہ میں ولی فقیہ کے زیر نظر ہونا واجب ہے یا انھیں مراکز علوم دینیہ کی نگرانی میں ہونا چاہئے یا کسی اور ادارہ کے زیر نظر ؟

ج: واجب ہے کہ ذرائع ابلاغ ولی امر مسلمین کے زیر فرمان اور ان کے زیر نظر ہوں اور انھیں اسلام و مسلمانوں کی خدمت ، الٰہی معارف کی نشر و اشاعت ،

اسلامی معاشرہ کی عام مشکلوں کے حل اور فکری اعتبار سے اس سے مسلمانوں کی ترقی اور ان کی صفوں میں اتحاد پیدا کرنے اور ان کے درمیان اخوت و برادری کی روح کو فروغ دینے اور اسی طرح کے دوسرے امور انجام دینے کے لئے استعمال کیا جائے۔

س ۶۲: کیا اس شخص کو حقیقی مسلمان سمجھا جائے گا جو فقیہ کی ولایت مطلقہ کا معتقد نہ ہو؟

ج: غیبت امام زمانہؑ کے عہد میں اجتہاد یا تقلید کی بناء پر فقیہ کی ولایت مطلقہ پر اعتقاد نہ رکھنا ارتداد اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا باعث نہیں ہے۔

س ۶۳: کیا ولی فقیہ کو ولایت تکوینی حاصل ہے جس کی بنیاد پر اس کے لئے کسی وجہ سے جیسے مصلحت عامہ کی بنا پر دینی احکام کا منسوخ کرنا ممکن ہو؟

ج: رسول اعظم صلوات اللہ علیہ وآلہ کی وفات کے بعد شریعت اسلامیہ کے احکام منسوخ نہیں کئے جا سکتے البتہ موضوع کا بدلنا، کسی ضرورت یا مجبوری کا پیش آنا، یا حکم کے نفاذ میں کسی وقتی رکاوٹ کا وجود نسخ نہیں ہے اور ولایت تکوینی اس کی نظر میں جو اس کا قائل ہے معصومینؑ سے مخصوص ہے۔

س ۶۴: ان لوگوں سے متعلق ہمارا کیا فریضہ ہے جو فقیہ عادل کی ولایت کو صرف امور حسبیہ میں محدود سمجھتے ہیں، جانتے ہوئے کہ ان کے بعض نمائندے اس نظریہ کی اشاعت بھی کرتے ہیں؟

ج: ہر زمانہ میں معاشرہ کی قیادت اور اجتماعی امور کی ہدایت کے لئے ولایت فقیہ مذہب حقّہ اثنا عشری کا ایک رکن رہی ہے اور اس کا تعلق اصل امامت سے ہے اور اور اگر کوئی شخص دلیل کے ذریعہ ولایت فقیہ کا قائل نہ ہو تو وہ معذور ہے

لیکن اس کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ تفرقہ اور اختلاف پھیلائے ۔

س ٦٥ : کیا ولی فقیہ کے اوامر پر عمل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے یا صرف اس کے مقلدین کا فریضہ ہے ؟ نیز جو مرجع تقلید ولایت مطلقہ کا معتقد نہ ہو اس کے مقلد پر ولی فقیہ کی اطاعت واجب ہے یا نہیں ؟

ج : شیعہ فقہ کے اعتبار سے ولی امر مسلمین کے صادر کردہ ولائی شرعی اوامر کی اطاعت کرنا اور اس کے امر و نہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا تمام مسلمانوں، یہاں تک کہ تمام فقہائے عظام پر بھی واجب ہے چہ جائیکہ ان کے مقلدین پر ۔ اور ہم ولایت فقیہ کی پابندی کو اسلام کی پابندی اور ائمہ کی ولایت سے جدا نہیں سمجھتے۔

س ٦٦ : لفظ "ولایت مطلقہ" رسولؐ کے زمانہ میں اس معنی میں استعمال ہوتا تھا کہ اگر رسولؐ کسی شخص کو کسی چیز کا حکم دیں تو اس کا بجالانا واجب ہوتا تھا خواہ وہ کتنا ہی دشوار کام ہو جیسے نبیؐ کسی شخص کو یہ حکم دیں کہ تم خود کو قتل کر ڈالو ! تو اس پر خود کو قتل کر دینا واجب تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا آج بھی ولایت مطلقہ کے وہی معنی ہیں؟ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ نبیؐ معصوم تھے اور اس زمانہ میں کوئی ولیِ معصوم نہیں ہے ؟

ج : جامع الشرائط فقیہ کی ولایت مطلقہ سے مراد یہ ہے کہ دین اسلام تمام آسمانی ادیان کے آخر میں آنے والا اور قیامت تک باقی رہنے والا دین ہے ۔ یہ دینِ حکومت ہے اور معاشرے کے امور کی دیکھ بھال کرنے والا دین ہے، پس اسلامی معاشرہ کے تمام طبقات کے لئے ایک ولی امر، حاکم شرع اور قائد کا ہونا ضروری ہے جو امت کو اسلام و مسلمانوں کے دشمنوں سے بچائے،

ان کے نظام کا محافظ ہو، ان کے درمیان عدل قائم کرے، طاقتور کو کمزور پر ظلم کرنے سے باز رکھے، معاشرہ کی ثقافتی، سیاسی اور اجتماعی امور کی ترقی کے وسائل فراہم کرے۔

اس امر کا عملی میدان میں نفاذ بعض اشخاص کی خواہشات، منافع اور آزادی سے ٹکراؤ رکھتا ہے۔ لہٰذا حاکم مسلمین پر واجب ہے کہ وہ اس کے نفاذ کے وقت فقہ اسلامی کی روشنی میں ضرورت کے تحت لازمی اقدامات کرے

اس بنا پر ضروری ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے مصالح عامّہ کے پیش نظر ولی امر کا ارادہ اور اس کے اختیارات تعارض اور ٹکراؤ کی صورت میں عوام کے ارادہ اور ان کے اختیارات پر حاکم ہوں اور یہ ولایت مطلقہ کا ایک معمولی سا پہلو ہے۔

س ۶۷: جس طرح مجتہد میت کی تقلید پر باقی رہنے کے سلسلہ میں فقہا کا فتویٰ ہے کہ اس کے لئے زندہ مجتہد کی اجازت کی ضرورت ہے، کیا اسی طرح مرحوم قائد کی طرف سے صادر ہونے والے حکومتی احکام و اوامر پر عمل کے سلسلے میں بھی زندہ قائد کی اجازت درکار ہے یا وہ اپنی جگہ ویسے ہی باقی ہیں؟

ج: ولی امر مسلمین کی طرف سے صادر ہونے والے حکومتی احکام اور اشخاص کی تقرریاں اگر وقتی نہ ہوں تو اپنی جگہ پر باقی رہیں گے ورنہ اگر موجودہ ولی امر مسلمین انھیں منسوخ کر دینے میں مصلحت سمجھتا ہوگا تو منسوخ کر دے گا۔

س ۶۸: کیا اسلامی جمہوریہ ایران میں زندگی گزارنے والے اس فقیہ پر، جو ولی فقیہ کی ولایت مطلقہ

کا قائل نہیں ہے، ولی فقیہ کے احکام کی اطاعت کرنا واجب ہے ؟ اگر وہ ولی فقیہ کے حکم کی مخالفت کرے تو کیا اسے فاسق سمجھا جائے گا ؟ اور اگر کوئی فقیہ ولایت مطلقہ کا تو اعتقاد رکھتا ہے لیکن اس منصب کے لئے اپنی ذات کو زیادہ سزاوار سمجھتا ہے، اس صورت میں اگر وہ ولایت کے منصب پر فائز فقیہ کے احکام کی خلاف ورزی کرتا ہے تو کیا اسے فاسق سمجھا جائے گا ؟

ج : ہر مکلف پر واجب ہے کہ وہ ولی امر مسلمین کے حکومتی اوامر کی اطاعت کرے چاہے وہ فقیہ ہی کیوں نہ ہو اور کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ خود کو اس منصب کا زیادہ حقدار سمجھ کر ولی امر مسلمین کے احکام کی خلاف ورزی کرے۔ یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ موجودہ ولی فقیہ نے ولایت کے منصب کو اس کے مروجہ قانونی طریقہ کے مطابق حاصل کیا ہو ورنہ دوسری صورت میں مسئلہ کلی طور سے مختلف ہے۔

س ۶۹ : کیا جامع الشرائط مجتہد کو زمانۂ غیبت میں حدود جاری کرنے کا اختیار حاصل ہے ؟

ج : زمانۂ غیبت میں بھی حدود کا جاری کرنا واجب ہے اور اس کی ولایت اور اختیار صرف ولی امر مسلمین سے مخصوص ہے۔

س ۷۰ : ولایت فقیہ کا مسئلہ تقلیدی ہے یا اعتقادی ؟ اور اس شخص کا کیا حکم ہے جو اسے تسلیم نہیں کرتا ؟

ج : ولایت فقیہ اس امامت و ولایت کے سلسلہ کی کڑی ہے جو اصول مذہب میں سے ہے لیکن اس کے احکام کا استنباط بھی فقہی احکام کی طرح شرعی دلیلوں سے کیا جاتا ہے اور جو شخص استدلال کے ذریعہ ولایت فقیہ کو قبول نہ کرے وہ معذور ہے۔

س۷۱ : بعض اوقات ہم بعض عہدہ داروں سے "ولایتِ اداری" کے نام کا عنوان سنتے ہیں یعنی اصلی عہدہ داروں کی بے چون وچرا اطاعت کرنا۔ اس سلسلہ میں آپ کا کیا نظریہ ہے؟ اور ہماری شرعی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: وہ اداری و انتظامی احکام جو اداری قوانین وضوابط کی بنیاد پر صادر ہوتے ہیں ان کی مخالفت اور خلاف ورزی جائز نہیں ہے۔ لیکن اسلامی مفاہیم میں "ولایتِ اداری" نام کی کوئی چیز نہیں پائی جاتی۔

س۷۲ : کیا فوجی عہدہ داروں اور افسروں کے لئے جائز ہے کہ وہ سپاہیوں کو اپنے ذاتی کاموں کی انجام دہی کا اس دلیل کے ساتھ حکم دیں کہ اگر وہ ان امور کو خود انجام دیں تو ان کا وقت ضائع ہوگا؟

ج: افسروں یا کسی دوسرے شخص کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ سپاہیوں سے اپنے ذاتی کام لیں اور اگر وہ ایسا کریں گے تو ان کو اس کام کی اجرت دینا پڑے گی۔

س۷۳ : نمائندۂ ولی فقیہ جو احکام اپنے اختیارات کی حدود میں صادر کرتا ہے کیا ان کی اطاعت واجب ہے؟

ج: اگر اس کے احکام ان اختیارات کی حدود میں ہیں جو اس کو ولی فقیہ کی طرف سے تفویض کئے گئے ہیں تو ان کی مخالفت جائز نہیں ہے۔

کتاب طہارت

پانی کے احکام

س ۷۴: بغیر کسی زور کے بلندی سے بہنے والے قلیل پانی کا نچلا حصّہ اگر نجاست سے مل جائے تو اس سے اوپر والا پانی پاک رہے گا یا نہیں ؟

ج: ایسے پانی کا اوپری حصّہ پاک ہے بشرطیکہ اس پر اوپر سے نیچے کی جانب بہنا صادق آئے۔

س ۷۵: کیا نجس کپڑے کو جاری یا کُر بھر پانی سے دھونے کے بعد پاک ہونے کے لئے اسے پانی سے باہر نکال کر نچوڑنا واجب ہے یا وہ پانی ہی میں نچوڑنے سے پاک ہو جائے گا؟

ج: کپڑے وغیرہ کو جاری یا کُر بھر پانی سے پاک کرنے کے لئے ان کا نچوڑنا شرط نہیں ہے بلکہ کسی بھی صورت سے مثلاً جھٹک دینے سے اگر اس کے اندر کا پانی نکل جائے تو کافی ہے اور وہ پاک ہوجائے گا۔

س ۷۶: جو پانی بذات خود غلیظ اور گاڑھا ہو اس سے وضو اور غسل کرنے کا کیا حکم ہے؟ جیسے سمندر کا پانی جو نمک کی زیادتی کی وجہ سے گاڑھا ہوتا ہے یا جیسے ارومیہ کی جھیل کا پانی یا ہر وہ پانی جو اس سے بھی زیادہ گاڑھا رہتا ہے؟

ج: پانی کا صرف نمکیات کی وجہ سے گاڑھا ہونا، اسے خالص پانی کے دائرے سے خارج نہیں کرتا، خالص پانی پر شرعی احکام کے مرتّب ہونے کا معیار یہ ہے کہ اسے عام بول چال میں خالص پانی کہا جائے۔

س ۷۷: کیا (پانی پر) کُر کا حکم اس وقت لگے گا جب اس کے کُر بھر ہونے کا علم ہو یا صرف اسے کُر بھر سمجھ لینا ہی کافی ہے (جیسے ٹرین کے ڈبوں میں لگی ٹنکیوں وغیرہ کا پانی)

ج: اگر یہ ثابت ہوجائے کہ پہلے وہ کُر بھر تھا، تو اسی بنا رکھنا جائز ہے۔

س ۷۸: امام خمینیؒ کی توضیح المسائل (کے مسئلہ ۱۴۷) میں آیا ہے کہ "نجاست و طہارت کے بارے میں ممیز بچے کی بات کا اعتبار اس کے بالغ ہونے سے پہلے ضروری نہیں ہے" اور اس فتوی کی پابندی بڑی مشقت کا باعث ہے۔ مثلاً جب تک بچہ ۱۵ سال کا نہیں ہوتا والدین پر واجب ہے کہ اس کے رفع حاجت کے بعد خود اس کی طہارت کریں۔ ایسے میں شرعی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: ایسا بچہ جو سنّ بلوغ کے قریب ہو اس کی بات معتبر ہے۔

س ۷۹: بعض اوقات پانی میں ایسی دوائیں ملاتے ہیں جن سے پانی کا رنگ دودھ جیسا ہوجاتا ہے،

توکیا یہ پانی مضاف ہو جائے گا ؟ اور اس سے وضو اور طہارت کرنے کا کیا حکم ہے ؟

ج: اس پر مضاف پانی کا حکم جاری نہیں ہوگا۔

س ۸۰: طہارت کے لئے کُر اور جاری پانی میں کیا فرق ہے ؟

ج: دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

س ۸۱: اگر نمکین پانی کو کھولایا جائے تو کیا اس کی بھاپ سے بننے والے پانی سے وضو کرنا صحیح ہے ؟

ج: اگر نمکین پانی کی بھاپ سے بننے والے پانی کو خالص پانی کہنا صحیح ہو تو اس پر آبِ مطلق کے احکام جاری ہوں گے۔

س ۸۲: اگر نجس کپڑے کو کثیر پانی سے دھویا جائے تو کیا اس کا نچوڑنا واجب ہے یا نجاست دور کرنے کے بعد اسے نجس جگہ تک پانی میں ڈبو دینا ہی کافی ہے ؟

ج: کپڑے کو پانی میں ڈبو کر اس سے پانی نکال دینا ہی کافی ہے۔ چاہے کثیر پانی کے اندر حرکت دے کر ہی نکال لیں۔ نچوڑنا شرط نہیں ہے۔

س ۸۳: اگر ہم نجس فرش یا جانماز کو (آبِ کثیر والی) ٹنکی سے متصل نل کے پانی سے دھونا چاہیں تو کیا پائپ کا پانی نجس جگہ تک پہونچتے ہی یہ چیزیں پاک ہو جائیں گی یا آبِ غسالہ (دھوون) کو ان سے نکالنا ضروری ہے ؟

ج: آبِ کثیر سے متصل پائپ کے پانی سے پاک کرنے میں غسالہ (دھوون) کا نکالنا شرط نہیں ہے بلکہ عین نجاست کے دور ہونے کے بعد نجس جگہ تک صرف پانی کے پہونچنے اور دھوون کے اپنی جگہ سے منتقل ہونے کے ساتھ ہی

یہ چیزیں پاک ہوجائیں گی۔

س۸۴ : پاؤں کے تلوے پاک کرنے کے لئے ۱۵ قدم چلنا شرط ہے، پس کیا عین نجاست کے زائل ہونے کے بعد اتنا چلنا ضروری ہے یا عین نجاست کے ہوتے ہوئے بھی پندرہ قدم چلنا کافی ہے؟ اور اگر ۱۵ قدم چلنے سے عین نجاست زائل ہوجائے تو کیا پاؤں کا تلوا پاک ہوجائے گا؟

ج : پندرہ قدم چلنا معیار نہیں ہے بلکہ اتنا چلنا کافی ہے جس سے عین نجاست زائل ہوجائے اور بالفرض اگر نجاست چلنے سے پہلے ہی دور ہوجائے تو بھی اتنا چلے جس سے چلنا صادق آئے۔

س۸۵ : کیا تارکول سے بنی ہوئی سڑکیں اور زمین سے تعلق رکھنے والی دوسری چیزیں بھی مطہرات میں شامل ہیں کہ اس پر چلنا پاؤں کے تلوؤں کو پاک کردے گا؟

ج : وہ زمین جس پر تارکول وغیرہ بچھا گیا ہو نہ تو پاؤں کے تلوؤں کو پاک کرتی ہے اور نہ پاؤں میں پہنی ہوئی چیز مثلاً جوتے کے تلے کو پاک کرتی ہے۔

س۸۶ : کیا سورج پاک کرنے والی چیزوں میں سے ہے؟ اور اگر یہ پاک کرنے والی چیزوں میں سے ہے تو اس کے شرائط کیا ہیں؟

ج : سورج زمین کو اور ہر اس چیز کو پاک کرتا ہے جو غیر منقول ہو جیسے مکان اور اس سے متصل چیزیں اور جو چیز اس مکان میں لگائی گئی ہوں جیسے لکڑیاں اور اور دروازے وغیرہ، عین نجاست کے دور ہونے کے بعد سورج کی شعاعیں ان پر پڑیں تو پاک ہوجائیں گی بشرطیکہ جب ان پر شعاعیں پڑیں تو وہ گیلی ہوں۔

س۸۷ : ان نجس کپڑوں کو کس طرح پاک کیا جائے گا جن کا رنگ پاک کرنے کے دوران پانی کو

رنگین کر دے ؟

ج: اگر کپڑوں کے رنگ سے پانی مضاف نہ ہوجائے تو ان پر پانی ڈالنے سے ہی وہ پاک ہوجائیں گے۔

س ۸۸: ایک شخص غسل جنابت کرنے کے لئے ایک برتن میں پانی رکھتا ہے اور غسل کے دوران اس کے بدن کا پانی اس برتن میں گر جاتا ہے، تو کیا اس صورت میں وہ پانی پاک رہے گا ؟ اور کیا اس پانی سے غسل مکمل نہیں کیا جاسکتا ؟

ج: اگر پانی بدن کے پاک حصے سے برتن میں گرے تو پاک ہے اور اس سے غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۸۹: کیا نجس پانی کے ذریعہ گندھی ہوئی مٹی سے بنے تنور کا پاک کرنا ممکن ہے ؟

ج: تنور کا ظاہری حصہ دھلنے سے پاک ہوجاتا ہے اور اس کے اسی ظاہری حصے کو پاک کرنا کافی ہے جس پر روٹیاں لگائی جاتی ہیں۔

س ۹۰: کیا حیوان سے حاصل شدہ نجس تیل ایسے کیمیائی عمل کے بعد بھی نجس رہے گا جس کی وجہ سے اس میں نئی خاصیت پیدا ہوجائے! یا اس پر استحالہ کا حکم جاری ہوگا ؟

ج: نجس چیزوں یا جانوروں سے حاصل شدہ حرام چیزوں کی طہارت اور حلّیت کیلئے ان پر صرف ایسا عمل ہی کافی نہیں ہے، جو اس میں نئی خاصیت پیدا کر دے۔

س ۹۱: ہمارے دیہات میں حمام کی چھت مسطّح ہے جس سے نہانے والوں پر پانی کے قطرے گرتے ہیں یہ قطرے حمام کے پانی کی بھاپ سے بنتے ہیں، کیا یہ قطرے پاک ہیں ؟ اور کیا ان قطروں کے گرنے کے بعد غسل صحیح ہے ؟

ج: حمام کے پانی سے بننے والی بھاپ پاک ہے، اسی طرح اس سے بننے والے قطرے بھی پاک ہیں اور بدن پر ان قطروں کے گرنے سے نہ غسل کی صحت پر اثر پڑتا ہے اور نہ غسل کرنے والے کا بدن نجس ہوتا ہے۔

س ۹۲: علمی تحقیقات کے نتائج بتاتے ہیں کہ پینے والے پانی میں جراثیم اور آلودہ معدنی مواد کا اختلاط اس کے وزن کو ۲/۱ فیصد بڑھا دیتا ہے۔ پانی صاف کرنے والی مشین اس استعمال شدہ پانی سے ان مواد و جراثیم کو فیزیکی، کیمیادی اور بیالوجیکی عمل کے ذریعہ اس طرح جدا کر دیتی ہے کہ تصفیہ کے بعد وہ فیزیکی اعتبار سے (رنگ بو اور مزہ) کیمیادی اعتبار سے مخلوط معدنیات اور طبی اعتبار سے (مضر جراثیم اور گندے پانی میں موجود جراثیم کے انڈوں سے) صاف وشفاف اور بہت سی نہروں اور جھیلوں کے پانی سے بہتر ہو جاتا ہے۔ خاص طور پر اس پانی سے جو پینے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اگر یہ استعمال شدہ پانی نجس ہے تو کیا وہ مذکورہ بالا عمل کے ذریعہ پاک ہو جائے گا اور اس پر استحالہ کا حکم لاگو ہوگا یا تصفیہ سے حاصل ہونے والا پانی نجس ہی رہے گا؟

ج: استعمال شدہ پانی سے آلودہ معدنیات اور جراثیم وغیرہ کو جدا کر دینے سے استحالہ نہیں ہو جاتا، مگر یہ کہ تصفیہ بھاپ بننے سے ہو اور وہ بھاپ دوبارہ پانی میں تبدیل ہو جائے، اور یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ یہ حکم اسی وقت جاری ہوگا جب استعمال شدہ پانی نجس ہو، جبکہ یہ معلوم نہیں کہ مستعمل پانی ہمیشہ نجس ہی ہوتا ہے۔

س ۹۳: ہمارے علاقے میں میت کو تختہ پر غسل دیتے ہیں، بالفرض اگر میت کے بدن پر کوئی ظاہری نجاست بھی لگی ہوئی ہو تو کیا میت کے پاک ہونے کے ساتھ تختہ بھی پاک ہو جائے گا،

جبکہ یہ معلوم ہے کہ لکڑی پہلی مرتبہ گرنے والے پانی کو جذب کر لیتی ہے ؟

ج: میت کے پاک ہونے سے تختہ بھی پاک ہو جائے گا اور اس کو الگ سے پاک کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔

بیت الخلاء کے احکام

س۹۴: خانہ بدوشوں کے پاس، خاص طور سے جب وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہیں تو اتنا پانی نہیں ہوتا کہ وہ پیشاب کے مقام کو پاک کر سکیں۔ اس صورت میں کیا لکڑی اور کنکریوں سے طہارت کرنا کافی ہے؟

ج: پیشاب کا مقام پانی کے بغیر پاک نہیں ہوتا، لیکن اگر اس کا پانی سے پاک کرنا ممکن نہ ہو تو نماز صحیح ہے۔

س۹۵: آب قلیل سے پیشاب اور پاخانہ کے مقام کو پاک کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: پیشاب کے مقام کو پاک کرنے کے لئے پانی سے ایک مرتبہ دھونا کافی ہے اور پاخانہ کے مقام کو اتنا دھوئے کہ عین نجاست اور اس کے آثار زائل ہوجائیں۔

س۹۶: پیشاب کرنے کے بعد حسب عادت نمازی پر استبراء کرنا واجب ہے جبکہ میرا عضو تناسل زخمی ہے اور استبراء کرتے وقت فشار دینے سے اس سے خون نکل آتا ہے اور طہارت کے لئے استعمال کئے جانے والے پانی میں مل کر میرے بدن اور لباس کو نجس کر دیتا ہے اور اگر میں استبراء نہ کروں تو ممکن ہے کہ وہ زخم ٹھیک ہوجائے اور استبراء کرتے اور دبانے سے یقین ہے کہ وہ زخم

باقی رہے گا۔ اور اگر میں اسی طرح استبراء کرتا رہوں تو یہ زخم تین ماہ کے بعد ٹھیک ہوگا۔ لہٰذا آپ بتائیں کہ میں استبراء کروں یا نہیں؟

ج: استبراء واجب نہیں ہے بلکہ اگر وہ ضرر کا موجب ہو تو ناجائز ہے۔ ہاں اگر پیشاب کے بعد استبراء نہ کرے اور مشتبہ رطوبت نکلے تو وہ پیشاب کے حکم میں ہے۔

س ۹۷: میں یونیورسٹی کا ایک طالب علم ہوں، مجھے کئی سال سے ایک بیماری ہو گئی ہے جو سخت پریشانی کا سبب بن گئی ہے اور وہ یہ کہ پیشاب اور استبراء کے بعد پیشاب کے مقام سے کبھی کبھی ایسی رطوبت نکلتی ہے جس کا حجم قطرے کا ½ ہوتا ہے اور کبھی یہ رطوبت ۵ منٹ بعد یا اس سے بھی کچھ دیر میں نکلتی ہے۔ ہاں جب میں پہلے استبراء نہیں کرتا تھا تو اس وقت پیشاب کے بعد کئی قطرے نکلتے تھے اور جب سے استبراء کرنا شروع کیا ہے تب سے قطرے کا ½ حصہ یا اس سے بھی کم نکلتا ہے اور میں نہیں جانتا کہ نکلنے والی رطوبت پاک ہے اور اس میں نماز صحیح ہے یا نہیں؟

ج: استبراء کے بعد نکلنے والی مشتبہ رطوبت پاک ہے مگر یہ کہ آپ کو یقین ہو جائے کہ وہ پیشاب ہے۔

س ۹۸: پیشاب اور استبراء کے بعد کبھی پیشاب کے مقام سے بلا اختیار ایسی رطوبت نکلتی ہے جو پیشاب سے مشابہ ہوتی ہے، آیا یہ رطوبت نجس ہے یا پاک؟ اگر انسان اس کے نکلنے کے تھوڑی دیر کے بعد اچانک متوجہ ہو تو اس کے پہلے کی پڑھی ہوئی نماز کا کیا حکم ہے؟ اور کیا بے اختیار نکلنے والی اس رطوبت کا آئندہ خیال رکھنا واجب ہے؟

ج: استبراء کے بعد نکلنے والی رطوبت کے بارے میں اگر شک ہو کہ وہ پیشاب

ہے یا نہیں تو وہ پیشاب کے حکم میں نہیں ہے اور پاک ہے، اور اس سلسلے میں تحقیق وتجسّس واجب نہیں ہے۔

س ۹۹: اگر ہو سکے تو برائے مہربانی انسان سے نکلنے والی رطوبتوں کی وضاحت فرما دیجئے؟

ج: جو رطوبت اکثر منی کے بعد نکلتی ہے اس کا نام "وذی" ہے، پیشاب کے بعد نکلنے والی رطوبت "ودی" کہلاتی ہے، زن وشوہر کی باہم خوش فعلی کے وقت نکلنے والی رطوبت "مذی" ہے اور یہ سب کی سب پاک ہیں۔ ان سے طہارت زائل نہیں ہوتی۔

س ۱۰۰: پائخانہ کے قدمچے یا کموڈ جس سمت کو ہم قبلہ سمجھتے تھے، اس سے بالکل مخالف سمت میں نصب کئے گئے اور کچھ عرصہ بعد معلوم ہوا کہ قدمچے کا انحراف قبلہ سے صرف ۲۰ سے ۲۲ ڈگری تک ہی فرق رکھتا ہے۔ اب برائے مہربانی یہ فرمائیں کہ قدمچہ کی سمت کا بدلنا واجب ہے یا نہیں؟

ج: اگر انحراف اس حد تک ہو کہ عرفاً قبلہ سے انحراف صادق آجائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۱۰۱: میرے پیشاب کی نلی میں ایک مرض ہے جس کی وجہ سے پیشاب اور استبراء کے بعد بھی پیشاب نہیں رکتا اور میں رطوبت دیکھتا ہوں، اس سلسلے میں، میں نے ڈاکٹر کی طرف بھی رجوع کیا اور جو اس نے کہا اس پر عمل بھی کیا لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا، اب میرا فرض کیا ہے؟

ج: استبراء کے بعد پیشاب کے نکلنے کے بارے میں شک کا اعتبار نہیں کیا جائیگا اور اگر آپ کو قطرات کی شکل میں پیشاب کے ٹپکنے کا یقین ہو تو امام خمینیؒ کے رسالۂ عملیہ میں مذکور مسلوس (جسے برابر پیشاب ٹپکتا ہے) کے فریضہ پر عمل کریں، اس کے

علاوہ آپ پر کوئی اور چیز واجب نہیں ہے۔

س ۱۰۲ : استنجا سے پہلے استبراء کا کیا طریقہ ہے ؟

ج : استنجا سے پہلے اور استنجاء د پاخانہ کے مقام کو پاک کرنے کے بعد والے استبراء کے طریقے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

س ۱۰۳ : بعض کارخانوں اور اداروں میں کام کرنے کے لئے طبی معائنہ ضروری ہوتا ہے اور اس سلسلہ میں کبھی شرم گاہ کو بھی کھولنا پڑتا ہے تو کیا وہاں کام کرنے کی ضرورت کے پیش نظر ایسا کرنا جائز ہے ؟

ج : مکلّف کے لئے ناظر محترم یعنی باشعور اور ممیز شخص کے سامنے شرمگاہ کا کھولنا جائز نہیں ہے۔ چاہے کام کے لئے وہاں پر تقرری اسی پر موقوف ہو۔ مگر یہ کہ اس کام کا ترک کرنا حرج کا باعث ہو اور وہ یہ کام کرنے پر مجبور ہو۔

وضو کے احکام

س۱۰۴ : میں نے نماز مغرب ادا کرنے کی نیّت سے وضو کیا تو کیا میں اسی وضو سے قرآن کریم (کے حروف) کو چھو سکتا ہوں اور نمازِ عشا پڑھ سکتا ہوں ؟

ج: صحیح وضو متحقّق ہونے کے بعد جب تک وہ باطل نہیں ہوتا اس سے ہر وہ عمل انجام دیا جا سکتا ہے جس میں طہارت شرط ہے ۔

س۱۰۵ : ایک شخص اپنے سر پہ مصنوعی بال لگاتا ہے اور اگر اسے ہٹالے تو مشکل میں پڑ جائے گا تو کیا اس کے لئے مصنوعی بال پر مسح کرنا جائز ہے ؟

ج: مصنوعی بالوں پر مسح کرنا جائز نہیں ہے بلکہ مسح کرتے وقت (سر کی) کھال سے ان کا ہٹانا واجب ہے مگر یہ کہ ان کے ہٹانے میں اتنی مشقت پیش آئے جو عادتاً ناقابل برداشت ہو ۔

س۱۰۶ : زید (نام کے ایک شخص) کا کہنا ہے کہ: چہرے پر صرف دو چلّو پانی ڈالنا چاہئے اور تیسرا چلّو پانی ڈالنے سے وضو باطل ہو جاتا ہے، آیا یہ صحیح ہے ؟

ج: چہرے پر دو چلّو یا اس سے بھی زیادہ پانی ڈالنے میں کوئی حرج نہیں ہے،

لیکن چہرے اور ہاتھوں کو دو مرتبہ سے زیادہ دھونا (یعنی ان پر ہاتھ پھیرنا) جائز نہیں ہے۔

س۱۰۷ جو چکنائی طبیعی طور سے جسم کے بالوں یا کھال سے نکلتی ہے، کیا اسے وضو کے لئے حاجب اور مانع شمار کیا جائے گا؟

ج: حاجب شمار نہیں ہوگی مگر یہ کہ وہ اتنی مقدار میں ہو کہ مکلف خود اسے بال یا کھال تک پانی کے پہونچنے میں حائل سمجھے۔

س۱۰۸: ایک مدت تک میں نے پاؤں کا مسح، انگلیوں کے سرے سے نہیں کیا بلکہ انگلیوں کے پچھلے حصے سے پاؤں کی ابھری ہوئی جگہ تک مسح کیا ہے، آیا ایسا مسح صحیح ہے؟ اور اگر اس میں اشکال ہے تو کیا میں جن نمازوں کو پڑھ چکا ہوں ان کی قضا واجب ہے؟

ج: اگر مسح پاؤں کی انگلیوں کے سرے سے نہ ہوا ہو تو وضو باطل ہے اور نماز کی قضا واجب ہے اور اگر شک ہو کہ پاؤں کا مسح انگلیوں کے سرے سے ہوا ہے یا نہیں، تو وضو اور نماز صحیح ہیں۔

س۱۰۹: کعب کیا ہے، جہاں تک پاؤں کا مسح ختم کیا جاتا ہے؟

ج: مشہور یہی ہے کہ پاؤں کی ابھری ہوئی جگہ سے پنڈلی کے جوڑ یعنی ٹخنے تک ہے، جسے پاؤں کے قبہ یا ابھار سے تعبیر کیا گیا ہے۔ لیکن اس احتیاط کو ترک نہیں کرنا چاہئے کہ مسح ٹخنے تک ہے۔

س۱۱۰: اسلامی ممالک میں حکومت کی طرف سے بنائی گئی مسجدوں، عدالتی مراکز اور سرکاری دفاتر میں وضو کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: کوئی حرج نہیں ہے اور نہ ہی اس میں کوئی شرعی ممانعت ہے ۔

س ۱۱۱: (اعضائے وضو میں سے کسی حصہ کو) ایک مرتبہ دھونے کے لئے کیا چند چلّو پانی ڈالنا ممنوع ہے ؟ اور اگر چند چلّو پانی کے ذریعہ ایک مرتبہ دھونے کی نیت ہو لیکن ایک سے زیادہ مرتبہ دھل جائے تو اس کا کیا حکم ہے ؟

ج: اس کا دار و مدار قصد اور ایک مرتبہ دھونے پر ہے اور کئی مرتبہ یا کئی چلّو پانی ڈالنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ۔

س ۱۱۲: اگر ایک شخص کی زمین میں چشمہ پھوٹے اور ہم پائپ کے ذریعہ پانی کئی کلو میٹر دور لے جانا چاہیں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ پائپ کو اس شخص کی زمین اور دوسرے اشخاص کی زمینوں سے گزاریں، پس اگر وہ افراد راضی نہ ہوں تو کیا اس چشمے کے پانی کو وضو غسل اور دوسری چیزوں کی طہارت کیلئے استعمال کرنا جائز ہے ؟

ج: اگر چشمہ خود سے پھوٹے اور قبل اس کے کہ زمین پر جاری ہو، اس کا پانی پائپ میں ڈال دیا جائے اور اس زمین، نیز دوسری زمینوں کو اس پائپ لائن کے گذرنے کیلئے استعمال کیا جائے، تو اس پانی سے استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ عرف عام میں پانی کے استفادہ کو اس زمین اور دوسری زمینوں میں تصرف نہ سمجھا جائے ۔

س ۱۱۳: ہمارے محلہ میں پانی کا دباؤ بہت کم ہے جس کی وجہ سے مکانوں کے اوپر کی منزلوں میں پانی یا تو بہت ہی کم پہنچتا ہے یا پہنچ ہی نہیں پاتا اور نیچے کی منزلوں میں بھی پانی کی رفتار بہت کم رہتی ہے ۔ بعض پڑوسیوں نے واٹر پمپ لگا رکھے ہیں جن کے چلنے سے اوپر کی منزلوں میں پانی نہیں پہنچتا اور نیچے کی منزلوں میں اگرچہ پانی منقطع نہیں ہوتا لیکن اس کی رفتار اتنی کم ہو جاتی ہے جس سے استفادہ ممکن نہیں ہوتا اور اکثر وضو و غسل کے وقت

مشکل اتنی بڑھ جاتی ہے کہ نل کے پانی سے استفادہ ہی ممکن نہیں ہو پاتا ۔ اور جب وہ واٹر پمپ کام نہیں کرتے تو سب لوگ نماز اور دوسرے امور کے لئے وضو ، غسل کر سکتے ہیں ۔ دوسری طرف محکمۂ آب ، لوگوں کو واٹر پمپ لگانے سے روکتا ہے اور اگر اسے کسی گھر میں اس کی موجودگی کا علم ہو جائے تو اس کے مالک کو وارننگ دیتا ہے ۔ پھر اگر گھر کا مالک واٹر پمپ خود سے نہ ہٹائے تو محکمۂ آب والے اسے اٹھا لے جاتے ہیں اور جرمانہ بھی کرتے ہیں ۔ مذکورہ توضیح کی روشنی میں دو سوال دریافت طلب ہیں :

۱۔ کیا ایسے واٹر پمپ لگانا شرعاً جائز ہے ؟ اور کیا ہمارے لئے بھی اس کا لگانا جائز ہے ؟

۲۔ جائز نہ ہونے کی صورت میں واٹر پمپ چلتے وقت وضوء اور غسل کا کیا حکم ہے ؟

ج ۔ مذکورہ سوال کی روشنی میں واٹر پمپ کا نصب کرنا اور اس سے استفادہ کرنا جائز نہیں ہے اور اس صورت میں وضوء اور غسل میں بھی اشکال ہے.

س ۱۱۴ : نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے وضو کرنے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے ؟ اور آپ نے کسی کے استفتاء (کے جواب) میں فرمایا ہے کہ اگر نماز کے اول وقت سے کچھ دیر پہلے وضو کیا جائے تو اس وضو سے نماز صحیح ہے پس نماز کے اول وقت سے قریبی وقت کی مقدار آپ کے نزدیک کیا ہے ؟

ج ۔ وقت نماز داخل ہونے کے قریبی وقت کی تشخیص معیار عرف ہے ، پس اگر اس وقت نماز کے لئے وضو کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے ۔

س ۱۱۵ : کیا وضو کرنے والے کے لئے یہ مستحب ہے کہ وہ پیر کا مسح انگلیوں کے بالکل نچلے حصہ

یعنی اس جگہ سے کرے جو چلتے وقت زمین سے مس ہوتی ہے ؟

ج: مسح کی جگہ پیر کے اوپری حصہ یعنی انگلیوں کے سرے سے ٹخنوں تک ہے اور انگلیوں کے نچلے حصے کے مسح کا مستحب ہونا ثابت نہیں ہے۔

س ۱۱۶: وضو کرنے والا اگر وضو کرنے کے قصد سے ہاتھوں اور چہرے کو دھوتے وقت نل کو کھولے اور بند کرے تو نل کے اس چھونے کا کیا حکم ہے ؟

ج: کوئی حرج نہیں ہے اور اس سے وضو کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، لیکن بایاں ہاتھ دھونے کے بعد اور مسح کرنے سے پہلے اگر پانی کے گیلے نل پر ہاتھ رکھے اور بالفرض اگر اس کی ہتھیلی کا وضوء والا پانی دوسرے پانی سے مخلوط ہو جائے تو وضو کے صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

س ۱۱۷: بعض عورتیں یہ دعویٰ کرتی ہیں کہ ناخن پر پالش کا ہونا وضوء میں رکاوٹ نہیں بنتا، اور یہ کہ باریک موزے پر مسح کرنا جائز ہے، آپ کیا فرماتے ہیں ؟

ج: اگر وہ پالش، ناخن تک پانی کے پہونچنے میں رکاوٹ بنتی ہو تو وضو باطل ہے اور موزے پر مسح کرنا، خواہ وہ کتنا ہی باریک ہو، صحیح نہیں ہے۔

س ۱۱۸: جن جنگی زخمیوں کو "قطع نخاع" (یعنی ریڑھ کی ہڈی میں حرام مغز کٹ جانے) کی وجہ سے پیشاب ٹپکنے کی شکایت پیدا ہو گئی ہے کیا یہ جائز ہے کہ جمعہ کا خطبہ اور نماز جمعہ و عصر میں وضو رسلوس کریں؟

ج: ان پر وضوء کے بعد بلا تاخیر نماز کا شروع کر دینا اور نماز عصر کے لئے نیا وضو کرنا واجب ہے۔ لیکن اگر پہلے وضو کے بعد حدث صادر نہ ہوا ہو تو اس صورت میں دونوں نمازوں کے لئے ایک ہی وضو کافی ہوگا، اسی طرح خطبۂ

جمعہ سے پہلے کا وضو نماز جمعہ کے لئے کافی ہوگا اگر وضو کے بعد ان سے کوئی حدث صادر نہ ہوا ہو۔

س ۱۱۹: کیا ایسے جنگی زخمی کے لئے، جسے ریڑھ کی ہڈی بیکار ہو جانے کی وجہ سے پیشاب ٹپکنے کی تکلیف ہو گئی ہو، جائز ہے کہ وہ وضو کے بعد نماز جماعت میں شرکت کے لئے تاخیر کرے؟

ج: اگر وضو کے بعد اس کا پیشاب قطرہ قطرہ ٹپکتا ہو تو اس پر واجب ہے کہ وضو اور نماز کے درمیان فاصلہ نہ کرے۔

س ۱۲۰: جو شخص وضو پر قادر نہ ہو وہ کسی دوسرے کو وضو کے لئے نائب بنائے اور خود وضو کی نیت کرے اور اپنے ہاتھ سے مسح کرے اور اگر مسح کرنے پر قادر نہ ہو تو نائب اس کے ہاتھ سے اسے مسح کرائے اور اگر اس سے بھی عاجز ہو تو نائب اس کے ہاتھ کی تری لے کر اسے مسح کرائے گا لیکن اگر نائب بنانے والے کے ہاتھ بھی نہ ہوں تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر اس کی ہتھیلیاں نہ ہوں تو بقیہ ہاتھ سے تری لے کر مسح کرایا جائے گا اور اگر بقیہ ہاتھ بھی نہ ہو تو چہرے سے تری لے کر اس کے سر اور پیر کا مسح کرایا جائے گا۔

س ۱۲۱: ہم جب وضو کرنا چاہیں تو کیا یہ ضروری ہے کہ برتن ٹونٹی والا ہو جیسے کیتلی وغیرہ؟ اور اگر اس ظرف میں ٹونٹی نہ ہو تو کیا اس سے وضو باطل ہے؟

ج: جس ظرف میں وضو کا پانی ہو اس میں ٹونٹی ہونا ضروری نہیں ہے اور برتن سے پانی لے کر وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، خواہ اس سے ہاتھ پر پانی انڈیلا جائے یا اس میں ہاتھ ڈال کر چلو میں پانی لیا جائے۔

س ۱۲۲: جس جگہ نماز جمعہ ہوتی ہے اس کے قریب وضو کرنے کی جگہ ہے جو جامع مسجد سے متعلق

ہے اور اس کے پانی کی جو قیمت دی جاتی ہے مسجد کے بجٹ سے نہیں دی جاتی ہے تو کیا نماز جمعہ پڑھنے والوں کے لئے اس سے استفادہ کرنا جائز ہے ؟

ج: جب نمازیوں کے وضو کے لئے پانی کا انتظام بغیر کسی قید کے کیا گیا ہو تو اس کو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س۱۲۳: ظہرین کی نماز سے پہلے کیا جانے والا وضو کیا مغرب وعشا کے لئے بھی کافی ہے یا ہر نماز کے لئے الگ الگ وضو کرنا واجب ہے ؟ جبکہ ہم جانتے ہیں کہ اس دوران وضو باطل کرنے والا کوئی فعل صادر نہیں ہوا ہے ؟

ج: ہر نماز کے لئے (جدا) وضو کرنا واجب نہیں ہے بلکہ ایک وضو سے جب تک وہ باطل نہیں ہوتا جتنی نمازیں چاہے پڑھ سکتا ہے۔

س۱۲۴: وقت نماز سے پہلے کیا واجبی نماز کے لئے وضو کرنا جائز ہے ؟

ج: جب وقت داخل ہونے والا ہو تو نماز کے لئے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س۱۲۵: میرے دونوں پیر مفلوج ہو گئے ہیں اور میں طبی جوتے اور بیساکھی کے سہارے چلتا ہوں اور وضو کرتے وقت ان جوتوں کا اتارنا میرے لئے ممکن نہیں ہے، لہٰذا آپ بتائیں کہ پیروں کا مسح کرنے کے سلسلے میں میری شرعی ذمہ داری کیا ہے ؟

ج: اگر پیروں کے مسح کے لئے جوتے اتارنا آپ کے لئے مشقت کا سبب ہو تو ان ہی پر مسح کرنا کافی اور صحیح ہوگا۔

س۱۲۶: ہم ایک جگہ پہونچے وہاں ہم نے چند فرسخ تک پانی تلاش کیا تو ہمیں گندہ اور خراب

پانی ملا، اس صورت میں کیا تیمم واجب ہے؟ یا اسی پانی سے وضو کرنا چاہیئے ؟

ج: اگر پانی پاک ہو اور اس کے استعمال کرنے میں کوئی ضرر نہ ہو تو اسی سے وضو کرنا واجب ہے اس کے ہوتے ہوئے تیمم کی نوبت نہیں آئے گی۔

س ۱۲۷: وضو کیا بذات خود مستحب ہے اور کیا نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے قربت کی نیت سے وضو کرنا اور پھر اسی وضو سے نماز پڑھنا صحیح ہے؟

ج: شرعی نقطہ نظر سے طہارت کے لئے وضو کرنا مستحب ہے اور مستحبی وضو سے نماز پڑھنا جائز ہے۔

س ۱۲۸: جو شخص اپنے وضو کے بارے میں ہمیشہ شک کا شکار ہو وہ کیسے مسجد میں داخل ہو سکتا ہے، نماز پڑھ سکتا ہے، قرآن مجید کی تلاوت کر سکتا ہے اور ائمہ معصومین کے مراقد کی زیارت کر سکتا ہے؟

ج: وضو کے بعد طہارت میں شک کا کوئی اعتبار نہیں ہے چنانچہ جب تک اسے وضو کے ٹوٹنے کا یقین نہ ہو اس کے لئے نماز پڑھنا اور قرآن کی تلاوت کرنا جائز ہے۔

س ۱۲۹: کیا وضو کے صحیح ہونے میں ہاتھ کے ہر حصے پر پانی کا جاری ہونا شرط ہے یا صرف تر ہاتھ اس پر پھیر لینا کافی ہے؟

ج: دھونے کا معیار یہ ہے کہ پورے عضو تک پانی پہنچایا جائے، چاہے پانی ہاتھ کے پھیرنے ہی سے پورے عضو تک پہنچے۔ لیکن صرف گیلے ہاتھ کا پھیرنا کافی نہیں ہے۔

س ۱۳۰ : کیا وضو میں بائیں ہاتھ کی تری سے سر کا مسح کرنا اسی طرح جائز ہے جیسا کہ دائیں ہاتھ سے جائز ہے ؟ اور کیا سر کا مسح نیچے سے اوپر کی طرف کیا جا سکتا ہے ؟

ج : بائیں ہاتھ سے سر کا مسح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ دائیں ہاتھ سے مسح کیا جائے ، اسی طرح احتیاط یہ ہے کہ سر کا مسح اوپر سے نیچے کی طرف یعنی مانگ سے پیشانی کی طرف کرے اگرچہ اس کے برعکس بھی کر سکتا ہے ۔

س ۱۳۱ : کیا سر کے مسح میں ہاتھوں کی تری کا بالوں تک پہونچنا کافی ہے یا اس تری کا سر کی کھال تک پہونچانا واجب ہے ؟ اور اگر کوئی شخص مصنوعی بال لگاتا ہے تو وہ اپنے سر پر کیسے مسح کریگا ؟

ج : کھال کا مسح واجب نہیں ہے اور اگر مصنوعی بالوں کو جدا کرنا ممکن نہ ہو تو ان ہی پر مسح کرنا کافی ہوگا ۔

س ۱۳۲ : اعضاء وضو یا غسل کو وقفہ وقفہ کے ساتھ دھونے کا کیا حکم ہے ؟

ج : غسل میں موالات کی پروا نہ کرنے اور فاصلہ پیدا کر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر وضو میں تاخیر کی وجہ سے پہلے دھوئے ہوئے اعضاء خشک ہو جائیں تو وضو باطل ہے ۔

س ۱۳۳ : وضو اور نماز میں اس شخص کا کیا فرض ہے جس کی ریاح کم مقدار میں سہی لیکن دائمی طور پر خارج ہوتی رہتی ہے ؟

ج : اگر اتنا بھی موقع نہ ملتا ہو کہ وہ نماز تمام ہونے تک وضو برقرار رکھ سکے اور درمیانِ نماز تجدید وضو کرنے میں اسے دشواری ہو تو ایک وضو سے ایک نماز

ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، یعنی ہر نماز کے لئے ایک ہی وضو کافی ہے خواہ نماز کے دوران اس کا وضو باطل ہو جائے۔

س ۱۳۴: کچھ لوگ ایک بلڈنگ میں رہتے ہیں اور اپنے فلیٹوں کے مصارف نیز دوسری سہولتوں جیسے ٹھنڈے اور گرم پانی، نگہبانی اور سے۔سی (کولر) وغیرہ کا معاوضہ ادا نہیں کرتے اور اسے اپنے پڑوسیوں کی گردن پر ڈال دیتے ہیں جبکہ پڑوسی اس پر راضی نہیں ہیں تو کیا ان لوگوں کی نماز و روزے اور دوسرے عبادی اعمال باطل ہیں؟

ج: ان میں سے ہر ایک شخص ان پیسوں کا شرعاً مدیون ہے، جنھیں ان مشترکہ امکانات و وسائل سے استفادہ کے عوض ادا کرنا واجب ہے۔ اور اگر پانی کا معاوضہ نہ دینے کے ارادے سے اسے وضو اور غسل کے لئے استعمال کیا جائے تو ان دونوں کی صحت میں اشکال ہے بلکہ وضو اور غسل دونوں باطل ہیں۔

س ۱۳۵: ایک شخص نے غسل جنابت کیا اور تین چار گھنٹے کے بعد نماز کا قصد کیا لیکن وہ نہیں جانتا کہ اس کا غسل باطل ہو گیا یا نہیں، پس اگر وہ احتیاطاً وضو کرے تو اس میں کوئی اشکال ہے یا نہیں؟

ج: مذکورہ فرض میں وضو واجب نہیں ہے لیکن احتیاط میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۳۶: کیا نابالغ بچہ حدث اصغر صادر ہونے سے محدث ہوتا ہے اور کیا وہ قرآن کے حروف کو چھو سکتا ہے؟

ج: جی ہاں نابالغ بچہ وضو کو توڑ دینے والی چیزوں کے عارض ہونے سے محدث ہوتا ہے لیکن مکلف پر واجب نہیں ہے کہ وہ بچہ کو قرآن کے حروف کو مس کرنے

سے روکے۔

س۱۳۷: اگر اعضائے وضوء میں سے کوئی عضو دھوئے جانے کے بعد اور وضو مکمل ہونے سے پہلے نجس ہوجائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اس سے وضو کی صحت پر اثر نہیں پڑے گا، ہاں نماز کے لئے خبث (نجاست) سے اس عضو کا پاک کرنا واجب ہے۔

س۱۳۸: اگر مسح کے وقت پاؤں پر پانی کے چند قطرے موجود ہوں تو کیا اس میں کوئی حرج ہے؟

ج: مسح کرنے کی جگہ سے "قطرات کو خشک کرنا واجب ہے" تاکہ مسح کرنے والی چیز یعنی ہاتھ، مسح کی جانے والی چیز یعنی پاؤں پر اثر ڈال سکے، اس کے برعکس نہ ہو۔

س۱۳۹: اگر دایاں ہاتھ شانے سے کٹ گیا ہو تو کیا دائیں پیر کا مسح ساقط ہوجائے گا؟

ج: مسح ساقط نہیں ہوگا بلکہ اس پر بائیں ہاتھ سے مسح کرنا واجب ہوگا۔

س۱۴۰: جو شخص اپنے وضو کے باطل ہونے سے لاعلم تھا اور وضو سے فارغ ہونے کے بعد اسے اس کا علم ہوا تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اس پر دوبارہ وضو کرنا واجب ہے اسی طرح ان اعمال کا اعادہ بھی واجب ہے جن میں طہارت شرط ہے جیسے نماز۔

س۱۴۱: اگر انسان کے اعضاء وضو میں سے کسی عضو میں ایسا زخم ہو جس سے جبیرہ یعنی پٹی باندھے جانے کے باوجود ہمیشہ خون بہتا رہتا ہو تو وہ کس طرح وضو کرے گا؟

ج: اس پر واجب ہے کہ زخم پر جبیرہ کے طور پر ایسی چیز باندھے جس سے

خون باہر نہ نکلنے پائے جیسے نائیلون ۔

س۱۴۲ : ارتماسی وضو میں ہاتھ اور چہرہ کا کئی بار پانی میں ڈبونا جائز ہے یا صرف دو مرتبہ جائز ہے؟

ج : چہرہ اور ہاتھ کو صرف دو مرتبہ پانی میں ڈبونا جائز ہے ۔ پہلی مرتبہ واجب کی نیت سے اور دوسری مرتبہ مستحب کی نیت سے ، ہاں ہاتھوں کے دھونے میں واجب ہے کہ انھیں پانی سے باہر نکالتے وقت دھونے کا قصد کرے "تاکہ مسح وضو کے پانی سے کر سکے ۔

س۱۴۳ : کیا وضو کے بعد اس کی تری کا خشک کرنا مکروہ ہے اور اس کے برخلاف کیا خشک نہ کرنا مستحب ہے ؟

ج : اگر اس کام کے لئے مخصوص تولیہ یا کپڑا رکھے تو کوئی حرج نہیں ہے ۔

س۱۴۴ : جس مصنوعی رنگ سے عورتیں اپنے سر اور بھوؤں کے بالوں کو رنگتی ہیں ، وہ وضو اور غسل میں مانع ہے یا نہیں ؟

ج : اگر اس میں کوئی ایسی چیز نہ ہو جو بالوں تک پانی کے پہونچنے میں رکاوٹ بنے بلکہ صرف رنگ ہو تو وضو اور غسل صحیح ہیں ۔

س۱۴۵ : کیا روشنائی ان موانع میں سے ہے جو اگر ہاتھ پر لگی ہو تو وضو باطل ہے ؟

ج : اگر اس کی وجہ سے کھال تک پانی نہ پہونچ سکے تو وضو باطل ہے اور موضوع کی تشخیص خود مکلّف کے ذمہ ہے ۔

س۱۴۶ : اگر سر کا مسح کرتے وقت ہاتھ اور چہرہ کی رطوبت مل جائے تو کیا وضو باطل ہے ؟

ج : اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن چونکہ احتیاط یہ ہے کہ دونوں پیروں کے

مسح کے لئے آب وضو کی وہی تری رہنی چاہئے جو ہتھیلیوں میں باقی رہ گئی ہو لہٰذا اس احتیاط کی رعایت کے لئے ضروری ہے کہ سر کا مسح کرتے وقت ہاتھ کو پیشانی کے اوپری حصہ سے متصل نہ کرے تاکہ ہاتھ کی وہ تری جس سے پیر کا مسح کرنا ہے، چہرے کی تری سے نہ مل جائے ۔

س ۱۴۷ : جو شخص وضو میں عام لوگوں سے زیادہ وقت صرف کرتا ہو اسے کیا کرنا چاہئے جس سے اسے اعضاء کے دھوئے جانے کا یقین ہو جائے ؟

ج : وسوسہ سے اجتناب واجب ہے اور شیطان کو مایوس کرنے کے لئے وسواس کی پروا نہیں کرنا چاہئے اور تمام لوگوں کی طرح صرف اسی قدر بجا لانے کی کوشش کرنا چاہئے جتنا وضو شرعاً واجب ہے ۔

س ۱۴۸ : میرے بدن کے بعض اجزاء پر نقش (وشم[۱]) ہیں کہتے ہیں کہ میرا غسل، وضو اور نماز باطل ہیں۔ امید ہے اس سلسلے میں میری راہنمائی فرمائیں گے ؟

ج : اگر یہ نقش صرف رنگ کی حد تک ہے اور کھال کے اوپر کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کھال تک پانی کو پہونچنے نہ دے تو وضو اور غسل صحیح ہیں اور نماز میں کوئی اشکال نہیں ہے ۔

س ۱۴۹ : اگر پیشاب کرنے نیز استبراء اور وضو سے فارغ ہونے کے بعد ایسی رطوبت خارج ہو جس کے منی یا پیشاب ہونے کا شبہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے ؟

۱۔ وشم یعنی گودنا ۔۔ وہ نقش و تصویر جو مخصوص سوئی اور پختہ رنگ سے اعضاء بدن پر بنائی جاتی ہے ۔

ج: مفروضہ سوال کی روشنی میں اس پر وضو اور غسل دونوں واجب ہیں تاکہ طہارت کا یقین حاصل ہو جائے۔

س ۱۵۰: برائے مہربانی مردوں اور عورتوں کے وضو کا فرق بیان فرمائیے؟

ج: افعال و کیفیت کے اعتبار سے مرد و عورت کے وضو میں کوئی فرق نہیں ہے لیکن مستحب ہے کہ مرد ہاتھوں کو ان کے ظاہر یعنی پشت کی طرف سے دھونے کی ابتدا کرے اور عورت باطن یا اندرونی طرف سے دھوئے۔

اسمائے خدا اور آیات الٰہی کو مس کرنا

س ۱۵۱: ان ضمیروں کے مس کرنے کا کیا حکم ہے جو ذات باری تعالیٰ کے نام کی جگہ استعمال ہوتی ہیں جیسے **بسمہ سبحانہ یا بسمہ تعالیٰ** کی ضمیر؟

ج: ضمیر کا وہ حکم نہیں ہے جو کلمۂ **اللّٰہ** کا ہے۔

س ۱۵۲: اسم جلالہ "اللّٰہ" کے بجائے "ا..." کی اصطلاح رائج کی گئی ہے کہ تحریر میں آیۃ ا... یا "إلـه" لکھتے ہیں۔ ان دونوں کلموں (الف یا الـه) کو بغیر وضو کے مس کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: "الف" اور نقطوں کا وہ حکم نہیں ہے جو لفظ جلالہ کا ہے، برخلاف کلمہ "الہ" کے۔

س ۱۵۳: میں ایک جگہ ملازمت کرتا ہوں جہاں خط و کتابت میں لفظ "اللّٰہ" کو "ا..." کی صورت میں لکھتے ہیں۔ پس اسم جلالہ کے بجائے الف اور تین نقطے لکھنا شرعی لحاظ سے صحیح ہے یا نہیں؟

ج: شرعی اعتبار سے کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۵۴: کیا صرف اس خیال سے کہ کوئی اسے بے وضو مس کرے لفظ جلالہ "اللّٰہ" کو لکھنے سے پرہیز کرنا یا اس صورت "ا..." میں لکھنا جائز ہے؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س۱۵۵: نابینا اشخاص پڑھنے اور لکھنے میں "بریل" نامی رسم الخط کی ابھری ہوئی تحریر کو انگلیوں سے مس کرتے ہیں۔ اس بات کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ یہ رسم الخط چھ نقطوں سے بنایا گیا ہے، اس سوال کا جواب دیجئے کہ کیا نابینا افراد کے لئے "بریل" رسم الخط میں قرآن پڑھنے، سیکھنے یا اسمائے طاہرہ کو چھونے کے لئے باوضو ہونا شرط ہے یا نہیں؟

ج: وہ ابھرے ہوئے نقطے جو اصلی حروف کی علامات ہیں اصلی حروف کے حکم میں نہیں ہیں اور جہاں انھیں قرآن مجید اور اسماء طاہرہ کے حروف کی علامات کے عنوان سے استعمال کیا جاتا ہے، وہاں ان کے چھونے کے لئے طہارت شرط نہیں ہے۔

س۱۵۶: بے وضو شخص کے لئے عبد اللہ و حبیب اللہ جیسے ناموں کو چھونے کا کیا حکم ہے؟

ج: غیر طاہر شخص کے لئے لفظ جلالہ کو چھونا جائز نہیں ہے۔ خواہ وہ اسم مرکب کا جزء ہی کیوں نہ ہو۔

س۱۵۷: کیا حائض ایسا گلو بند پہن سکتی ہے جس پر نبیؐ کا اسم مبارک نقش ہو؟

ج: گردن میں پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن واجب ہے کہ اس اسم مبارک کو بدن سے مس نہ ہونے دے۔

س۱۵۸: کیا بغیر طہارت کے قرآن کی صرف اسی تحریر کو چھونا حرام ہے جو مصحف شریف میں ہیں یا کسی کتاب، لوح یا تختی اور دیوار وغیرہ پر مرقوم قرآنی تحریر بھی اس حکم میں شامل ہے؟

ج: یہ حرمت صرف مصحف شریف سے مخصوص نہیں ہے بلکہ قرآن کے تمام کلمات

اورآیات کو شامل ہے چاہے وہ کسی کتاب میں ہوں یا کسی رسالہ میں، لوح یا تختی پر ہوں یا دیوار وغیرہ پر نقش کئے گئے ہوں۔

س۱۵۹: ایک گھرانہ چاول کھانے کے لئے ایسا برتن استعمال کرتا ہے جس پر آیات قرآنی جیسے آیۃ الکرسی وغیرہ مرقوم ہیں، اور اس سے ان کا مقصد خیر و برکت کا حصول ہے کیا اس میں کوئی حرج ہے؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن واجب ہے کہ بے وضو شخص کا ہاتھ قرآنی آیات کو نہ چھوئے۔

س۱۶۰: کیا آلۂ کتابت یعنی قلم وغیرہ کے ذریعہ اسماء جلالہ یا قرآنی آیات اور اسماء معصومینؑ لکھنے والوں کے لئے کتابت کے وقت باوضو رہنا واجب ہے؟

ج: طہارت شرط نہیں ہے لیکن طہارت کے بغیر ان کے لئے تحریر کا مس کرنا جائز نہیں ہے۔

س۱۶۱: کیا اسلامی جمہوریہ ایران کے مونوگرام کو مس کرنا، جو خطوط اور بس کے ٹکٹوں وغیرہ پر نقش ہوتا ہے، حرام ہے؟

ج: اگر عرف عام میں اسے اسم جلالہ سمجھا اور پڑھا جاتا ہے تو طہارت کے بغیر چھونا حرام ہے ورنہ نہیں۔

س۱۶۲: کیا اسلامی جمہوریہ ایران کے مونوگرام کو اسم جلالہ سمجھا جاتا ہے؟ نیز لے اداری کاغذات اور لیٹر پیڈ پر چھپوا کر خط و کتابت میں استعمال کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: لیٹر پیڈ پر نام اللہ یا اسلامی جمہوریہ ایران کا مونوگرام چھپوانے میں

کوئی حرج نہیں ہے۔ اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ ایران کے مونوگرام میں بھی اسم جلالہ کے احکام کی رعایت کی جائے۔

س ۱۶۳: دفتروں میں بعض سرکاری کاغذوں کے اوپر اسلامی جمہوریہ ایران کا مونوگرام چھپا ہوتا ہے۔ اسی طرح ہسپتال کے کاغذات پر "ھو الشافی" لکھا ہوتا ہے، استعمال کے بعد انھیں پھینک دینے یا انھیں خون آلود کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: اسم جلالہ یا جو الفاظ اس کے حکم میں ہوں ان کے ذریعہ خط و کتابت کے اوراق کی تزئین کی جاسکتی ہے لیکن ان کی بے حرمتی اور انھیں نجس کرنے سے پرہیز واجب ہے۔

س ۱۶۴: ڈاک ٹکٹوں، اداروں کے مونوگراموں یا اخبار و جرائد اور روزناموں پر آیات قرآنی یا اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوتا ہے، ان سے استفادہ کا کیا حکم ہے؟

ج: نشریات پر آیات قرآن یا نام خدا وغیرہ چھاپنے اور انھیں شائع کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن مس کرنے والے پر واجب ہے کہ ان کے شرعی احکام کی رعایت کرے۔ ان کی بے حرمتی اور انھیں نجس نہ کرے اور طہارت کے بغیر مس نہ کرے۔

س ۱۶۵: بعض اخباروں پر نام خدا یا آیات قرآن مرقوم ہوتی ہے۔ کیا ان میں کھانے کی چیزیں لپیٹنا، ان پر بیٹھنا یا ان پر کھانا رکھ کر کھانا جائز ہے؟ یا انہیں کوڑے کے ساتھ کوڑے دان میں ڈالنا صحیح ہے جبکہ اس کے بغیر گلو خلاصی مشکل ہے؟

ج: ایسے اخبارات سے استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن ایسا

استعمال نہ ہو جو عرف عام میں اسم جلالہ اور آیات قرآنی (جن کی بے حرمتی کرنا حرام ہے) کی بے حرمتی شمار ہو اور نہ انھیں نجس مقام پر پھینکا جا سکے۔

س ١٦٦: ان ڈاک ٹکٹوں کو کوڑے دان میں ڈالنے کا کیا حکم ہے جن پر اللہ کا نام لکھا ہوتا ہے؟ اور کیا انھیں بغیر وضو کے چھونا صحیح ہے؟

ج اللہ کا نام طہارت کے بغیر چھونا اور اسے نجس کرنا یا ایسی جگہوں پر ڈالنا جو بے حرمتی کا سبب ہو جائز نہیں ہے۔

س ١٦٧: کیا انگوٹھیوں پر کندہ کلمات کو چھونا جائز ہے؟

ج اگر وہ ایسے کلمات ہوں جن کے چھونے میں طہارت شرط ہے تو انھیں بغیر طہارت چھونا جائز نہیں ہے۔

س ١٦٨: کیا دوکانداروں کیلئے جائز ہے کہ وہ بیچی جانے والی چیزوں کو اخبار یا رسالوں کے کاغذ میں لپیٹ کر دیں، جبکہ ہمیں یقین ہے کہ ان میں اللہ کا نام چھپا ہے؟ اور کیا انھیں وضو کے بغیر چھونا جائز ہے؟

ج بیچی جانیوالی چیزوں کو لپیٹنے کیلئے اخبارات سے استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ اسے ان اخبارات میں لکھے ہوئے اللہ کے نام، قرآنی آیات اور اسماء معصومین ؑ کی بے حرمتی شمار نہ کیا جاتا ہو، لیکن جان بوجھ کر انھیں بغیر وضو کے چھونا جائز نہیں ہے۔

س ١٦٩: ان اخبارات پر اسماء انبیاء اور آیات قرآن کے لکھنے کا کیا حکم ہے جن کے جلانے یا پاؤں کے نیچے آنے کا احتمال ہو؟

ج: اخبار و مجلات کے اندر آیات قرآن اور اسماء معصومین ؑ وغیرہ لکھنے میں شرعاً کوئی مانع نہیں ہے لیکن ان کی بے حرمتی کرنے، نجس کرنے اور بغیر طہارت کے انھیں چھونے سے اجتناب واجب ہے۔

س ۱۷۰: ان چیزوں کے ندیوں اور نالوں میں ڈالنے کا کیا حکم ہے جن پر اللہ کے نام تحریر ہوتے ہیں؟ کیا اسے بے حرمتی کہا جا سکتا ہے؟

ج: اگر عرف عام میں اسے بے حرمتی نہ کہا جاتا ہو تو ندیوں اور نالوں میں اسے ڈالنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۷۱: امتحانات کے ان تصحیح شدہ اوراق کو کوڑے دان میں ڈالنے یا ان کے جلانے کیلئے کیا یہ یقین حاصل کرنا شرط ہے کہ ان پر اسماء خدا اور اسماء معصومینؑ نہ ہوں؟ اور جن اوراق پر کچھ لکھا نہیں گیا ہے انھیں پھینکنا یا جلانا اسراف ہے یا نہیں؟

ج: جستجو کرنا واجب نہیں ہے اور اگر کسی ورق پر اللہ کا نام لکھے ہونے کا یقین نہ ہو تو اسے کوڑے دان میں ڈالنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن جن اوراق کے بعض حصہ پر کچھ لکھا گیا ہے اور ان کو لکھنے کے کام میں لایا جا سکتا ہے یا انھیں ڈبے بنانے کے کام میں لایا جا سکتا ہے تو انھیں جلانا یا پھینکنا اسراف سے مشابہ ہے اور اشکال سے خالی نہیں ہے۔

س ۱۷۲: وہ اسماء مبارکہ کون کون سے ہیں جن کا احترام واجب اور جنھیں وضو کے بغیر چھونا حرام ہے؟

ج: خداوند عالم کے اسمائے ذات اور ان اسماء صفات کو چھونا، جو اس سے مخصوص ہوں جائز نہیں ہے اور احتیاط واجب ہے کہ مذکورہ حکم میں انبیائے عظام اور ائمہ معصومینؑ کے اسماء کو بھی اللہ کے اسماء ذات میں شامل کیا جائے۔

س ۱۷۳: ائمہ معصومینؑ اور انبیاءؑ کے اسماء و القاب کا کیا حکم ہے؟

ج: احتیاط (واجب) یہ ہے کہ انھیں بغیر وضو کے مس نہ کیا جائے۔

س ۱۷۴ : ہمارے پاس قسم قسم کے بہت سے جرائد اور رسالے جمع ہو گئے ہیں، خاص طور سے جب سے سفارت خانہ قائم ہوا ہے ۔ ہمارے نام داخلی اداروں کی طرف سے ارسال کردہ بہت سے رسالے جمع ہو گئے ہیں، ان میں زیادہ تر صفحات پر اسمائے خدا یا اسمائے انبیاءؑ و ائمہؑ اور قرآنی آیات لکھی ہوئی ہیں ۔ برائے کرم بتائیں کہ انھیں محفوظ رکھنے کی مشکل کو کیسے حل کیا جا سکتا ہے ؟

ج : انھیں زمین میں دفن کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے یا اگر بے حرمتی نہ ہوتی ہو تو انھیں صحرا میں بھی ڈالا جا سکتا ہے۔

س ۱۷۵ : ضرورت کے وقت اسمائے مبارکہ اور آیات قرآن کو محو کرنے کے شرعی طریقے کیا ہیں ؟ اور جن اوراق پر آیات قرآن اور اسمائے جلالہ تحریر ہیں، اسرار کو محفوظ رکھنے کے لئے اگر انھیں جلانا پڑے تو اس کا کیا حکم ہے ؟

ج : انھیں مٹی میں دفن کرنے یا پانی میں گلا دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن جلانے میں اشکال ہے اور اگر جلانا بے حرمتی شمار ہو تو جائز نہیں ہے مگر یہ کہ جلانا ضروری ہو جائے اور قرآنی آیات نیز اسمائے مبارکہ کا ان سے جدا کرنا ممکن نہ ہو۔

س ۱۷۶ : اسمائے مبارکہ اور قرآن کی آیتوں کو اس طرح سے کاٹ کر الگ کرنے کا کیا حکم ہے کہ ان کے دو حروف متصل نہ رہیں اور پڑھے نہ جا سکیں اور کیا ان کے مٹانے اور ان سے احکام کو ساقط کرنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ان کی تحریری صورت کو کچھ حروف کے اضافہ یا حذف کرنے سے بدل دیا جائے ؟

ج : اگر اسم جلالہ اور قرآنی آیات کو محو کرنے کا سبب بنے تو ان کا ٹکڑے ٹکڑے

کرنا کافی نہیں ہے ۔ اسی طرح جو حروف اسم جلالہ لکھنے کے قصد سے تحریر کئے گئے ہیں، احکام کو زائل کرنے کیلئے ان کی تحریری صورت کو متغیر کرنا کافی نہیں ہے ۔ ہاں حرف کی صورت کے بدل جانے اور محو ہو جانے سے احکام کا زائل ہو جانا بعید نہیں ہے اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ پرہیز کیا جائے ۔

غسلِ جنابت کے احکام

س ۱۷۷ : کیا وقت تنگ ہونے کی صورت میں مجنب کا اپنے بدن و لباس پر نجاست کے باوجود تیمم کرکے نماز پڑھ لینا جائز ہے یا لباس پاک کرے، غسل کرے اور قضا نماز پڑھے ؟

ج : اگر بدن و لباس کی طہارت یا لباس بدلنے کے لئے وقت کافی نہ ہو اور سردی وغیرہ کی وجہ سے برہنہ بھی نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو تو غسل جنابت کے بدلے تیمم کرکے نجس لباس اور بدن کے ساتھ ہی نماز پڑھے گا یہ اس کے لئے کافی ہے اور اس پر قضا بھی واجب نہیں ہے ۔

س ۱۷۸ : اگر دخول کے بغیر (کسی اور صورت سے) رحم میں منی پہونچ جائے تو کیا غسل جنابت واجب ہوجاتا ہے ؟

ج : اس سے جنابت صادق نہیں آتی ۔

س ۱۷۹ : کیا عورتوں پر طبی آلات کے ذریعہ داخلی معائنہ کے بعد غسل جنابت واجب ہے ؟

ج : جب تک منی خارج نہ ہو غسل واجب نہیں ہوگا ۔

س ۱۸۰ : اگر حشفہ کی مقدار تک دخول ہو لیکن منی خارج نہ ہو اور عورت کو بھی پوری لذت محسوس نہ ہو تو کیا صرف عورت پر غسل واجب ہے ؟ یا صرف مرد پر واجب ہے یا دونوں

پر واجب ہے ؟

ج: مذکورہ فرض میں دونوں پر غسل واجب ہے۔

س ۱۸۱: عورتوں کے احتلام کے پیش نظر ان پر کس صورت میں غسل واجب ہوتا ہے ؟ اور جو رطوبت مردوں کے ساتھ خوش فعلی کے وقت خارج ہوتی ہے کیا وہ منی کے حکم میں ہے اور کیا اس صورت میں ان پر غسل واجب ہے خواہ انھیں لذت نہ محسوس ہوتی ہو اور نہ ان کے بدن میں سستی پیدا ہوتی ہو ؟ نیز عام طور پر مجامعت کے بغیر عورتوں میں جنابت کیسے متحقق ہوتی ہے ؟

ج: اگر بیدار ہونے کے بعد عورت اپنے لباس پر منی کے آثار دیکھے تو اس پر غسل واجب ہے لیکن خوش فعلی وغیرہ سے جو رطوبت خارج ہوتی ہے وہ منی کے حکم میں نہیں ہے مگر یہ کہ عورت لذت کی پوری حد تک پہنچ جائے اور اس کا بدن سست پڑ جائے۔

س ۱۸۲: کیا جوان لڑکیوں پر اس وقت بھی غسل جنابت واجب ہوتا ہے جب بغیر ارادے کے ان سے کوئی رطوبت خارج ہو ؟ اور کیا وہ منی ہے جس کے لئے غسل واجب ہے یا ان پر اس وقت غسل واجب ہوتا ہے جب وہ شہوت کے ساتھ نکلے ؟

ج: اگر رطوبت کا نکلنا شہوت کی وجہ سے اور شہوت کے ساتھ ہو تو وہ منی کے حکم میں ہے اور غسل جنابت کا موجب ہے خواہ شہوت میں اس کا ارادہ و اختیار شامل نہ بھی ہو۔

س ۱۸۳: جذبات انگیز ناول وغیرہ پڑھنے یا کسی اور وجہ سے اگر لڑکیوں پر شہوت طاری ہو جائے تو کیا اس سے ان پر غسل واجب ہو جاتا ہے اور اگر غسل واجب ہو جاتا ہے تو

کونسا غسل واجب ہوتا ہے ؟

ج : جذبات بھڑکانے والی کتابوں (ناول وغیرہ) کا پڑھنا جائز نہیں ہے اور منی کے خارج ہونے کی صورت میں اس پر بہرحال غسل جنابت واجب ہے۔

س۱۸۴ : خوش فعلی کے وقت عورت اگر شہوت کے ساتھ رطوبت نکلنے کا احساس کرے تو کیا اس پر غسل جنابت واجب ہے ؟

ج : اگر عورت کو منی کے خارج ہونے کا علم ہو جائے تو اس پر غسل واجب ہے اسی طرح اگر یہ شک کرے کہ جو چیز خارج ہوئی ہے وہ منی ہے یا نہیں اور وہ خاص شہوت کے ساتھ خارج ہوئی ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

س۱۸۵ : اگر عورت اپنے شوہر سے ہمبستری کے فوراً بعد غسل کرلے اور مرد کی منی اس کے رحم میں رہ جائے اور غسل کے بعد خارج ہو تو کیا اس کا غسل صحیح ہے ؟ اور غسل کے بعد خارج ہونے والی یہ منی پاک ہے یا نجس ؟

ج : خارج ہونے والی منی بہرحال نجس ہے لیکن غسل کے بعد خارج ہونیوالی منی اگر مرد کی ہے تو دوبارہ غسل جنابت کی موجب نہیں ہوگی۔

س۱۸۶ : میں ایک زمانہ سے غسل جنابت کے سلسلہ میں شک میں مبتلا ہوں اس طرح سے کہ اپنی زوجہ سے مقاربت نہیں کرتا ہوں لیکن غیر ارادی طور پر ایسی حالت طاری ہوتی ہے کہ یہ گمان ہوتا ہے کہ مجھ پر غسل جنابت واجب ہو گیا بلکہ میں دن بھر میں دو تین مرتبہ غسل کرتا ہوں۔ اس شک نے مجھے پریشان کر دیا ہے، اب میرا فریضہ کیا ہے ؟

ج : محض شک کی صورت میں جنابت کا حکم مرتب نہیں ہوتا مگر یہ کہ رطوبت

اس طرح خارج ہوئی ہو جس میں منی کے خارج ہونے کی شرعی علامتیں پائی جاتی ہوں یا آپ کو منی خارج ہونے کا یقین ہو جائے۔

س۱۸۷ : کیا حالت حیض میں غسل جنابت کرنا صحیح ہے اور کیا اس طرح سے مجنب عورت کی شرعی ذمہ داری پوری ہو جائے گی؟

ج: مذکورہ فرض میں غسل کے صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

س۱۸۸ : کیا حیض کی حالت میں مجنب ہونے والی عورت پر طہارت کے بعد غسل جنابت واجب ہے یا واجب نہیں ہے اس لئے کہ وہ پہلے سے طاہر نہیں تھی؟

ج: غسل حیض کے علاوہ غسل جنابت بھی واجب ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ وہ غسل جنابت پر اکتفا کرے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ دونوں غسلوں کی نیت کرے۔

س۱۸۹ : انسان سے خارج ہونے والی رطوبت پر کس صورت میں یہ حکم لگایا جا سکتا ہے کہ وہ منی ہے؟

ج: جب شہوت کے ساتھ نکلے، بدن میں سستی آجائے اور اچھل کر نکلے تو اس پر منی کا حکم لگے گا۔

س۱۹۰ : بعض موقعوں پر غسل کے بعد ہاتھ یا پیر کے ناخن کے اطراف میں صابن لگا ہوا دکھائی دیتا ہے جو غسل کے دوران حمام میں نظر نہیں آتا لیکن حمام سے نکلنے کے بعد صابن کی سفیدی نظر آتی ہے، اس کا حکم کیا ہے؟ جبکہ بعض افراد بے خبری میں یا اس کی پروا کئے بغیر وضو کر لیتے ہیں جبکہ یہ معلوم ہے کہ صابن کی اس سفیدی کے نیچے پانی پہنچنا یقینی نہیں ہے؟

ج: صرف چونے یا صابن کی سفیدی سے جو اعضاء کے خشک ہونے کے بعد دکھائی دے، وضو یا غسل باطل نہیں ہوتا مگر یہ کہ کھال تک پانی پہنچنے میں رکاوٹ بنے۔

س ۱۹۱: اپنی زوجہ کا بوسہ لیتے وقت یا اس سے خوش فعلی کے دوران جو رطوبت خارج ہوتی ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر اچھل کر نہ نکلے اور اس سے بدن میں سستی نہ آئے تو وہ منی کے حکم میں نہیں ہے۔

س ۱۹۲: ایک صاحب کا کہنا ہے کہ غسل سے پہلے بدن سے نجاست کا پاک کرنا واجب ہے اور اور غسل کے درمیان تطہیر یعنی منی سے بدن کا پاک کرنا غسل کے باطل ہونے کا موجب ہے۔ پس اگر ان کی بات صحیح ہے تو کیا گزشتہ نمازیں باطل ہیں اور ان کی قضاء واجب ہے؟ واضح رہے کہ میں اس مسئلہ سے بے خبر تھا؟

ج: بدن کو پاک کرنے کے لئے دھونا غسل جنابت سے پہلے واجب ہے لیکن غسل شروع کرنے سے پہلے پورے بدن کو دھونا واجب نہیں ہے بلکہ ہر عضو کے دھونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ غسل کے وقت پاک ہو۔ اس بنا پر اگر غسل سے پہلے عضو بدن پاک ہو تو غسل اور اس سے پڑھی گئی نماز دونوں صحیح ہیں اور اگر عضو غسل سے پہلے پاک نہیں ہے تو نماز اور غسل دونوں باطل ہیں اور نماز کی قضا واجب ہے۔

س ۱۹۳: نیند کی حالت میں انسان سے جو طوبت خارج ہوتی ہے کیا وہ منی کے حکم میں ہے؟ جبکہ اس میں تینوں علامتیں (اچھل کر نکلنا، شہوت کے ساتھ نکلنا اور بدن کا

شست ہونا، موجود نہ ہوں اور بیدار ہونے کے بعد متوجہ ہو کہ اس کے لباس پر رطوبت ہے؟

ج: جب احتلام کے نتیجہ میں رطوبت خارج ہو یا اسے یقین ہو کہ یہ منی ہے تو وہ منی کے حکم میں ہے اور غسل جنابت کی موجب ہے۔

س ۱۹۴: میں ایک جوان ہوں، ایک مفلس گھرانہ میں زندگی بسر کرتا ہوں۔ مجھے کثرت سے منی خارج ہوتی ہے اور حمام جانے کے لئے والدین سے پیسہ مانگتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے گھر میں بھی حمام نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں میری راہنمائی فرمائیں؟

ج: شرعی امور کی انجام دہی میں شرم نہیں کرنا چاہئے اور واجب کو ترک کرنے کے لئے شرم و حیا شرعی عذر نہیں بن سکتی۔ بہرحال اگر تمہارے پاس غسل جنابت کے لئے امکانی ذرائع نہیں ہیں تو تمہارا فریضہ ہے کہ نماز و روزہ کے لئے غسل کے بدلے تیمم کرو۔

س ۱۹۵: ایک پسماندہ دیہات میں، جس کا حمام ایک زمانہ سے خراب ہونے کی وجہ سے ایک زمانہ سے بند پڑا ہوا تھا اور اہل قریہ صفائی و طہارت کے سلسلے میں پریشانی میں مبتلا تھے۔ لہٰذا جب گاؤں والوں نے ہم پر اس سلسلہ میں بہت زور دیا تو ہم نے ڈسٹرکٹ کمشنر کے دفتر کو ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا: "ہمارے گاؤں کا حمام برف باری اور بارش کی وجہ سے منہدم ہو چکا ہے اور مرمت کے قابل نہیں رہ گیا ہے لہٰذا ہمارے لئے ایک نیا حمام تعمیر کرایا جائے۔" ادارہ نے اس مطالبہ کے جواب میں حمام بنانے کے لئے ایک معین رقم، ناگہانی حوادث کے بجٹ سے منظور کی، رقم ادارۂ جہاد سازندگی کے حوالے کی گئی اور حمام بن گیا۔

اب یہاں سوال یہ ہے کہ مذکورہ بالا باتوں کے پیش نظر (کہ درخواست کا مضمون خلاف

واقع تھا) اور رقم ناگہانی حوادث کے بجٹ سے دی گئی تھی۔ کیا اس حمام سے غسل وطہارت میں اشکال ہے؟

ج: حقیقت اور واقع کے خلاف یہ اعلان اور اطلاع اگرچہ ناجائز ہے لیکن مذکورہ فرض کی روشنی میں گاؤں والوں کا اس حمام سے استفادہ کرنا بلا اشکال ہے۔

س۱۹۶: میرے سامنے ایک مشکل ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر میرے بدن پر ایک قطرہ بھی پانی پڑ جائے تو ضرر کا باعث ہے بلکہ مسح بھی نقصان دہ ہے۔ بدن کے کسی حصہ کے دھونے سے ہی میرے دل کی دھڑکن بڑھ جاتی ہے، اس کے علاوہ دوسری تکلیفیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں کیا اس صورت میں میرے لئے اپنی بیوی سے مقاربت جائز ہے؟ اور کیا ممکن ہے کہ چند ماہ تک غسل کے عوض تیمم کرکے نماز ادا کروں اور مسجد میں داخل ہو سکوں؟

ج: آپ پر بیوی سے مقاربت ترک کرنا واجب نہیں ہے بلکہ مجنب ہونے کی صورت میں اگر غسل سے معذور ہوں تو ان اعمال کے لئے، جن میں طہارت شرط ہے غسل کے بدلے تیمم کریں۔ یہی آپ کا شرعی فریضہ ہے اور تیمم کے بعد مسجد میں جانے، نماز پڑھنے، قرآن کے حروف چھونے اور ان اعمال کے بجالانے میں کوئی حرج نہیں ہے، جن میں طہارت شرط ہے۔

س۱۹۷: واجب یا مستحب غسل کے وقت قبلہ رو ہونا واجب ہے یا نہیں؟

ج: غسل کے وقت قبلہ رو ہونا واجب نہیں ہے۔

س۱۹۸: کیا حدث اکبر کے غسالہ (دھوون) سے غسل صحیح ہے جبکہ یہ معلوم ہو کہ غسل قلیل پانی

سے کیا گیا ہے اور بدن اس سے پہلے پاک تھا ؟ اور کیا میاں بیوی ایک دوسرے کے حدث اکبر کے غسل کے غسالہ سے استفادہ کر سکتے ہیں ؟

ج : اگر حدث اکبر کے غسل کا غُسالہ پاک ہے تو اس سے استفادہ میں کوئی حرج نہیں ہے اور میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کے غسالہ کا استعمال کر سکتے ہیں اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۹۹ : اگر غسل جنابت کے درمیان حدث اصغر صادر ہو جائے تو کیا از سر نو غسل کرنا ہوگا یا غسل مکمل کرنے کے بعد وہ وضو کرے گا ؟

ج : از سر نو غسل کرنا واجب نہیں ہے اور نہ حدث اصغر کا کوئی اثر ہے بلکہ غسل تمام کرے گا لیکن یہ غسل نماز اور ان تمام اعمال کے لئے وضو سے بے نیاز نہیں کرے گا جس میں حدث اصغر کے بعد طہارت (وضوء) شرط ہے۔

س ۲۰۰ : وہ رطوبت جو منی سے مشابہ ہوتی ہے اور پیشاب کے بعد شہوت و ارادہ کے بغیر خارج ہوتی ہے کیا وہ منی کے حکم میں ہے ؟

ج : منی کے حکم میں نہیں ہے مگر یہ یقین ہو جائے کہ یہ منی ہے یا ان شرعی علامات کے ساتھ خارج ہو جو خروج منی کے لئے بیان کی گئی ہیں۔

س ۲۰۱ : جب متعدد مستحب یا واجب یا دونوں غسل جمع ہو جائیں تو کیا ایک ہی غسل بقیہ کے لئے کافی ہوگا ؟

ج : اگر ان میں غسل جنابت بھی ہو اور اسی کا قصد کیا جائے تو وہ بقیہ غسلوں کیلئے کافی ہوگا۔

س ۲۰۲ : کیا غسل جنابت کے علاوہ کوئی اور غسل بھی ہے جس کے بعد وضو کی ضرورت نہیں ہوتی؟

ج : احتیاط واجب یہ ہے کہ کوئی اور غسل کافی نہیں ہے۔

س ۲۰۳ : کیا آپ کی نظر میں غسل جنابت میں پانی کا بدن پر جاری ہونا شرط ہے؟

ج : معیار یہ ہے کہ غسل کے قصد سے بدن کا دھلنا صادق آجائے پانی کا جاری ہونا شرط نہیں ہے۔

س ۲۰۴ : اگر انسان یہ جانتا ہے کہ اگر وہ اپنی زوجہ سے مقاربت کرکے مجنب ہوجائے گا تو اسے غسل کے لئے پانی نہیں ملے گا یا غسل اور نماز کے لئے وقت نہیں رہے گا تو کیا اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی زوجہ سے مقاربت کرے؟

ج : اگر غسل سے عاجز ہونے کی صورت میں تیمم پر قادر ہے تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۲۰۵ : میں ایک بائیس ۲۲ سالہ جوان ہوں، کچھ عرصہ سے میرے سر کے بال جھڑ رہے ہیں یہ چیز میرے لئے رنج وغم کا باعث ہے اور میں نے سر پر بال اگانے والے ادارے میں اپنے سر پہ بال کشت کرانے کا ارادہ کرلیا ہے۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ اگر ان بالوں کی وجہ سے سر کی کھال کے کسی حصہ تک پانی نہ پہونچ سکے تو غسل کا کیا حکم ہے؟

ج : اگر ان مصنوعی بالوں کو جدا نہ کیا جا سکے یا ان کو جدا کرنے میں ضرر یا حرج ہو اور ان کے ہوتے ہوئے کھال تک پانی پہونچانا بھی ممکن نہ ہو تو اسی طرح غسل صحیح مانا جائے گا۔

س ۲۰۶ : کیا غسل جنابت میں اتنی ہی ترتیب کافی ہے کہ پہلے سر دھوئیں اس کے بعد تمام

اعضاء کو یا جسم کے دونوں اطراف کے درمیان بھی ترتیب ضروری ہے ؟

ج: دونوں اطراف کے درمیان بھی ترتیب ضروری ہے اور جسم کا دایاں حصہ بائیں پر مقدم ہوگا۔

س ۲۰۷ : غسل ترتیبی کرتے وقت اگر میں پہلے پیٹھ دھوؤں اور اس کے بعد غسل ترتیبی کی نیت کرکے غسل بجا لاؤں تو کیا اس میں کوئی حرج ہے ؟

ج: پیٹھ یا اعضاء بدن میں سے کسی عضو کے غسل کی نیت اور غسل سے پہلے دھونے میں کوئی حرج نہیں ہے اور غسل ترتیبی کی کیفیت یہ ہے کہ تمام بدن کو پاک کرنے کے بعد نیت کرے پھر پہلے سر و گردن کو دھوئے اس کے بعد کندھے سے پیر کے "تلوے" تک بدن کا داہنا نصف حصہ دھوئے پھر اسی طرح بایاں حصہ دھوئے۔ اس طرح غسل صحیح ہے۔

س ۲۰۸ : کیا عورت پر غسل میں تمام بالوں کا دھونا واجب ہے ؟ اور اگر غسل میں تمام بالوں تک پانی نہ پہونچے تو کیا غسل باطل ہے ؟ جبکہ یہ معلوم ہو کہ سر کی تمام کھال تک پانی پہونچ گیا ہے ؟

ج: احتیاط واجب یہ ہے کہ تمام بالوں کو دھوئے۔

غسلِ باطل پر مترتّب ہونے والے امور

س ۲۰۹ : اس شخص کا کیا حکم ہے جو بالغ ہو کر بھی غسل کے واجب ہونے اور اس کے طریقے سے بے خبر رہا اور اسی طرح دس سال گزر گئے۔ تب کہیں اسے تقلید کی معرفت اور غسل کے واجب ہونے کا علم ہوا۔ اب نماز اور روزہ کی قضا کی صورت میں اس پر کیا حکم لاگو ہوگا ؟

ج : اس شخص پر ان نمازوں کی قضا واجب ہے جو جنابت کی حالت میں ادا کی ہیں۔ اسی طرح روزوں کی قضا بھی ہے اگر یہ جانتا ہو کہ وہ احتلام یا خروج منی یا اسبابِ جنابت میں سے کسی ذریعہ سے مجنب ہوا ہے۔ بلکہ اگر وہ تقصیر کی وجہ سے اس سے لاعلم تھا تو اقویٰ یہ ہے کہ اس پر کفارہ بھی واجب ہوگا لیکن اگر وہ سرے سے جنابت ہی کو نہیں جانتا تھا اور جس دن اس نے روزہ رکھا تھا وہ طلوع فجر تک یہ نہ سمجھ سکا تھا کہ مجنب بھی ہے تو اس پر روزہ کی قضا ہی واجب نہیں ہے چہ جائیکہ کفّارہ۔

س ۲۱۰ : ایک جوان ــ کم عقلی کی وجہ سے ــ چودہ سال کی عمر سے پہلے اور اس کے بعد استمناء کرتا تھا اور اس سے منی نکلتی تھی لیکن وہ غسل نہیں کرتا تھا تو اس کا کیا فریضہ ہے ؟ کیا

جس زمانے میں وہ استمناء کرتا تھا، اور اس سے منی خارج ہوتی تھی۔ اس زمانے کا اس پر غسل واجب ہے؟ اور اس وقت سے اب تک اس نے جو نمازیں پڑھیں اور روزے رکھے، کیا وہ باطل ہیں اور ان کی قضا واجب ہے؟ یہ مد نظر رکھتے ہوئے کہ وہ محتلم ہوتا تھا مگر غسل جنابت کی فکر نہیں کرتا تھا نہ ہی وہ یہ جانتا تھا کہ منی نکلنے سے غسل واجب ہو جاتا ہے؟

ج: جتنی مرتبہ وہ مجنب ہوا ہے ان سب کے لئے ایک غسل کافی ہے اور ان نمازوں کی قضا واجب ہے جن کے بارے میں یہ یقین ہے کہ وہ حالت جنابت میں ادا کی گئی ہیں، ہاں گزشتہ روزوں کی قضا واجب نہیں ہے اور انھیں صحیح قرار دیا جائے گا، بشرطیکہ روزہ کی شبوں میں اسے یہ علم نہ رہا ہو کہ مجنب ہے لیکن اگر وہ یہ جانتا تھا کہ منی خارج ہوئی ہے اور وہ مجنب ہو گیا ہے لیکن یہ نہیں جانتا تھا کہ روزہ کے صحیح ہونے کے لئے اس پر غسل واجب ہے تو اس صورت میں اس پر ان تمام روزوں کی قضا واجب ہے جو اس نے حالت جنابت میں رکھے تھے اور اگر اس جہالت و لاعلمی میں اس کی کوتاہی کا بھی قصور تھا تو احتیاطاً ہر دن کے روزہ کا کفارہ بھی دے گا۔

س ۲۱۱: افسوس کہ مجھے بہت عرصہ تک مسئلہ جنابت اور غسل جنابت کے احکام کے بارے میں کوئی اطلاع ہی نہ تھی جبکہ مجھے علم ہے کہ میں اس زمانہ میں نمازیں پڑھتا اور روزے رکھتا تھا اس سلسلہ میں حکم شرعی کیا ہے؟

ج: اگر تم اس زمانہ میں روزوں کے ایام کے دوران اس بات سے بالکل بے خبر تھے کہ جنابت تم پر طاری ہوتی ہے تو تمہارے روزے صحیح ہیں

اب رہیں نمازیں تو یہ یقین ہو جانے کے بعد کہ تم نے انھیں جنابت کی حالت میں ادا کیا ہے، ان کی قضا واجب ہے۔

س ۲۱۲: ایک شخص مجنب ہوتا تھا اور غسل کرتا تھا لیکن اس کا غسل غلط اور باطل ہوتا تھا اس کی ان نمازوں کا کیا حکم ہے جو اس نے اس غسل کے بعد پڑھی ہیں، یہ جانتے ہوئے کہ وہ لاعلمی کی وجہ سے ایسا کرتا تھا۔

ج: غسل باطل کے ساتھ اور حالتِ جنابت میں پڑھی گئی نماز باطل ہے اور اس کا اعادہ یا قضا واجب ہے۔

س ۲۱۳: میں نے ایک واجب غسل کی بجا آوری کے ارادے سے غسل کیا، حمام سے نکلنے کے بعد مجھے یاد آیا کہ میں نے ترتیب کی رعایت نہیں کی۔ میں سوچتا تھا کہ صرف ترتیب کی نیت کافی ہے لہٰذا غسل کا اعادہ نہیں کیا۔ اب میں اپنے امر میں پریشان ہوں پس کیا مجھ پر تمام نمازوں کی قضا واجب ہے؟

ج: آپ جو غسل بجا لائے ہیں اگر اس کے صحیح ہونے کا آپ کو احتمال ہے، اور غسل کرتے وقت ان باتوں کی طرف متوجہ تھے جو اس کی صحت کے لئے ضروری ہیں تو آپ پر کوئی قضا واجب نہیں ہے، ہاں اگر آپ کو غسل کے باطل ہونے کا یقین ہو جائے تو آپ پر تمام نمازوں کی قضا واجب ہے۔

س ۲۱۴: میں غسل جنابت اس طریقے سے کیا کرتا تھا کہ پہلے جسم کا داہنا حصہ پھر سر اور اس کے بعد بایاں حصہ دھویا کرتا تھا اور میں نے صحیح طریقہ دریافت کرنے میں کوتاہی کی پس میری نمازوں اور روزوں کا کیا حکم ہے؟

ج: مذکورہ طریقے سے کیا گیا غسل باطل ہے اور رفع حدث کا موجب نہیں ہے اس بنا پر ایسے باطل غسل کے ساتھ پڑھی گئی نمازیں باطل ہیں اور انکی قضا کرنا واجب ہے ہاں اگر آپ مذکورہ طریقہ کو صحیح غسل سمجھتے تھے اور آپ جان بوجھ کر جنابت پر باقی نہیں رہے تو آپ کے روزے صحیح ہیں۔

تیمّم کے احکام

س۲۱۵: وہ تمام چیزیں جن پر تیمم صحیح ہوتا ہے، جیسے مٹی، چونا اور سنگ مرمر وغیرہ یہ سب دیواروں میں لگے ہوں تو کیا ان پر تیمم صحیح ہے؟ یا ان کا سطح زمین پر ہونا ضروری ہے؟

ج: تیمم کے صحیح ہونے میں ان کا سطح زمین پر ہونا شرط نہیں ہے۔

س۲۱۶: اگر میں مجنب ہو جاؤں اور میرے لئے حمام جانا ممکن نہ ہو اور جنابت کی یہ حالت چند روز تک باقی رہے تو کیا میں غسل کے عوض تیمم کے ذریعہ پڑھی ہوئی نماز کے بعد ہر نماز کے لئے ہمیشہ کی طرح وضو کروں گا یا تیمم کروں گا یا وہی پہلا تیمم کافی ہوگا؟ اور اس فرض کی بنا پر ہر نماز کے لئے وضو واجب ہے یا تیمم؟

ج: جب مجنب غسل جنابت کے بدلے صحیح تیمم کرے اور اس تیمم کے بعد اگر اس سے حدث اصغر صادر ہو جائے تو ان اعمال کے لئے جن میں طہارت شرط ہے اس پر صرف وضو کرنا واجب ہے۔ یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک وہ عذر شرعی برطرف نہ ہو جائے جس سے تیمم کا جواز پیدا ہوا ہے۔

س۲۱۷: غسل کے بدلے کئے جانے والے تیمم کے بعد کیا وہ سب امور انجام پا سکتے ہیں جو غسل کے

بعد انجام دیے جا سکتے ہیں۔ یعنی کیا تیمم کر کے مسجد میں داخل ہونا جائز ہے؟

ج: غسل کے بعد جتنے شرعی امور انجام دیئے جا سکتے ہیں وہ اس کے عوض کئے جانے والے تیمم کے بعد بھی جائز ہیں لیکن تنگیٔ وقت کی وجہ سے جو تیمم غسل کے بدلے کیا جاتا ہے۔ اس پر یہ آثار مرتب نہیں ہوتے۔

س ۲۱۸: وہ جنگی مجروح جس کا کمر سے نیچے تک کا حصہ گزشتہ جنگ میں مفلوج ہو چکا ہے اور جس کی بنا پر وہ سلس البول کا مریض ہے، کیا مستحب اعمال بجا لانے کے لئے مثلاً غسل جمعہ و غسل زیارت وغیرہ کے عوض تیمم کر سکتا ہے، کیونکہ اسے حمام جانے میں کچھ مشقت اٹھانا پڑے گی؟

ج: جن موارد میں طہارت شرط نہیں ہے ان میں غسل کے بدلے تیمم کرنا محلّ اشکال ہے لیکن عسر و حرج کے موقع پر مستحب غسلوں کے بدلے رجاءً مطلوبیت کی نیت سے تیمم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۲۱۹: جس شخص کے پاس پانی نہ ہو یا اس کے لئے پانی کا استعمال مضر ہو تو جب اس نے غسل ـــ غسل جنابت ـــ کے بدلے تیمم کر لیا، کیا وہ اس کے بعد مسجد میں داخل اور نماز جماعت میں شریک ہو سکتا ہے؟ اور اس کے قرآن پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

ج: جب تک تیمم کو جائز کرنے والا عذر برطرف نہ ہو گا اور اس کا تیمم باطل نہ ہو گا اس وقت تک وہ ان تمام اعمال کو انجام دے سکتا ہے جن میں طہارت شرط ہے۔

س ۲۲۰: نیند کی حالت میں انسان سے رطوبت خارج ہوتی ہے اور بیدار ہونے کے بعد کچھ یاد نہیں آتا، بس وہ اپنے لباس پر رطوبت دیکھتا ہے اور سوچنے کا وقت بھی

اس کے پاس نہیں ہے کیونکہ اس کی صبح کی نماز قضا ہو رہی ہے، اس حالت میں وہ کیا کرے گا؟ اور وضو یا غسل کے بدلے تیمم کی کیا نیت کرے گا؟ اور اصل حکم کیا ہے۔؟

ج: اگر وہ جان گیا کہ محتلم ہو گیا ہے تو وہ مجنب ہے اور اس پر غسل واجب ہے اور وقت تنگ ہونے کی صورت میں اپنے بدن کو پاک کرنے کے بعد تیمم کرے پھر نماز کے بعد غسل کرے لیکن اگر احتلام اور جنابت میں شک ہے تو اس پر جنابت کا حکم جاری نہیں ہوگا۔

س ۲۲۱: ایک شخص جو پے در پے کئی شبوں تک مجنب ہوتا رہا، اس کا کیا فریضہ ہے؟ جبکہ حدیث میں آیا ہے کہ ہر روز پے در پے حمام جانے سے انسان ضعیف و کمزور ہو جاتا ہے؟

ج: اس پر غسل واجب ہے اور پانی کا استعمال مضر ہونے کی صورت میں اس کا فریضہ تیمم ہے۔

س ۲۲۲: ایک شخص نماز پڑھنا چاہتا ہے اور ماہ رمضان کا روزہ رکھنا چاہتا ہے لیکن غیر اختیاری طور سے منی خارج ہونے کی بنا پر وہ مجنب ہو جاتا ہے اور بعض اسباب کی بنا پر وہ ہر گھنٹہ اور ہر روز غسل نہیں کر سکتا پس وہ اپنے روزے نماز بجالانے کے لئے کیا کرے؟

ج: اگر غسل جنابت ترک کرنے کے لئے اس کے پاس کوئی قابل قبول شرعی عذر ہے تو غسل کے بدلے اس پر تیمم واجب ہے اور اس تیمم کے ساتھ اسکی نماز و روزے صحیح ہیں۔

س ۲۲۳: میں ایسا مریض ہوں کہ بلا ارادہ کئی کئی مرتبہ مجھ سے منی خارج ہو جاتی ہے اور اس کے نکلنے سے کوئی لذت بھی محسوس نہیں ہوتی، پس نماز کے سلسلہ میں میرا کیا فریضہ ہے؟

ج: اگر ہر نماز کے لیے غسل کرنے میں ضرر یا حرج ہے تو اپنا بدن نجاست سے پاک کرنے کے بعد تیمم سے نماز پڑھیں۔

س ۲۲۴: اس شخص کا کیا حکم ہے جو نماز صبح کے لئے یہ سوچ کر غسل جنابت ترک کرکے تیمم کرتا ہے کہ اگر غسل کرے گا تو بیمار ہوجائے گا؟

ج: اگر وہ سمجھتا ہے کہ اس کے لئے غسل مضر ہے تو تیمم میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس تیمم کے ساتھ نماز صحیح ہے۔

س ۲۲۵: میں ایسے جلدی مرض میں مبتلا ہوں کہ جب بھی میں نہاتا ہوں تو میری کھال خشک ہونے لگتی ہے بلکہ اگر صرف چہرہ اور ہاتھوں کو دھوتا ہوں جب بھی ایسا ہوتا ہے، اسی لئے اپنی جلد پر زیتون کا تیل ملنے پر مجبور ہوں، اس سے مجھے وضو کرنے میں بہت زحمت ہوتی ہے خصوصاً صبح کی نماز کے لئے وضو کرنا میرے لئے بہت دشوار ہے تو کیا میں صبح کی نماز کے لئے تیمم کرسکتا ہوں؟

ج: اگر آپ کے لیے پانی کا استعمال مضر ہے تو وضو سے اجتناب کریں اور اس کے بدلے تیمم کریں۔

س ۲۲۶: ایک شخص وقت کم ہونے کی بنا پر تیمم سے نماز پڑھ لیتا ہے اور فارغ ہونے کے بعد اس پر یہ بات آشکار ہوتی ہے کہ وضو کرنے کا وقت تھا، اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اس پر اس نماز کا اعادہ واجب ہے۔

س ۲۲۷: ہم ایسے برفیلے علاقہ میں زندگی بسر کرتے ہیں جہاں حمام نہیں ہے اور نہ کوئی ایسی جگہ ہے جہاں غسل کرسکیں اور رمضان کے مہینے میں اذان سے پہلے حالت جنابت میں بیدار ہوئے

واضح رہے کہ جوان لڑکے کا نصف شب لوگوں کی آنکھوں کے سامنے مشک یا ٹنکی کے پانی سے غسل کرنا معیوب ہے، اس کے علاوہ اس وقت پانی بھی ٹھنڈا ہوتا ہے، اس حالت میں اگلے دن کے روزہ کا کیا حکم ہے؟ کیا تیمم جائز ہے اور غسل نہ کرنے کی صورت میں روزہ توڑنے کا کیا حکم ہے؟

ج: صرف مشقت یا لوگوں کی نظروں میں کسی کام کا معیوب ہونا عذر شرعی نہیں بن سکتا بلکہ جب تک مکلّف کے لئے ضرر یا حرج نہ ہو اس وقت تک جس طرح بھی ممکن ہو غسل کرنا واجب ہے اور اگر ان دونوں (یعنی حرج یا ضرر) کی صورت میں فجر سے پہلے تیمم کر لیتا ہے تو اس کا روزہ صحیح ہے اور اگر تیمّم ترک کر دے تو اس کا روزہ باطل ہے لیکن واجب ہے کہ تمام دن کچھ نہ کھائے پیئے۔

عورتوں کے احکام

س ۲۲۸ : اگر میری والدہ خاندان نبوّت سے تھی تو کیا میں بھی سیدانی ہوں ؟ پس کیا میں اپنی ماہانہ عادت کو ساٹھ سال تک حیض قرار دوں اور ان ایام کے دوران روزہ نماز سے پرہیز کروں ؟

ج : جس عورت کا باپ ہاشمی نہیں ہے ۔ اگرچہ اس کی ماں سیدانی ہے ۔ اگر وہ پچاس سال کے بعد خون دیکھتی ہے تو وہ استحاضہ کے حکم میں ہے ۔

س ۲۲۹ : جس عورت کو معیّن نذر کے روزہ کی حالت میں حیض آجائے اس کا کیا فریضہ ہے ؟

ج : حیض آنے سے اس کا روزہ باطل ہوجائے گا چاہے دن کے آخری حصّہ میں آئے اور طہارت کے بعد اس پر روزہ کی قضا واجب ہے ۔

س ۲۳۰ : اس رنگ یا دھبّہ کا کیا حکم ہے جس کو عورت اپنی طہارت کے اطمینان کے بعد دیکھتی ہے جبکہ یہ معلوم ہے کہ نہ اس میں خون کی صفت ہے اور نہ ہی وہ پانی ملا ہوا خون ہے ؟

ج : اگر وہ خون نہیں ہے تو اس پر حیض کا حکم نہیں لگے گا ، اور موضوع کو تشخیص دینا عورت کا کام ہے ۔

س ۲۳۱ : روزے رکھنے کے لئے دوا کے ذریعہ ماہانہ عادت کو بند کرنے کا کیا حکم ہے ؟

ج : کوئی حرج نہیں ہے ۔

س ۲۳۲ : اگر حمل کے دوران عورت کو تھوڑا سا خون آجائے لیکن اس کا حمل ساقط نہ ہو تو اس پر غسل واجب ہے یا نہیں ؟ اور اس پر کون سا عمل واجب ہے ؟

ج : اثناء حمل میں عورت جو خون دیکھتی ہے اگر اس میں حیض کے صفات یا شرائط ہیں تو وہ حیض ہے ورنہ استحاضہ ہے ۔ پس اگر اس کا استحاضہ کثیرہ یا متوسطہ ہے تو اس پر غسل واجب ہے ۔

س ۲۳۳ : ایک عورت کی ماہانہ عادت معین ہے جیسے ایک ہفتہ ۔ اگر اسے مانع حمل چھلہ (لوپ) رکھولنے کے سبب ۱۲ روز خون آتا ہے تو یہ سات روز سے زیادہ آنے والا خون حیض ہوگا یا استحاضہ ؟

ج : اگر دس دن تک خون بند نہ ہو تو اس کی عادت کے ایام حیض شمار ہوں گے اور باقی استحاضہ ۔

س ۲۳۴ : کیا حائض یا نفساء عورت ائمہ کی اولاد کے مقبروں میں داخل ہو سکتی ہے ؟

ج : اگر اس سے بے حرمتی صادق نہ آئے تو جائز ہے ۔

س ۲۳۵ : جو عورت مجبوراً حمل ضائع کراتی ہے وہ نفساء ہے یا نہیں ؟

ج : بچہ ساقط ہونے کے بعد، خواہ وہ لوتھڑا ہی ہو، اگر عورت خون دیکھتی ہے تو اس پر نفاس کا حکم ثابت ہے ۔

س ۲۳۶ : اس خون کا کیا حکم ہے جسے عورت یائسہ ہونے کے بعد دیکھتی ہے ؟ اور اس کا شرعی فریضہ کیا ہے ؟

ج : بعید نہیں ہے کہ وہ استحاضہ کے حکم میں ہو ۔

س ۲۳۷: بچوں کی ولادت سے اجتناب کے لئے مانع حمل طریقوں میں سے ایک طریقہ مانع حمل دواؤں کا استعمال بھی ہے، اور جو عورتیں ان دواؤں کو استعمال کرتی ہیں وہ ماہانہ عادت کے ایام اور ان کے علاوہ دوسرے دنوں میں بھی خون کے دھبے دیکھتی ہیں تو ان دھبوں کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر ان دھبوں میں شریعت میں بیان کردہ حیض کی شرطیں نہیں پائی جاتیں تو وہ حیض نہیں ہے بلکہ اس پر استحاضہ کا حکم لگایا جائے گا۔

میّت کے احکام

س ۲۳۸ : آج کل (قبرستان کے امور کے ذمہ دار یا اجرت پر کام کرنے والے) افراد نے میت کے، خواہ مرد کی ہو یا عورت کی، کفن و دفن کی ذمہ داری لے رکھی ہے، پس یہ جانتے ہوئے کہ کفن و دفن کے امور انجام دینے والے میت کے محرم نہیں ہیں دفن کے مسئلہ میں کوئی اشکال ہے۔؟

ج: میت کے غسل دینے میں مماثلت شرط ہے اور اگر میت کو اسی کا مثل (یعنی عورت کو عورت اور مرد کو مرد) غسل دے سکتا ہے غیر مماثل کا غسل دینا صحیح نہیں ہے، بلکہ اس کا غسل دینا باطل ہے لیکن تکفین و تدفین میں مماثلت شرط نہیں ہے۔

س ۲۳۹ : ادھر دیہاتوں میں عام رواج ہو گیا ہے کہ میت کو رہائشی مکانوں میں غسل دیا جاتا ہے اور بعض موقعوں پر میت کا کوئی وصی نہیں ہوتا اور اس کے نیچے چھوٹے ہوتے ہیں ایسی صورت میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: میّت کی تجہیز یعنی غسل، کفن اور دفن کے سلسلے میں جن تصرفات کی ضرورت ہے وہ کسی ولی کی اجازت پر موقوف نہیں ہیں اور اس سلسلے میں ورثا کے درمیان چھوٹے بچوں کی موجودگی سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

س ۲۴۰ : ایک شخص ایکسیڈنٹ میں یا کسی بلندی سے گر کر مرگیا، مرنے والے کے بدن سے اگر خون بہہ رہا ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟ کیا خون کا اپنے آپ باطنی وسائل کے ذریعہ بند ہونے تک انتظار کرنا واجب ہے یا لوگ خون بہنے کے باوجود اسے اسی حالت میں دفن کر دیں؟

ج: امکان کی صورت میں غسل سے پہلے میت کے بدن کو پاک کرنا واجب ہے اور اگر خون بند ہونے کے لئے انتظار کرنا یا اسے بند کرنا ممکن ہو تو ایسا کرنا واجب ہے۔

س ۲۴۱ : ایک میت جو ۴۰ یا ۵۰ سال قبل دفن کی گئی تھی اور اس وقت اس کی قبر کا نشان مٹ گیا ہے اور وہ سطح زمین بن گئی ہے اب لوگوں نے اس جگہ پانی کے لئے نالی کھود دی تو اس میں سے مردے کی ہڈیاں نکل آئیں، کیا انھیں دیکھنے کے لئے ان کو چھونے میں کوئی اشکال ہے؟ اور وہ ہڈیاں نجس ہیں یا نہیں؟

ج: مسلمان میت کی وہ ہڈی جس کو غسل دیا جا چکا ہو نجس نہیں ہے لیکن اسے مٹی میں دفن کر دینا واجب ہے۔

س ۲۴۲ : کیا انسان اپنے والد، والدہ یا اپنے کسی عزیز کو وہ کفن دے سکتا ہے جو اس نے اپنے لئے خریدا تھا؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۲۴۳ : ڈاکٹروں کی ایک جماعت طبی معاینہ کے لئے میت کے دل اور اس کی بعض رگوں کو اس کے جسم سے نکال لیتے ہیں اور تجربہ کرنے کے ایک دن بعد انھیں دفن کر دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں درج ذیل سوالات کے جواب مرحمت فرمائیں:

۱۔ کیا ہمارے لئے ایسا کام انجام دینا جائز ہے جبکہ ہم جانتے ہیں کہ وہ لاشیں، جن کا پوسٹ مارٹم

کیا جا رہا ہے مسلمانوں کی ہیں۔

۲۔ کیا قلب اور بعض رگوں کو میت کے بدن سے جدا دفن کرنا جائز ہے؟

۳۔ کیا ان اعضاء کو دوسری میت کے ساتھ دفن کرنا جائز ہے؟ جبکہ ہمیں یہ معلوم ہے کہ قلب اور شریانوں کو علیحدہ دفن کرنے میں ہمارے لئے کئی مشکلیں ہیں؟

ج: میت کے بدن کا پوسٹ مارٹم کرنا مطلقاً جائز ہے جبکہ کسی کی جان بچانا اسی پر موقوف ہو یا پھر ان طبی علوم کا انکشاف کرنا جن کی معاشرہ کو احتیاج ہو یا اس مرض کا سراغ لگانا جس سے لوگوں کی زندگی کو خطرہ لاحق ہو، اگرچہ احتیاط (مستحب) یہ ہے کہ اس کام کے لئے مسلمان میت کے بدن سے استفادہ نہ کیا جائے اور جو اعضاء مسلمان کے بدن سے جدا ہو گئے ہیں انھیں بدن کے ساتھ دفن کرنا چاہیئے اور اگر بدن کے ساتھ دفن کرنا ممکن نہ ہو تو علیحدہ دفن کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۲۴۴: اگر انسان اپنے لئے کفن خریدے اور واجب یا مستحب نمازوں یا تلاوت قرآن مجید کے وقت ہمیشہ اس سے فرش و مصلّیٰ کا کام لے اور موت کے بعد اسی کو اپنا کفن قرار دے تو کیا یہ جائز ہے؟ اور اسلامی نقطۂ نظر سے کیا یہ جائز ہے کہ انسان اپنے لئے کفن خرید کر اس پر قرآن کی آیتیں لکھے اور اسے صرف کفن کے کام میں لائے؟

ج: مذکورہ باتوں میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۲۴۵: ماضی قریب میں ایک پرانی قبر سے ایک عورت کا جنازہ ملا ہے۔ اس کی تاریخ تقریباً سات سو سال پرانی ہے۔ یہ ایک عظیم الجثہ پیکر ہے جو صحیح و سالم ہے اس کے

سر پر کچھ بال بھی ہیں، آثار قدیمہ کے ماہرین ـــ جنہوں نے اس کا انکشاف کیا ہے ـ کہتے ہیں کہ یہ ایک مسلمان عورت کا جسد ہے، پس کیا جائز ہے کہ علوم طبیعیہ کے ماہرین کی طرف سے اس ممیز د شخص عظیم الجثہ پیکر کو (قبر کی شکل بدل کر پھر اسی میں رکھ کر) آثار قدیمہ کا مشاہدہ کرنے والوں کی عبرت کے لئے رکھ دیا جائے یا دیکھنے والوں کی عبرت و آگاہی کے لئے اسی مناسبت سے آیات و احادیث لکھ کر وہاں لگا دی جائیں۔

ج: اگر اس عظیم الجثہ پیکر کے بارے میں ثابت ہو جائے کہ یہ مسلمان کی میت ہے تو اس کا فوراً دوبارہ دفن کر دینا واجب ہے۔

س ۲۴۶ : ایک دیہات میں ایک قبرستان ہے جو نہ کسی کی خاص ملکیت ہے، نہ وقف ہے، کیا اس گاؤں کے رہنے والوں کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ دوسرے شہر یا دوسرے گاؤں کی میتوں کو یا اس شخص کی میت کو جس نے اس قبرستان میں دفن کرنے کی وصیت کی ہے، دفن نہ ہونے دیں؟

ج: اگر دیہات کا عمومی قبرستان کسی کی خاص ملکیت نہیں ہے اور نہ خاص طور پر اہل قریہ کیلئے وقف ہے تو اہل قریہ دوسروں کی میتوں کو اس میں دفن ہونے سے منع نہیں کر سکتے اور اگر کوئی شخص خود کو اس میں دفن کرنے کی وصیت کرے تو اس کی وصیت پر عمل کرنا واجب ہے۔

س ۲۴۷ : کچھ روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ قبروں پر پانی چھڑکنا مستحب ہے جیسا کہ کتاب لئالی الاخبار میں ہے۔ کیا دفن کے دن پانی چھڑکنا مستحب ہے یا کبھی بھی چھڑک سکتے ہیں، جیسا کہ صاحب لئالی کا نظریہ ہے؟ آپ کا کیا نظریہ ہے؟

ج: دفن کے دن اور اس کے بعد رجاء مطلوبیت کی نیت سے قبر پر پانی چھڑکنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس کا اثبات کہ یہ عمل مستحب ہے، مشکل ہے۔

س۲۴۸ : میّت کو رات میں کیوں دفن نہیں کرتے ؟ کیا شب میں دفن کرنا حرام ہے ؟

ج : میت کو رات میں دفن کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

س۲۴۹ : ایک شخص موٹر کار کے حادثہ میں مر گیا، لوگوں نے اسے غسل دیا، کفن پہنایا اور قبرستان میں لائے۔ جب اسے دفن کرنے لگے تو دیکھا کہ تابوت اور کفن دونوں اس خون میں آلودہ ہیں جو سر سے بہہ رہا ہے، تو کیا ایسی حالت میں کفن بدلنا واجب ہے ؟

ج : اگر کفن کے اس حصے کو جس پر خون لگا ہوا ہے، دھونا یا کاٹنا یا کفن کو تبدیل کرنا ممکن ہو تو ایسا کرنا واجب ہے ورنہ اسی حالت میں دفن کر دینا جائز ہے۔

س۲۵۰ : اگر وہ شخص خون آلود کفن میں دفن کر دیا گیا تو اس کا کیا حکم ہے ؟

ج : اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور قبر کھود کر اسے کفن دھونے یا کفن تبدیل کرنے کے لئے نکالنا واجب نہیں بلکہ جائز ہی نہیں ہے۔

س۲۵۱ : اگر اس میت کے دفن کو ۔ جسے خون آلود کفن میں دفن کر دیا گیا ہے ۔ تین ماہ گزر چکے ہوں تو کیا اس صورت میں قبر کو کھودا جا سکتا ہے ؟

ج : مفروضہ سوال کی روشنی میں قبر کھودنا جائز نہیں ہے۔

س۲۵۲ : براہ کرم درج ذیل تین سوالات کے جواب مرحمت فرمائیں :

۱۔ اگر حاملہ عورت وضع حمل کے دوران (بچہ کی پیدائش سے پہلے) مر جائے تو اس کے شکم میں موجود بچہ کا کیا حکم ہے ؟

الف ۔ اگر اس میں روح تقریبًا پڑ گئی ہو یعنی (تین ماہ یا اس سے زیادہ کا ہو)

اور احتمال بھی قوی ہو کہ اگر ماں کے پیٹ سے نکالا جائے گا تو مرجائے گا۔

ب۔ جب بچہ سات ماہ یا اس سے زیادہ کا ہو۔

ج۔ بچہ ماں کے پیٹ میں مرگیا ہو۔

۲۔ اگر وضع حمل کے درمیان حاملہ کا انتقال ہوجائے تو کیا دوسروں پر بچہ کی موت یا اسکی حیات کا مکمل یقین حاصل کرنا واجب ہے ؟

۳۔ اگر ولادت کے وقت ماں کا انتقال ہوجائے اور شکم میں بچہ زندہ ہو اور ایک شخص لوگوں کو عام طریقے اور رواج کے خلاف ماں کو زندہ بچہ کے ساتھ دفن کرنے کا حکم دے تو اس سلسلہ میں آپ کا کیا نظریہ ہے ؟

ج: اگر حاملہ کے مرنے سے بچہ بھی مرجائے تو اس کا نکالنا واجب نہیں ہے ، بلکہ جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر مردہ ماں کے شکم میں بچہ زندہ ہو ، اس میں روح پڑچکی ہو اور اسے نکالنے سے بچہ کے زندہ رہنے کا احتمال ہو تو اس کے نکالنے میں جلدی کرنا واجب ہے ، اور جب تک مردہ ماں کے شکم میں موجود بچہ کی موت ثابت نہ ہوجائے ماں کے ساتھ بچہ کو دفن کرنا جائز نہیں ہے اور اگر بچہ کو ماں کے ساتھ دفن کردیا گیا ہو اور بچہ دفن کے بعد بھی زندہ ہو — اور خواہ اس کا احتمال ہی ہو — تب بھی قبر کھودنے اور ماں کے شکم سے بچہ کو نکالنے میں جلدی کرنا واجب ہے ، اسی طرح اگر مردہ ماں کے پیٹ میں بچہ کی زندگی کی حفاظت اس کے دفن میں جلدی نہ کرنے پر منحصر ہو تو بظاہر بچہ کی زندگی کی حفاظت کے لئے ماں کے دفن

میں تاخیر واجب ہے ۔ اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ حاملہ عورت کو اس کے زندہ بچہ کے ساتھ دفن کرنا جائز ہے اور دوسرے لوگ یہ گمان کرتے ہوئے کہ کہنے والے کی بات صحیح ہے، دفن کردیں جس سے قبر میں بچہ کی موت واقع ہوجائے، تو بچہ کی دیت دفن کرنے والے شخص پر واجب ہے، مگر یہ کہ موت کا باعث اس قائل کے قول کو قرار دیا جائے، اس صورت میں اس قائل پر دیت واجب ہوگی ۔

س ۲۵۳ : بلدیہ نے زمین سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی غرض سے قبروں کو دو منزلہ بنانا مقرر کیا ہے ۔ برائے مہربانی آپ اس سلسلے میں شرعی حکم بیان فرمائیں ؟

ج: مسلمانوں کی کئی منزلوں والی قبریں بنانا جائز ہے، اگر یہ عمل قبر کھودنے اور مسلمان میت کی بے حرمتی کا باعث نہ ہو ۔

س ۲۵۴ : ایک بچہ کنویں میں گر کر مرگیا، اور کنویں میں اتنا پانی ہے کہ اس میں سے میت کو نکالا نہیں جاسکتا ۔ اس کا کیا حکم ہے ؟

ج: میت کو اسی میں چھوڑ دیں گے اور وہ کنواں ہی اس کی قبر ہوگا۔ اگر کنواں غیر کی ملکیت نہ ہو یا اس کا مالک بند کرنے پر راضی ہوجائے تو کنویں کو بند کردینا واجب ہے ۔

س ۲۵۵ : ہمارے علاقوں میں رواج یہ ہے کہ ائمۂ اطہارؑ اور شہیدوں اور اہم دینی شخصیتوں کی عزاداری میں روایتی انداز میں سینہ زنی اور زنجیر زنی[1] ہوتی ہے ۔ کیا کسی مجاہد فوجی یا نامور اشخاص یا ان لوگوں کی وفات پر بھی سینہ زنی وغیرہ کرنا جائز ہے جنہوں نے

---

[1] زنجیر زنی سے مراد یہاں بغیر پھل (چاقو) والی زنجیر ہے جو بالعموم ایران میں رائج ہے ۔

اسلامی حکومت اور اسلامی معاشرہ کی کسی نہ کسی طریقہ سے خدمت کی ہے ؟

ج: مذکورہ فرض میں بذات خود کوئی حرج نہیں ہے، لیکن اس عمل سے اس میت کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ بہتر یہ ہے کہ مرنے والے کے لئے فاتحہ خوانی اور قرآن خوانی کی مجلسیں منعقد کی جائیں۔

س ٢٥٦ : اس شخص کا کیا حکم ہے جو شب میں قبرستانوں میں جانے کو اپنی اسلامی تربیت کے لئے مؤثر عامل سمجھے جبکہ یہ معلوم ہے کہ رات میں قبرستانوں میں جانا مکروہ ہے ؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ٢٥٧ : کیا جنازہ کی تشییع اور اسے اٹھانے میں عورتوں کا شریک ہونا جائز ہے ؟

ج: کوئی حرج نہیں ہے۔

س ٢٥٨ : بعض قبائلیوں میں عام طور پر رسم ہے کہ جب ان میں سے کوئی مرجاتا ہے تو مرنے والے کے مراسم میں شرکت کرنے والوں کو کھانا کھلانے کے لئے حتیٰ قرض لے کر بہت سی بھیڑ بکریاں خریدتے ہیں جو بڑے نقصان کا باعث ہوتا ہے کیا اس قسم کی رسم کو باقی رکھنے کے لئے اتنے بڑے خسارے اور نقصان کا برداشت کرنا جائز ہے ؟ اور مرنے والے کے غم میں مبتلا خاندانوں اور مراسم عزا میں شرکت کرنے والوں کے لئے شرعی حکم کیا ہے ؟

ج: اگر بزرگ (بالغ) وارثوں کے اموال سے اور ان کی مرضی سے کھانا کھلایا جائے تو ہر صورت اور ہر مقدار میں جائز ہے لیکن اگر میت کے اموال سے خرچ کرنا چاہتے ہیں تو اس کا تعلق مرنے والے کی وصیت سے ہے کہ اس نے کیا وصیت کی ہے۔

س۲۵۹ : دور حاضر (یعنی جنگ کے زمانہ) میں اگر ایک شخص بارودی سرنگ کے پھٹنے سے مرجائے تو کیا اس پر شہید کے احکام مترتب ہوں گے ؟

ج: غسل و کفن نہ دینے کا حکم صرف اس شہید سے مخصوص ہے جو معرکۂ جنگ میں قتل ہوا ہو۔

س۲۶۰ : مہاباد — ارومیہ اسی طرح دوسرے علاقوں میں سپاہ پاسداران انقلاب اسلامی گشت کرتے ہیں اور دشمنان انقلاب کبھی ان پر کمین گاہوں سے حملہ کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں کبھی کبھی یہ شہید ہوجاتے ہیں ۔ کیا ایسے شہیدوں کو غسل دینا یا تیمم کرنا واجب ہے یا پھر اس علاقہ کو میدان جنگ سمجھا جائے گا ؟

ج: اگر اس علاقہ میں فرقۂ حقّہ اور باطل پرست باغی گروہ کے درمیان جنگ ہو تو فرقہ حقّہ میں سے قتل ہونے والا شہید کے حکم میں ہے ۔

س۲۶۱ : کیا ایسا داڑھی منڈا شخص جس کی اولاد بھی یا فراری منافقوں میں سے ہے یا ان میں سے ہے جنھوں نے اپنی توبہ کا اعلان کیا ہے، مومنین میں سے کسی کی نماز جنازہ پڑھا سکتا ہے؟

ج: بعید نہیں کہ جو شرائط بقیہ نمازوں میں نماز جماعت اور امام جماعت میں ضروری ہیں وہ نماز میت اور اس کے امام میں معتبر نہ ہوں اگرچہ احتیاط (مستحب) یہ ہے کہ اس میں بھی ان کی رعایت کی جائے ۔

س۲۶۲ : اگر کوئی مومن احکام اسلام کے نفاذ کی راہ میں (دنیا کے کسی بھی گوشہ میں) قتل کر دیا جائے یا مظاہروں میں قتل کر دیا جائے یا فقہ جعفری کے نفاذ کے محاذ پر قتل کر دیا جائے تو کیا وہ شہید سمجھا جائے گا ؟

ج: اسے شہید کا اجر و ثواب ملے گا لیکن شہید کی میت کے احکام اس شخص سے مخصوص ہیں جو میدان جنگ میں جنگ کرتے ہوئے شہادت پائے۔

س ۲۶۳ : اگر قانون اور عدلیہ کی تائید کے مطابق کسی مسلمان شخص کے خلاف منشیات کا کاروبار کرنے کے الزام میں سزائے موت کا حکم صادر ہو اور اسے موت کی سزا دی جائے تو :

۱۔ کیا اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟

۲۔ اس کے مراسم عزاء، قرآن خوانی اور اس کے لئے منعقد ہونے والی مجالس اہل بیتؑ میں شرکت کا کیا حکم ہے؟

ج: جس مسلمان کو سزائے موت دے دی گئی ہو، اس کا حکم وہی ہے جو سارے مسلمانوں کا ہے اور اس کے لئے وہ تمام اسلامی احکام و آداب بجا لائے جائیں گے جو عام مرنے والوں کے لئے بجا لائے جاتے ہیں۔

س ۲۶۴ : کیا اس گوشت دار ہڈی کو چھونے سے غسل مس میت واجب ہو جائے گا جو زندہ کے بدن سے جدا ہوئی ہو؟

ج: مذکورہ فرض کی روشنی میں غسل مس میت واجب ہے۔

س ۲۶۵ : دانت نکلواتے وقت اس کے ساتھ مسوڑھے کے کچھ ریشے نکل آتے ہیں کیا مسوڑھے کے جزء کو مس کرنے سے غسل مس میت واجب ہو جاتا ہے؟

ج: اس سے غسل واجب نہیں ہوتا لیکن اگر دانت کے ساتھ مسوڑھے کا کچھ گوشت بھی نکل آئے تو اس کا حکم وہی ہے جو مردار کا ہے۔

س ۲۶۶ : جس مسلمان شہید کو اس کے کپڑوں ہی میں دفن کیا گیا ہو کیا اس پر مس میت کے

احکام جاری ہوں گے؟

ج: مذکورہ شہید کو چھونے سے غسل مس میت واجب نہیں ہوتا۔

س ٢٦٧ : میں میڈیکل کالج کا طالب علم ہوں۔ بعض اوقات آپریشن کے دوران مجبوراً مردوں کو چھونا پڑتا ہے اور ہم یہ نہیں جانتے کہ یہ لاشیں مسلمانوں کی ہیں یا نہیں لیکن ذمہ داران کہتے ہیں کہ ان لاشوں کو قطعی طور پر غسل دیا جا چکا ہے۔ امید ہے مذکورہ مسئلہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے برائے مہربانی ان مردہ جسموں کے مس کرنے کے بعد ہماری نماز وغیرہ کا حکم بیان فرمائیے؟ اور کیا مذکورہ صورت میں ہم پر غسل واجب ہے؟

ج: اگر میّت کو غسل دیا جانا ثابت نہ ہو اور آپ کو اس سلسلہ میں شک ہو تو جسد یا اس کے اجزاء کو چھونے سے غسل مس میت واجب ہو جائے گا۔ اور اس غسل کے بغیر نماز صحیح نہ ہوگی، لیکن اگر اس کا غسل ثابت ہو جائے تو اس کے بدن یا بعض اجزاء کو چھونے سے غسل مس میت واجب نہیں ہوگا چاہے اس کے غسل کے صحیح ہونے میں شک ہی ہو۔

س ٢٦٨ : ایک گمنام شہید چند افراد کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کر دیا گیا اور ایک ماہ کے بعد قرائن سے یہ بات ثابت ہوئی کہ وہ شہید اس شہر کا نہیں تھا (جس میں دفن کیا گیا ہے) کیا (اس صورت میں) قبر کھولنا جائز ہے؟

ج: اگر اسے شرعی احکام اور قوانین کے مطابق دفن کیا گیا ہے تو قبر کھولنے کا حق نہیں ہے۔

س ٢٦٩ : اگر قبر کھودے اور مٹی ہٹائے بغیر قبر کے اندر کے حالات معلوم کرنا یا فلم برداری کے ذریعہ اس کے اندر کی تصویر لینا ممکن ہو تو اس عمل پر قبر کھودنے کا اطلاق ہوگا یا نہیں؟

ج: قبر کھودے یا کھولے بغیر مدفون میت کے بدن کی تصویر لینے اور جنازہ دکھانے پر قبر کھودنے کا عنوان صادق نہیں آتا ہے۔

س ۲۷۰ : میونسپلٹی سڑکوں کی توسیع کے لئے قبرستان کے چاروں طرف بنے ہوئے کمروں کو منہدم کرنا چاہتی ہے۔ گذارش ہے کہ درج ذیل مسائل کے جواب مرحمت فرمائیں :

۱۔ قبرستان کے امور کی نگران کمیٹی کی ذمہ داری مومنین کی ان قبروں کے سلسلے میں کیا ہوگی جو ان کمروں میں موجود ہیں؟

۲۔ کیا ان مردوں کی ہڈیوں کو نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا جائز ہے؟

ج: مومنین کی قبروں کو کھولنا اور انھیں منہدم کرنا جائز نہیں ہے۔ اب اگر نبش واقع ہوجائے تو مسلمان میت کا بدن ظاہر ہوجانے یا مسلمان میت کی غیر بوسیدہ ہڈیاں مل جانے کے بعد انہیں نئے سرے سے دفن کرنا واجب ہے۔ لیکن قبرستان کی نگراں کمیٹی کی اس سلسلہ میں کوئی خاص ذمہ داری نہیں ہے۔

س ۲۷۱ : اگر ایک شخص شرعی قوانین کی رعایت کئے بغیر مسلمانوں کے قبرستان کو منہدم کرتا ہے تو اس شخص کے مقابلہ میں باقی مسلمانوں کا کیا فریضہ ہے؟

ج: باقی مسلمانوں پر شرائط و مراتب کی رعایت کے ساتھ اسے نہی عن المنکر کرنا واجب ہے۔

س ۲۷۲ : میرے والد ۳۶ سال قبل ایک قبرستان میں دفن کئے گئے تھے اور اب میں سوچتا ہوں کہ وقف بورڈ سے اجازت لے کر اس قبر سے اپنے لئے استفادہ کروں، اس بنا پر

کیا مجھے اپنے دوسرے بھائیوں سے بھی اجازت لینا ضروری ہے جبکہ یہ قبرستان وقف شمار کیا جاتا ہے ؟

ج: اس قبر کے بارے میں میت کے تمام وارثوں سے اجازت لینا شرط نہیں ہے جو اس زمین میں واقع ہے جس کو مُردوں کے تدفین کے لئے وقف عام شمار کیا جاتا ہے لیکن جب تک میت کی ہڈیاں مٹی نہ بن جائیں اس قبر کو دوسری میت کے دفن کرنے کے لئے کھودنا جائز نہیں ہے۔

س ۲۷۳ : میں میڈیکل کالج کا طالب علم ہوں۔ یونیورسٹی میں تحقیق کے لئے طبیعی ہڈیاں کم ہونے کی صورت میں کیا متروکہ اور فرسودہ قبرستانوں کی ہڈیوں سے استفادہ کیا جا سکتا ہے؟ اور کیا مُردوں کی ان ہڈیوں کے مس کرنے سے غسل واجب ہو جاتا ہے جو کہ عجائب گھروں میں موجود ہیں یا قبرستانوں میں پائی جاتی ہیں ؟

ج: مسلمانوں کے مقبروں سے ہڈیاں نکالنا اگر یہ کام قبر کھودنے پر موقوف ہو جائز نہیں ہے اور اگر ہڈیاں اس میت کی ہوں جس کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ اسے غسل دیا گیا تھا تو ان کے چھونے سے غسل واجب ہو جائے گا۔

س ۲۷۴ : کن حالات میں قبروں کا کھولنا جائز ہے ؟ اس زمانہ میں ایک جماعت ان شہیدوں کی لاشوں کی شناخت کے لئے جو جنگ کے دوران شہید ہوئے تھے، تحقیق میں مشغول ہے اس سلسلہ میں کیا حکم ہے ؟

ج: اگر شہید عزیز کا جنازہ تمام شرعی آداب کے ساتھ دفن کیا گیا ہے اور کسی قسم کا اثباتِ حق، قبر کے کھودنے پر موقوف نہ ہو تو قبر کھولنا

جائز نہیں ہے یہاں تک کہ جسد کو پہچاننے کے لئے بھی۔

س ۲۷۵ : براہ کرم ایسے شرائط سے، جن میں قبر کھودنا جائز ہے، مطلع فرمائیں اور اگر مسلمانوں کی قبروں کو منہدم کرنے یا اسے کسی اور مرکز میں تبدیل کرنے کی کوئی راہ ہے تو اس کی وضاحت بھی فرمائیں ؟

ج : قبر کھودنے کے استثنائی حالات و شرائط توضیح المسائل میں مذکور ہیں اور مسلمانوں کے ان قبرستانوں میں تغیّر و تبدّل جائز نہیں ہے جو مسلمانوں کی میت دفن کرنے کے لئے وقف ہیں۔

س ۲۷۶ : کیا دینی مرجع سے اجازت لینے کے بعد قبروں کا کھولنا جائز ہے اور کیا اس قبرستان کو جو اموات کے دفن کے لئے وقف ہے، تبدیل کرکے کسی دوسرے کام میں لانا جائز ہے؟

ج : جن حالات میں قبر کھولنا جائز نہیں ہے اور جن میں میّتوں کے دفن کیلئے وقف شدہ قبرستان کو خراب کرنا جائز نہیں ان میں اجازت کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے۔

س ۲۷۷ : تقریبًا بیس سال قبل ایک شخص کا انتقال ہوا تھا اور ابھی چند روز پہلے اسی گاؤں میں ایک عورت کا انتقال ہوا، لوگوں نے غلطی سے اس شخص کی قبر کھود کر عورت کو بھی اسی میں دفن کر دیا، اس کا کیا حکم ہے جبکہ یہ معلوم ہے کہ قبر میں اس شخص کی کوئی علامت نہیں ملی ہے ؟

ج : مفروضہ سوال کے لحاظ سے اب دوسروں پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی اور صرف میت کا دوسری میت کی قبر میں دفن کرنا اس کا جواز پیدا

نہیں کرنا کہ قبر کھول کر جسد کو دوسری قبر میں منتقل کیا جائے۔

س ۲۷۸ : ایک سڑک کے درمیان چار قبریں بنی ہوئی ہیں جو راستہ بنانے کی راہ میں رکاوٹ بنی ہوئی ہیں اور دوسری طرف قبروں کو کھودنے میں بھی شرعی اشکال ہے، گذارش ہے کہ اس سلسلہ میں ہماری راہنمائی فرمائیں کہ ہمیں کیا کرنا ہے تاکہ میونسپلٹی عملاً شرع کی مخالفت نہ کرے؟

ج : اگر سڑک بنانا قبر کے کھودنے پر موقوف نہ ہو، اور قبروں کے اوپر سے سڑک بنانا ممکن ہو یا سڑک اسی سمت میں بنانا ضروری ہو، جدھر قبریں ہیں تو کوئی اشکال نہیں ہے ورنہ قبروں کے اوپر سڑک بنانا جائز نہیں ہے۔

نجاسات اور ان کے احکام

س۲۷۹ : کیا خون پاک ہے ؟

ج: جن جانداروں کا خون اچھل کر نکلتا ہو خواہ وہ انسان ہو یا غیر انسان، وہ خون نجس ہے ۔

س۲۸۰ : امام حسین علیہ السلام کی عزاداری میں ایک انسان پوری طاقت سے اپنا سر دیوار سے ٹکراتا ہے، اس سے بہنے والے خون کی چھینٹیں مجلس عزا میں شرکت کرنے والوں کے سروں اور چہروں پر پڑتی ہیں وہ خون پاک ہے یا نجس ؟

ج: انسان کا خون ہر حال میں نجس ہے۔

س۲۸۱ : دھلنے کے بعد کپڑے پر جو خون کا دھبہ رہ جاتا ہے کیا وہ ہلکے رنگ کا دھبہ نجس ہے ؟

ج: اگر عین خون زائل ہو جائے اور فقط رنگ باقی رہ جائے اور دھونے سے زائل نہ ہوتا ہو تو پاک ہے ۔

س۲۸۲ : اگر انڈے میں خون کا ایک نقطہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے ؟

ج: پاک ہے لیکن اس کا کھانا حرام ہے ۔

س ۲۸۳ : فعل حرام کے ذریعہ مجنب ہونے والے کے پسینے اور نجاست خوار حیوان کے پسینے کا کیا حکم ہے ؟

ج : نجاست خوار اونٹ کا پسینہ نجس ہے لیکن نجاست خوار اونٹ کے علاوہ دوسرے نجاست خوار حیوانات اور اسی طرح (فعل) حرام سے مجنب ہونے والے شخص کے پسینہ کے بارے میں اقویٰ یہ ہے کہ پاک ہے لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ (فعل) حرام سے مجنب ہونے پر جو پسینہ آئے اس میں نماز نہ پڑھی جائے ۔

س ۲۸۴ : میّت کو آبِ سدر اور آبِ کافور سے غسل دینے کے بعد اور خالص پانی سے غسل دینے سے پہلے جو قطرے میّت کے بدن سے ٹپکتے ہیں وہ پاک ہیں یا نجس ؟

ج : میت کا بدن اس وقت تک نجس کہلائے گا جب تک تیسرا غسل کامل نہ ہوجائے ۔

س ۲۸۵ : ہاتھوں یا ہونٹوں یا پیروں سے بعض اوقات جو کھال جدا ہوتی ہے وہ پاک ہے یا نجس ؟

ج : ہاتھوں یا ہونٹوں یا پیروں یا بدن کے دیگر اعضاء سے کھال کے جو ٹکڑے یا چھلکے خود بخود جدا ہوتے ہیں وہ پاک ہیں ۔

س ۲۸۶ : جنگی محاذ پر ایک شخص ایسے دور سے گزرا کہ وہ سوّر کو مارنے اور اسے کھانے پر مجبور ہوگیا ، کیا اس کے بدن کا پسینہ اور لعاب دہن نجس ہے ؟

ج : حرام گوشت کھانے والے انسان کے بدن کا پسینہ اور لعاب دہن نجس

نہیں ہے اور نہ اس پر استبراء واجب ہے۔ لیکن رطوبت کے ساتھ جو چیز بھی سور کے گوشت سے مس ہو گی وہ نجس ہو گی۔

س ۲۸۷ : تصویریں بنانے اور لکھنے کے کام آنے والے بالوں کے برش (موقلم) جن کی نئی اور بہترین قسم اسلامی ملکوں سے منگوائی جاتی ہیں اور بیشتر اوقات وہ سوّر کے بالوں سے بنائے جاتے ہیں۔ ایسے برش ہر جگہ خاص طور سے تبلیغاتی اور ثقافتی مراکز میں موجود ہیں اور استعمال کئے جاتے ہیں۔ پس اس قسم کے برشوں کے استعمال کے سلسلے میں شرعی حکم کیا ہے؟ اور دوسرے یہ کہ ان کے ذریعہ قرآنی آیات اور احادیث شریفہ کے لکھنے کا کیا حکم ہے؟

ج: سوّر کے بال نجس ہیں اور ان سے ان امور میں استفادہ جائز نہیں ہے جن میں شرعاً طہارت شرط ہوتی ہے لیکن ان امور میں ان کا استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں جن میں طہارت شرط نہیں ہے۔ اور اگر ان برشوں کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ وہ سوّر کے بالوں سے بنے ہیں یا نہیں تو ان کا استعمال ان امور میں بھی بلااشکال ہے جن میں طہارت شرط ہے۔

س ۲۸۸ : جرمنی میں ایک محترم عالم دین تشریف لائے، انہوں نے بتایا تھا کہ یہاں تین ہی چیزوں میں شک پر اعتنا کرنا واجب ہے اور وہ موارد یہ ہیں : گوشت، کھال اور روغن (گھی یا تیل) وغیرہ۔ بقیہ چیزوں میں شک کی پرواکرنا ضروری نہیں ہے، کیا یہ رائے صحیح ہے؟ اس وقت یہاں کئی قسم کے نباتی گھی ملتے ہیں۔ ان پر جو عبارت لکھی ہوتی ہے اس کے اعتبار سے ان میں کوئی ایسا مواد نہیں ہے جس میں اشکال ہو، لیکن برادران

کی تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ ان میں سے ایک قسم کے "گھی" میں تھوڑی مقدار میں دیسی گھی کی ملاوٹ کی جاتی ہے لیکن ڈبے پر لکھا نہیں جاتا، اس مسئلہ کا کیا حکم ہے؟

ج: ہر وہ گوشت جس کا حلال ہونا یا حلال اور پاک ہونا ذبح شرعی پر موقوف ہو، وہ غیر اسلامی ممالک میں مردار اور جھٹکے کے حکم میں ہے لیکن دیسی گھی پاک اور حلال ہے، مگر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ غیر مذکّیٰ حیوان کی چربی سے بنا ہے یا نجس چیز کے مل جانے سے نجس ہو گیا ہے۔

س ۲۸۹: اگر مجنب کا لباس منی سے نجس ہو جائے تو اوّل یہ کہ اگر ہاتھ یا اس کپڑے میں سے کوئی ایک گیلا ہو تو ہاتھ سے اس لباس کو چھونے کا کیا حکم ہے؟ اور دوسرے یہ کہ کیا مجنب کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی اور شخص کو وہ لباس پاک کرنے کے لئے دے؟ کیا مجنب کے لئے ضروری ہے کہ وہ دھلنے والے کو یہ بتائے کہ یہ لباس نجس ہے؟

ج: منی نجس ہے اور جب اس سے کوئی سرایت کرنے والی گیلی چیز ملے گی تو وہ بھی نجس ہو جائے گی، اور لباس دھونے والے کو یہ بتانا ضروری نہیں ہے کہ وہ نجس ہے۔

س ۲۹۰: پیشاب کرنے کے بعد استبراء کرتا ہوں لیکن اس کے بعد ایک سیّال چیز نکلتی ہے جس سے منی کی بو آتی ہے امید ہے کہ اس سلسلے میں نماز کے لئے میرا حکم بیان فرمائیں گے؟

ج: اگر اس کے منی ہونے کا یقین نہ ہو اور اس کے ساتھ منی نکلنے کے سلسلے میں جو شرعی علامتیں بیان ہوئی ہیں وہ بھی نہ پائی جاتی ہوں تو پاک ہے اور اس پر منی کا حکم نہیں لگے گا۔

س ۲۹۱ : کیا کوّے کا پاخانہ نجس ہے ؟

ج: اقویٰ یہ ہے کہ پاک ہے ۔

س ۲۹۲ : رسالۂ عملیہ میں (مراجع عظام کی) ذکر کیا ہے کہ ان حیوانات اور پرندوں کا پاخانہ نجس ہے جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا ۔ تو جن حیوانات کا گوشت کھایا جاتا ہے مثلاً گائے، بکری یا مرغی ان کا پاخانہ نجس ہے یا نہیں ؟

ج: حلال گوشت جانوروں کا پاخانہ پاک ہے ۔

س ۲۹۳ : اگر بیت الخلاء میں کموڈ کے اطراف یا اس کے اندر نجاست لگی ہو اور اس کو کُر بھر پانی یا قلیل پانی سے دھویا جائے اور عین نجاست باقی رہ جائے تو کیا وہ جگہ جہاں عین نجاست نہیں لگی ہے بلکہ صرف دھونے کے لئے ڈالا جانے والا پانی اس تک پہنچا ہے وہ نجس ہے یا پاک ہے ؟

ج: جو جگہ نجاست کے قریب ہے لیکن اس تک نجاست سے متصل پانی نہیں پہنچا ہے وہ پاک ہے ۔

س ۲۹۴ : اگر مہمان، میزبان کے گھر کی کسی چیز کو نجس کر دے کیا اس سے میزبان کو مطلع کرنا واجب ہے ؟

ج: کھانے پینے والی چیزوں اور کھانے کے برتنوں کے علاوہ دوسری چیزوں کے سلسلے میں مطلع کرنا ضروری نہیں ہے ۔

س ۲۹۵ : نجس چیز سے ملنے والی چیز بھی نجس ہو جاتی ہے یا نہیں ؟ اور اگر نجس ہو جاتی ہے تو کیا یہ حکم تمام واسطوں میں جاری ہوگا یا صرف نزدیک کے واسطوں میں جاری ہوگا ؟

ج: کم سے کم تین واسطوں تک نجاست کا حکم جاری ہوگا، چوتھے اور

اس کے بعد والے واسطے کے لئے اقرب یہ ہے کہ پاک ہے اگرچہ احتیاط (مستحب) یہ ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے۔

س ۲۹۶: کیا غیر مزکیٰ حیوان کی کھال کے جوتے استعمال کرنے والے کے لئے وضو سے قبل ہمیشہ پیروں کو دھونا واجب ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں: اگر جوتے کے اندر پیروں کو پسینہ آجائے تو دھونا واجب ہے، اور میں نے دیکھا ہے کہ ہر قسم کے جوتوں میں پیروں سے تھوڑا بہت پسینہ ضرور نکلتا ہے، اس مسئلہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: اگر یہ ثابت ہو جائے کہ مذکورہ جوتے میں پیر سے پسینہ نکلتا ہے تو نماز کے لئے پیروں کا دھونا واجب ہے۔

س ۲۹۷: اس بچہ کے گیلے ہاتھ، اس کی ناک کے پانی اور اس کی جھوٹی غذا کا کیا حکم ہے جو خود کو نجس کرتا رہتا ہے اور ان بچوں کا کیا حکم ہے جو اپنے گیلے ہاتھوں سے اپنے پیر چھوتے ہیں؟

ج: جب تک ان کے نجس ہونے کا یقین حاصل نہ ہو جائے اس وقت تک انہیں پاک مانا جائے گا۔

س ۲۹۸: میں مسوڑھوں کے مرض میں مبتلا ہوں اور ڈاکٹر کے مشوروں کے مطابق انہیں ہمیشہ ملتے رہنا ضروری ہے اس سے بعض مسوڑھے سیاہی مائل ہو جاتے ہیں گویا ان کے اندر خون جمع ہو جاتا ہے اور جب ان پر کاغذی رومال (دستمال) رکھتا ہوں تو اس کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے، اس لئے میں اپنا منھ آب کر سے پاک کرتا ہوں اس کے باوجود وہ جما ہوا خون کافی دیر تک باقی رہتا ہے اور دھونے سے نہیں چھوٹتا۔ پس دھلنے کے بعد جو پانی میرے منھ کے اندر ہے اور ان جگہوں سے گزرا ہے اور پھر میں

کلی کر دیتا ہوں چونکہ اب جو پانی مسوڑھوں کے نیچے جمع خون کے اجزاء سے مل کر گزرا ہے ، کیا نجس ہے یا اسے لعاب دہن کا جزء شمار کیا جائے گا اور پاک ہو گا ؟

ج: پاک ہے اگرچہ احتیاط (مستحب) یہ ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے۔

س ۲۹۹ : اور یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں جو کھانا کھاتا ہوں وہ مسوڑھوں میں جمع شدہ خون سے مس ہوتا ہے تو یہ کھانا نجس ہے یا پاک ؟ اور اگر نجس ہے تو کیا اس کھانے کو نگلنے کے بعد منھ کی فضا نجس رہتی ہے ؟

ج: مذکورہ فرض میں کھانا نجس نہیں ہے اور نہ اس کے نگلنے میں کوئی اشکال ہے اور منھ کے اندر کی فضا پاک ہے۔

س ۳۰۰ : مدتوں سے مشہور ہے کہ میکپ کا سامان نجس ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس وقت اس کی جھلی کو اتار لیتے ہیں اور اسے فریزر میں محفوظ رکھتے ہیں، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جنین کی میت کو بھی محفوظ رکھتے ہیں اور اس سے میکپ (سنگار) کا سامان ـــــ جیسے لپ اسٹک وغیرہ ـــــ بناتے ہیں۔ ان چیزوں کو کبھی کبھی ہم استعمال کرتے ہیں بلکہ کبھی کبھی لپ اسٹک حلق کے نیچے بھی اتر جاتی ہے تو کیا یہ نجس ہے ؟

ج: سنگار کی چیزوں کے نجس ہونے پر پروپیگنڈے کوئی شرعی دلیل نہیں ہیں اور جب تک شریعت کے معتبر طریقوں سے ان کی نجاست ثابت نہیں ہوتی اس وقت تک ان کو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۳۰۱ : ہر لباس یا کپڑے کے ٹکڑے سے بہت ہی باریک روئیں گرتے رہتے

ہیں کپڑوں کو پاک کرتے وقت جب ہم طشت کے پانی کو دیکھتے ہیں تو اس میں یہ باریک روئیں نظر آتے ہیں، اس بنا پر جب طشت پانی سے بھرا ہو اور اس کا اتصال نل کے پانی سے ہو تو اس وقت میں طشت میں لباس کو غوطہ دیتا ہوں اور طشت سے باہر گرنے والے پانی میں ان روؤں کی موجودگی کی وجہ سے میں احتیاطاً ہر جگہ کو پاک کرتا ہوں یا جب میں بچوں کا نجس لباس اتارتا ہوں تو اس جگہ کو بھی پاک کرتا ہوں جہاں لباس اتارا گیا تھا خواہ وہ جگہ خشک ہی ہو اس لئے کہ میں کہتا ہوں وہ روئیں اس جگہ گرے ہیں۔ پس کیا یہ احتیاط ضروری ہے؟

ج: پاک کرتے وقت جس لباس کو ظرف میں رکھ کر اس پر پائپ کا پانی ڈالا جاتا ہے اور پانی اچھی طرح لباس کو گھیر لیتا ہے تو (اس وقت) وہ لباس ظرف اور ظرف کے اندر کا پانی اور لباس سے جدا ہو کر پانی میں تیرنے والے روئیں سب پاک ہو جاتے ہیں اور یہ روئیں یا غبار جو نجس کپڑے سے جدا ہو کر گرتے ہیں پاک ہیں، مگر یہ کہ یقین حاصل ہو جائے کہ یہ روئیں نجس جگہ سے جدا ہوئے ہیں اور صرف اس شک کی بنا پر کہ روئیں گرتے ہیں یا نہیں یا روئیں نجس جگہ سے گرتے ہیں یا پاک جگہ سے احتیاط ضروری نہیں ہے۔

س ۳۰۲: اس رطوبت کی مقدار کیا ہے جو ایک چیز سے دوسری چیز میں سرایت کرنے کا سبب بن جاتی ہے؟

ج: سرایت کرنے والی رطوبت کا معیار یہ ہے کہ کوئی گیلی چیز جب دوسری چیز سے ملے تو اس کی رطوبت محسوس طریقے سے اس میں منتقل ہو جائے۔

س ۳۰۳: ان کپڑوں کا کیا حکم ہے جو پاک کرنے کے لئے دھوبی یا ڈرائی کلیننگ کو دیئے جاتے ہیں؟ اس بات کی وضاحت کر دینا بھی ضروری ہے کہ انھیں جگہوں پر اقلیتیں مثلاً یہودی

اور عیسائی وغیرہ بھی اپنا لباس دیتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہے کہ ڈرائی کلیننگ والے کپڑے دھونے میں کیمیادی مواد کا استعمال کرتے ہیں ۔

ج: جو لباس ڈرائی کلیننگ میں دیا جاتا ہے اگر وہ پہلے سے نجس نہ ہو تو پاک ہے اور اہل کتاب اقلیتوں کے ساتھ مل کر دھلے ہوئے کپڑے نجس نہیں ہوتے ۔

س ۳۰۴ : جو کپڑے گھر کی آٹومیٹک کپڑا دھونے کی مشین سے دھوئے جاتے ہیں ، وہ پاک ہیں یا نہیں ؟ مذکورہ مشین اس طرح کام کرتی ہے کہ پہلی بار مشین کپڑوں کو کپڑے دھونے والے پاؤڈر سے دھوتی ہے جس کی وجہ سے کچھ پانی اور کپڑوں کا جھاگ مشین کے دروازے کے شیشے اور اس پر لگے ہوئے ربڑ کے خول پر پھیل جاتا ہے اور جب مشین دوسری بار دھونے کے لئے پانی لیتی ہے تو پانی اس کے دروازے اور ربڑ کے خول پر لگے جھاگ کو پوری طرح گھیر لیتا ہے اور اگلے مراحل میں مشین کپڑوں کو تین مرتبہ آب قلیل سے دھوتی ہے پھر اس کے بعد دھوؤں کو باہر نکالتی ہے ۔ برائے مہربانی وضاحت فرمائیں کہ اس طرح کپڑے پاک ہوتے ہیں یا نہیں؟

ج: عین نجاست زائل ہوجانے کے بعد جب پانی پائپ کے ذریعہ براہ راست مشین میں داخل ہوکر کپڑوں اور مشین کے اندر ہر جگہ پہنچ جائے اور پھر اس سے جدا ہو کر نکل جائے تو ان کپڑوں پر طہارت کا حکم لگے گا ۔

س ۳۰۵ : اگر زمین پر یا حوض یا حمام میں جس میں کپڑے دھوئے جاتے ہیں ، پانی بہایا جائے اور اس پانی کے چھینٹے لباس پر پڑجائیں تو وہ نجس ہوجائے گا یا نہیں ؟

ج: اگر پانی پاک جگہ یا پاک زمین پر بہایا جائے تو اس کے چھینٹے پاک ہیں۔

س ۳۰۶ : بلدیہ کی کوڑا ڈھونے والی گاڑیوں سے جو پانی سڑکوں پر بہتا جاتا ہے۔ بعض اوقات تند ہوا کی وجہ سے لوگوں کے اوپر بھی پڑ جاتا ہے، وہ پانی پاک ہے یا نجس ؟

ج : پاک ہے مگر یہ کہ نجاست سے ملنے کی وجہ سے اس پانی کے نجس ہونے کا کسی شخص کو یقین ہو جائے۔

س ۳۰۷ : سڑکوں کے گڑھوں میں جمع ہو جانے والا پانی پاک ہے یا نجس ؟

ج : یہ پاک پانی کے حکم میں ہے۔

س ۳۰۸ : ان لوگوں کے ساتھ گھریلو آمدورفت رکھنے کا کیا حکم ہے جو کھانے، پینے وغیرہ میں طہارت و نجاست کے مسائل کو اہمیت نہیں دیتے ؟

ج : طہارت و نجاست کے موضوع میں ہر وہ چیز جس کے نجس ہونے کا یقین نہ ہو بظاہر شرع میں پاک ہے۔

س ۳۰۹ : برائے مہربانی درج ذیل صورتوں میں قے کی طہارت اور نجاست کے بارے میں حکم شرعی بیان فرمائیں :

الف : شیر خوار بچہ کی قے۔

ب : اس بچہ کی قے جو دودھ پیتا اور کھانا بھی کھاتا ہے۔

ج : بالغ انسان کی قے۔

ج : تمام صورتوں میں پاک ہے۔

س ۳۱۰ : شبہہ محصورہ (یعنی چند ایسی چیزیں جن میں سے ایک نجس ہے ان میں سے کسی) سے ملنے والی چیز کا کیا حکم ہے ؟

ج: اگر ان میں سے بعض چیزوں سے ملے تو اس پر نجس ہونے کا حکم مرتب نہیں ہوگا۔

س ۳۱۱: ایک شخص کھانا بیچتا ہے اور اس میں سرایت کرنے والی تری ہونے کے باوجود اسے اپنے جسم سے مس بھی کرتا ہے لیکن اس کے دین کا پتا نہیں ہے، کیا اس سے اس کے دین کے بارے میں سوال کرنا واجب ہے یا اس پر اصالت طہارت کا حکم جاری ہوگا؟ جبکہ یہ معلوم ہے کہ وہ اسلامی ملک کا باشندہ نہیں ہے بلکہ وہاں کام کرنے آیا ہے؟

ج: اس سے اس کا دین پوچھنا واجب نہیں ہے بلکہ اس کو اور اس سے لی گئی چیز کو بھی جو اس کے جسم سے مس ہو رہی ہے، اصالت طہارت کی بنا پر پاک سمجھیں گے۔

س ۳۱۲: کسی شخص کے گھر میں یا اس کے رشتہ داروں کے گھر میں ایک ایسا آدمی ہے جو ان لوگوں کے گھروں میں آیا جایا کرتا ہے۔ اور یہ آدمی طہارت و نجاست کو اہمیت نہیں دیتا ہے، جس سے گھر اور اس میں موجود چیزیں وسیع پیمانہ پر نجس ہو جاتی ہیں جن کا دھونا اور پاک کرنا ممکن نہیں ہے، پس اس صورت میں ان لوگوں کا فریضہ کیا ہے؟ اور ایسی صورت میں انسان کیسے پاک رہ سکتا ہے خصوصاً نماز میں جس کے صحیح ہونے میں طہارت شرط ہے؟ اور اس سلسلہ میں کیا حکم ہے؟

ج: تمام گھر کو پاک کرنا ضروری نہیں ہے اور نماز صحیح ہونے کے لئے نمازگزار کا لباس اور سجدہ گاہ کا پاک ہونا کافی ہے۔ گھر اور اس کے اثاثہ کی نجاست نماز اور کھانے پینے میں طہارت کا لحاظ رکھنے سے زیادہ انسان پر کوئی مزید ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔

نشہ آور چیزیں

س ۳۱۳ : انگور اور کھجور کے اس عرق کا کیا حکم ہے جس کو آگ پر ابالا گیا ہو اور دو تہائی سے کم جلا ہو لیکن نشہ آور نہ ہو ؟

ج : اس کا پینا حرام ہے لیکن وہ نجس نہیں ہے ۔

س ۳۱۴ : کہا جاتا ہے کہ اگر کچے انگور یا پھل کا عرق نکالنے کے لئے اسے ابالا جائے اور اس میں انگور کے کچھ دانے ہوں یا ایک ہی دانہ ہو تو ابال آجانے کے بعد وہ سب حرام ہو جاتا ہے کیا یہ بات صحیح ہے ؟

ج : اگر انگور کے دانوں کا پانی بہت ہی کم ہو اور وہ کچے انگور کے عرق میں اس طرح مل گیا ہو کہ اسے انگور کا عرق نہ کہا جاتا ہو تو حلال ہے لیکن اگر خود انگور کے دانوں کو آگ پر ابالا جائے تو حرام ہے ۔

س ۳۱۵ : دور حاضر میں بہت سی دواؤں میں الکحل ـــ جو درحقیقت نشہ آور ہے ـــ خاص طور سے پینے والی دواؤں اور عطریات (خصوصاً ان خوشبوؤں میں استعمال ہوتا ہے جنھیں

باہر سے منگایا جاتا ہے) تو کیا اس سے واقف یا ناواقف آدمی کے لئے ان چیزوں کا خریدنا ، بیچنا ، فراہم کرنا استعمال کرنا اور دوسرے تمام فوائد حاصل کرنا جائز ہے ؟

ج: جس الکحل کے بارے میں یہ نہ معلوم ہو کہ وہ بذات خود نشہ آور سیال ہے تو وہ پاک ہے اور ان سیال چیزوں کی خرید و فروخت اور ان کے استعمال میں بھی کوئی حرج نہیں ہے جن میں الکحل ملا ہوا ہو۔

س ۲۱۶ : کیا سفید الکحل کے ذریعہ ہاتھ اور طبی آلات کو طبی امور میں استعمال کے لئے جراثیم سے پاک کرنے کی غرض سے نیز ڈاکٹر یا طبی بورڈ کے ذریعہ علاج کی غرض سے استعمال کیا جا سکتا ہے؟ سفید الکحل جو طبی الکحل ہے اور پینے کے قابل بھی ہے اور اس کا معادل (C_2H_5OH) ہے ، پس کیا جس کپڑے پر اس الکحل کا ایک قطرہ یا اس سے زیادہ گر جائے اس کپڑے میں نماز جائز ہے ؟

ج: جو الکحل در اصل سیال نہ ہو ، پاک ہے اگرچہ نشہ آور ہی ہو اور طبی و غیر طبی امور میں اس کے استعمال میں مضائقہ نہیں ہے ۔ اس لباس میں نماز بھی صحیح ہے جس پر ایسا الکحل پڑ جائے ۔ اس کے پاک کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔

س ۲۱۷ : کفیر نام کا ایک مادہ ہے جو غذائیں اور دوائیں بنانے میں استعمال ہوتا ہے اور تخمیر کے دوران اس مادہ میں سے ۵ ٪ یا ۸ ٪ الکحل حاصل ہوتا ہے ۔ الکحل کی یہ قلیل مقدار مستہلک ہو جانے کی صورت میں کسی قسم کے نشہ کا سبب نہیں بنتی ۔ آیا شریعت کی رو سے اس کے استعمال میں کوئی مانع ہے یا نہیں ؟

ج: اس حاصل شدہ مادہ میں موجود الکحل اگر بذات خود نشہ آور ہو تو وہ نجس وحرام ہے اور چاہے وہ قلیل مقدار ہونے اور اس مادہ میں ممزوج ہو جانے کے سبب نشہ آور نہ بھی ہو لیکن اگر اس میں شک تردّد ہو کہ وہ بذات خود نشہ آور ہے یا شک ہو کہ وہ اصل میں سیّال ہے یا نہیں تو حکم مختلف ہوگا۔

س ۳۱۸: ۱۔ سیّال الکحل نجس ہے یا نہیں؟ (بظاہر یہ الکحل منشیات میں موجود ہوتا ہے اور نشہ آور ہوتا ہے)

۲۔ الکحل کی نجاست کا معیار کیا ہے؟

۳۔ وہ کونسا طریقہ ہے جس سے ہم ثابت کریں کہ فلاں مشروب نشہ آور ہے؟

۴۔ صنعتی الکحل سے کیا مراد ہے؟

ج: ۱۔ الکحل کی وہ تمام قسمیں جو نشہ آور اور دراصل سیّال ہیں نجس ہیں۔

۲۔ نشہ آور ہو اور دراصل سیّال ہو۔

۳۔ اگر خود مکلّف کو یقین نہ ہو تو اس کے لئے موثّق اہل علم کی گواہی کافی ہے۔

۴۔ اس سے مراد وہ الکحل ہے جس کو رنگ اور تصویر بنانے کی صنعت، آپریشن کے اوزار کو جراثیم سے پاک کرنے اور انجکشن لگانے نیز ان کے علاوہ دوسرے موارد میں استعمال کیا جاتا ہے۔

س ۳۱۹: بازار میں موجود مشروبات کے پینے اور اسی ضمن میں ملک میں بننے والے مشروبات (کوکاکولا، پیپسی وغیرہ) کا کیا حکم ہے؟ جبکہ یہ کہا جاتا ہے کہ اس کا اساسی مواد باہر سے

منگایا جاتا ہے اور احتمال ہے کہ اس میں مادۂ الکحل پایا جاتا ہو ؟

ج: طاہر و حلال ہیں مگر یہ کہ خود مکلّف کو یہ یقین ہو کہ ان میں بالاصالۃ نشہ آور سیّال الکحل ملایا گیا ہے۔

س ۳۲۰ : کیا غذائی سامان خریدتے وقت اس بات کی تحقیق ضروری ہے کہ اس کے بیچنے والے یا بنانے والے نے اسے ہاتھ سے چھوا ہے یا اس کے بناتے ہیں اس نے الکحل استعمال کیا ہے ؟

ج: پوچھنا اور تحقیق کرنا ضروری نہیں ہے۔

س ۳۲۱ : میں " ائٹروپین سلفیٹ اسپرے" بناتا ہوں جو الکحل کے لئے اس کے دوائی توازن کی ترکیب (فارمولیشن) میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ یعنی اگر ہم اس میں الکحل کا اضافہ نہ کریں تو اسپرے نہیں بن سکتا ہے۔ اور کارآمد ہونے کے لحاظ سے مذکورہ اسپرے ایسا دفاعی اسلحہ ہے جس سے لشکر اسلام جنگ میں اعصاب پر اثر انداز ہونے والی گیسوں سے محفوظ رہتا ہے۔ کیا آپ کی نظر شریف میں شرعی طور پر الکحل کا استعمال مذکورہ بالا دوا بنانے کے لئے جائز ہے ؟

ج: اگر الکحل مُسکِر اور اصلاً سیّال ہے تو وہ نجس و حرام ہے لیکن اس کو دوا کے طور پر کسی بھی حال میں استعمال کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

وسوسہ اور اس کا علاج

س۳۲۲ : چند سال سے میں وسواس کی بلا میں مبتلا ہوں، یہ چیز میرے لئے بڑی تکلیف دہ ہے۔ اور یہ وسواس دن بدن بڑھتا ہی جا رہا ہے، یہاں تک کہ میں ہر چیز میں شک کرنے لگا ہوں۔ میری پوری زندگی شک پر استوار ہے۔ میرا زیادہ تر شک کھانے میں اور تر چیزوں میں ہوتا ہے۔ لہٰذا میں عام لوگوں کی طرح معمول کے کام نہیں کر سکتا۔ چنانچہ جب میں کسی مکان میں داخل ہوتا ہوں تو فوراً اپنے موزے اتار لیتا ہوں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ میرے موزے پسینہ سے تر ہیں اور وہ کسی چیز کے ساتھ ملنے سے نجس ہو جائیں گے یہاں تک کہ میں جانماز پر بھی نہیں بیٹھ سکتا اور جب بیٹھ جاتا ہوں تو میرا نفس مجھے اٹھنے پر مجبور کرتا ہے کہ جانماز کے روئیں میرے لباس پر نہ لگ جائیں گے اور میں انھیں دھونے پر مجبور ہو جاؤنگا پہلے میری یہ حالت نہیں تھی لیکن اب تو مجھے ان اعمال سے شرم آتی ہے، ہمیشہ یہی دل چاہتا ہے کہ کسی کو خواب میں دیکھوں اور اس سے سوال کروں، یا کوئی معجزہ ہو جائے جس سے میری زندگی بدل جائے اور میں پہلے جیسا ہو جاؤں، امید ہے کہ میری ہدایت فرمائیں گے ؟

ج: طہارت و نجاست کے وہی احکام ہیں جن کو تفصیل کے ساتھ رسالۂ عملیہ میں بیان کیا گیا ہے اور شریعت کی رو سے ہر چیز پاک ہے سوائے اس کے جس کو شارع نے نجس قرار دیا ہو اور انسان کو اس کے نجس ہونے کا یقین حاصل ہو گیا ہو اور اس حالت میں وسواس سے نجات کے لئے خواب یا معجزہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ مکلف پر واجب ہے کہ وہ اپنے ذاتی ذوق کو ایک طرف رکھ دے اور شریعت مقدسہ کی تعلیمات کے سامنے سراپا تسلیم ہو جائے ان پر ایمان لے آئے ، اور اس چیز کو نجس نہ سمجھے جس کے نجس ہونے کا یقین نہ ہو آپ کو یہ یقین کہاں سے حاصل ہوا کہ دروازہ ، دیوار ، جا نماز اور آپ کے استعمال کی تمام چیزیں نجس ہیں آپ نے کیسے یہ یقین کر لیا کہ جانماز ، جس پر آپ چلتے یا بیٹھتے ہیں اس کے روئیں نجس ہیں اور اس کی نجاست آپ کے موزے ، لباس اور بدن میں سرایت کر جائے گی ؟! بہر صورت اس حالت میں آپ کے لئے اس وسواس کی طرف اعتناء کرنا جائز نہیں ہے ۔ پس نجاست کے وسواس کی پروا نہ کرنا اور عدم اعتناء کا عادی بننا آپ کی شرعی ذمہ داری ہے۔ انشاء اللہ خدا آپ کی مدد کرے گا اور آپ کے نفس کو وسواس کے چنگل سے نجات دے گا۔

س ۳۲۳ : میں ایک عورت ہوں میرے چند بچے ہیں ۔ میں اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوں ، میرے لئے مسئلہ طہارت مشکل بنا ہوا ہے اور چونکہ میں نے ایک دین دار گھرانہ میں پرورش پائی ہے اور

یں تمام اسلامی دستورات پر عمل کرنا چاہتی ہوں لیکن چونکہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔
لہٰذا ہمیشہ ان کے پیشاب پاخانہ میں مشغول رہتی ہوں اور ان کا پیشاب پاک کراتے وقت سائفن
کے پانی کے چھینٹے اڑ کر میرے ہاتھوں، پیروں یہاں تک سر پر بھی پڑجاتے ہیں اور ہر مرتبہ
ان اعضاء کی طہارت کی مشکل سے دوچار ہوتی ہوں، اس سے میری زندگی میں بہت سی مشکلیں
پیدا ہوگئی ہیں۔ دوسری طرف ان امور کی رعایت کو میں ترک نہیں کرسکتی کیونکہ اس کا
تعلق میرے دین اور عقیدہ سے ہے، میں نے کئی بار ماہر نفسیات سے رجوع کیا ہے لیکن
کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکی۔ اس کے علاوہ دیگر امور بھی میری پریشانی کا سبب ہیں جیسے
نجس چیز کا غبار بچہ کے نجس ہاتھوں سے محتاط رہنا جن کا پاک کرنا مجھ پر واجب ہے
یا اسے دوسری چیزیں چھونے سے باز رکھنا۔ میرے لئے نجس چیز کا پاک کرنا بہت مشکل
کام ہے لیکن ساتھ ہی ان برتنوں اور کپڑوں کا دھونا میرے لئے آسان ہے جو
میلے یا گندے ہوں۔ اُمید ہے کہ آپ کی راہنمائی سے میری زندگی آسان ہوجائے گی۔

ج ۱۔ شریعت کی نظر میں باب طہارت و نجاست میں اصل طہارت ہے یعنی جس جگہ بھی تمہیں نجاست میں معمولی سا شک ہو وہاں تمہارے اوپر واجب ہے کہ عدم نجاست کا حکم لگاؤ۔

۲۔ نجاست کے سلسلہ میں جو لوگ بہت حسّاس ہیں (اسلامی فقہ کی اصطلاح میں جنھیں وسواسی یا شکی کہا جاتا ہے) اگر انھیں بعض جگہوں پر نجاست کا یقین بھی ہوجائے تب بھی ان پر واجب ہے کہ ان پر نجس نہ ہونے کا حکم لگائیں سوائے ان موارد کے جنھیں انہوں نے اپنی

آنکھوں سے نجس ہوتے دیکھا ہو۔ اس طرح کہ اگر کوئی بھی دوسرا شخص دیکھے تو نجاست کے سرایت کرنے کا یقین کرے ایسی جگہوں پر واجب ہے کہ وہ بھی نجاست کا حکم لگائیں اور یہ حکم اس وقت تک ان لوگوں پر جاری رہے گا جب تک مذکورہ حساسیت بالکل ختم نہ ہو جائے۔

۳۔ جو چیز یا عضو نجس ہو جائے اس کی طہارت کے لئے، عین نجاست زائل ہونے کے بعد اسے ایک مرتبہ پائپ کے پانی سے دھونا کافی ہے، دوبارہ دھونا یا پانی کے نیچے رکھنا واجب نہیں ہے اور اگر نجس ہونے والی چیز موٹے کپڑے کی جیسی ہو تو اسے بقدر معمول نچوڑیں تاکہ اس سے پانی نکل جائے۔

۴۔ چونکہ آپ نجاست کے سلسلہ میں بے حد حساس ہو چکی ہیں، پس جان لیجئے کہ نجس غبار آپ کے لئے کسی صورت میں بھی نجس نہیں ہے اور بچہ کے پاک یا نجس ہاتھ کے سلسلہ میں محتاط رہنا ضروری نہیں ہے اور نہ ہی اس سلسلہ میں دقّت کرنا ضروری ہے کہ بدن سے خون زائل ہوا یا نہیں اور آپ کے لئے یہ حکم اس وقت تک باقی ہے جب تک مکمل طور پر آپ کی حساسیت بالکل ختم نہیں ہو جاتی۔

۵۔ دین اسلام کے احکام سہل و آسان اور فطرت انسان کے موافق ہیں انھیں اپنے لئے مشکل نہ بنائیے اور اس صورت میں اپنے بدن اور روح کو تکلیف و ضرر میں مبتلا نہ کیجئے اور ایسے حالات میں قلق و اضطراب سے زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔ بے شک خدائے متعال اس بات سے

خوش نہیں ہے کہ آپ اور آپ کے متعلقین عذاب میں مبتلا ہوں۔ آسان دین کی نعمت پر شکر ادا کیجئے اور اس نعمت پر شکر ادا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے دین کے احکام کے مطابق عمل کیا جائے۔

۶- آپ کی موجودہ کیفیت وقتی اور قابل علاج ہے، اس میں مبتلا ہونے کے بعد بہت سے لوگوں نے مذکورہ طریقہ کے مطابق عمل کر کے بہت آرام محسوس کیا ہے، خدا پر بھروسہ کیجئے اور اپنے اندر عزم و ہمت پیدا کیجئے۔

کافر کی نجاست

اہل کتاب کی طہارت اور دوسرے کفار کا حکم

س ۳۲۴ : اہل کتاب پاک ہیں یا نجس ؟

ج : ان کا ذاتاً پاک ہونا بعید نہیں ہے ۔

س ۳۲۵ : بعض فقہا اہل کتاب کو نجس اور بعض انہیں پاک قرار دیتے ہیں آپ کی کیا رائے ہے ؟

ج : اہل کتاب کی ذاتی نجاست ثابت نہیں ہے ، بلکہ ہم انہیں ذاتاً پاک کے حکم میں سمجھتے ہیں ۔

س ۳۲۶ : وہ اہل کتاب جو فکری لحاظ سے خاتم النبیینؐ کی رسالت کے قائل ہیں لیکن اپنے آباء و اجداد کے عادات اور ان کی روش کے مطابق عمل پیرا ہیں کیا وہ طہارت کے مسئلے میں کافر کے حکم میں ہیں ؟

ج : صرف خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اعتقاد رکھنا اسلام کے تحت آنے کے لئے کافی نہیں ہے ۔ لیکن اگر ان کا شمار اہل کتاب میں ہوتا ہے تو وہ پاک ہیں ۔

س ۳۲۷ : میں نے اپنے چند دوستوں کے ساتھ ایک گھر کرایہ پر لیا، ہمیں معلوم ہوا کہ ان میں سے ایک نماز نہیں پڑھتا، اس سلسلے میں پوچھے جانے پر اس نے جواب دیا کہ وہ دل سے تو خدا پر ایمان رکھتا ہے لیکن نماز نہیں پڑھتا۔ اس بات کے پیش نظر کہ ہم اس کے ساتھ کھانا کھاتے ہیں اور اس سے بہت زیادہ گھلے ملے ہیں، آیا وہ نجس ہے یا پاک ؟

ج: صرف نماز روزہ اور دوسرے شرعی واجبات کا ترک کرنا، مسلمان کے مرتد اور نجس ہونے کا موجب نہیں ہوتا۔ بلکہ جب تک اس کے مرتد ہونے کا یقین نہ ہو جائے اس کا حکم سارے مسلمانوں جیسا ہے۔

س ۳۲۸ : وہ کون سے ادیان ہیں جن کے ماننے والے اہل کتاب ہیں ؟ اور وہ معیار کیا ہے جو ان کے ساتھ رہن سہن کے حدود کو معین کرتا ہے ؟

ج: اہل کتاب سے مراد وہ تمام لوگ ہیں جن کا تعلق کسی الٰہی دین سے ہو، وہ اپنے کو انبیاء اللہ میں سے کسی نبیؑ کی امت سے مانتے ہوں اور ان کے پاس انبیاء پر نازل ہونے والی آسمانی کتابوں میں سے کوئی کتاب ہو جیسے یہودی، عیسائی، زرتشتی اور اسی طرح صابئی ہیں جو (ہماری تحقیق کی رو سے) اہل کتاب ہیں۔ پس ان سب کا حکم اہل کتاب کا حکم ہے اور اسلامی قوانین و اخلاق کی رعایت کرتے ہوئے ان کے ساتھ معاشرت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۳۲۹ : ایک فرقہ ہے جو اپنے کو "علی اللّٰہیہ" کہتا ہے۔ وہ لوگ امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کو خدا سمجھتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ دعا اور طلب حاجت، نماز اور روزے

کا بدل ہیں، کیا یہ لوگ نجس ہیں ؟

ج: اگر وہ امیرالمومنین علی بن ابی طالب کو اللہ مانتے ہیں — تعالی اللہ عن ذٰلک علواً کبیراً — تو ان کا حکم اہل کتاب کے سوا دوسرے غیر مسلموں جیسا ہے۔

س ۳۲۰: ایک فرقہ ہے جس کا نام "علی اللّٰہیہ" ہے اس کے ماننے والے کہتے ہیں کہ علیؑ خدا تو نہیں ہیں لیکن خدا سے کم بھی نہیں ہیں، ان کا کیا حکم ہے ؟

ج: اگر وہ (حضرت علیؑ کو) خدائے واحد منان کا شریک قرار نہیں دیتے تو وہ مشرک کے حکم میں نہیں ہیں۔

س ۳۲۱: کسی شیعہ اثنا عشری نے اگر امام حسینؑ یا اصحاب کساء (پنجتن پاک) کے لئے نذر کی ہو تو کیا اس نذر کو ان مراکز میں دینا صحیح ہے جہاں فرقہ " علی اللّٰہیہ" کے ماننے والے جمع ہوتے ہیں اور یہ (نذر) کسی نہ کسی شکل میں ان مراکز کی تقویت کا باعث بنتی ہے ؟

ج: مولائے موحدین (حضرت علی علیہ السلام) کو خدا ماننے کا عقیدہ باطل ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا اسلام سے خارج ہونے کا موجب ہے ایسے فاسد عقیدہ کی ترویج میں مدد کرنا حرام ہے، مزید یہ اگر مال کو کسی خاص منذور کے لئے نذر کیا گیا ہو تو اسے دوسری جگہ پر خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔

س ۳۲۲: ہمارے علاقے اور بعض دوسرے علاقوں میں ایک فرقہ پایا جاتا ہے جو اپنے کو "اسماعیلیہ" کہتا ہے۔ وہ لوگ چھ اماموں (پہلے امام سے چھٹے امام تک) کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ لیکن وہ

کسی بھی واجبات دینی کو نہیں مانتے اسی طرح وہ ولایت فقیہ کو بھی نہیں مانتے، لہٰذا آپ بتائیں کہ اس فرقے کی پیروی کرنے والے نجس ہیں یا پاک؟

ج: صرف چھ ائمہ معصومینؑ یا احکام شرعیہ میں سے کسی حکم پر اعتقاد نہ رکھنا اگر وہ اصل شریعت سے انکار نہ ہو اور نہ خاتم الانبیاء علیہ وآلہ الصلاۃ والسلام کی نبوت سے انکار ہو تو کفر و نجاست کا موجب نہیں ہے۔ مگر یہ کہ وہ لوگ کسی امام کو برا بھلا کہیں یا ان کی اہانت کریں۔

س ۳۲۳: یہاں سب سے بڑی آبادی (بدھ مذہب کے ماننے والے) کافروں کی ہے۔ اگر یونیورسٹی کا کوئی طالب علم کرایہ پر مکان لے تو اس مکان کی طہارت و نجاست کا کیا حکم ہے؟ کیا اس مکان کو دھونا اور اسے پاک کرنا ضروری ہے؟ اس بات کی طرف بھی اشارہ کر دوں کہ یہاں اکثر مکان لکڑی کے بنے ہوئے ہیں اور ان کا دھونا ممکن نہیں ہے، نیز ہوٹلوں اور ان میں موجود چیزوں کا کیا حکم ہے؟

ج: جب تک کافر غیر کتابی کے ہاتھ اور بدن کا سرایت کرنے والی رطوبت کے ساتھ مس ہونے کا یقین نہ ہو، اس پر نجاست کا حکم نہیں لگے گا اور نجاست کا یقین ہونے کی صورت میں ہوٹلوں اور مکانوں کے دروازوں اور دیواروں کا پاک کرنا واجب نہیں ہے، نہ ہی ان چیزوں کا پاک کرنا واجب ہے جو ان میں موجود ہیں۔ بلکہ کھانے پینے میں اور نماز کے لئے استعمال کی جانے والی چیزیں اگر نجس ہوں تو ان کا پاک کرنا واجب ہے۔

س ۳۳۴ : خوزستان (ایران) میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اپنے کو صابی کہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم جناب یحییٰؑ کے ماننے والے ہیں اور ہمارے پاس ان (جناب یحییٰؑ) کی کتاب ہے۔ اور دین شناسوں کے نزدیک ثابت ہوچکا ہے کہ یہ وہی صابی ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ لہٰذا آپ بتائیں کہ وہ اہل کتاب میں سے ہیں یا نہیں ؟

ج: مذکورہ گروہ اہل کتاب کے حکم میں ہے۔

س ۳۳۵ : یہ جو کہا جاتا ہے کہ کافر کے ہاتھ کا بنا ہوا گھر نجس ہوتا ہے اور اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کیا یہ صحیح ہے؟

ج: ایسے گھر میں نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

س ۳۳۶ : یہودیوں اور کافروں کے دوسرے فرقوں کے یہاں کام کرنے اور ان سے اجرت لینے کا کیا حکم ہے ؟

ج: اس میں بذات خود کوئی مانع نہیں ہے بشرطیکہ وہ کام حرام اور اسلام و مسلمین کے مفادات کے خلاف نہ ہو۔

س ۳۳۷ : جس جگہ ہم فوج میں کام کرتے ہیں وہاں بعض قبیلے ہیں جن کا تعلق ایسے فرقہ سے ہے جسے مذہب "الحق" کہا جاتا ہے۔ کیا ان کے ہاتھ سے دودھ دہی اور مکھن لے کر کھا سکتے ہیں ؟

ج: اگر وہ اصول اسلام کے معتقد ہوں تو طہارت و نجاست کے مسئلے میں سارے مسلمانوں کے حکم میں ہیں۔

س ۳۳۸ : جس گاؤں میں ہم پڑھاتے ہیں وہاں کے لوگ نماز نہیں پڑھتے کیونکہ وہ فرقہ "الحق" سے ہیں اور ہم ان سے روٹی لینے اور ان کے یہاں کھانا کھانے پر مجبور ہیں، کیونکہ ہم

رات دن اسی قریہ میں رہتے ہیں، تو کیا وہاں ہماری نمازوں میں کوئی اشکال ہے ؟

ج: اگر وہ توحید اور نبوت کے منکر نہ ہوں، نہ ضروریات دین میں سے کسی چیز کے منکر ہوں اور نہ رسولؐ اسلام کی رسالت کے ناقص ہونے کے معتقد ہوں تو ان پر نہ کفر کا حکم لگے گا اور نہ نجاست کا۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو تو ان کا کھانا کھانے اور انھیں چھونے کی صورت میں طہارت ونجاست کا لحاظ رکھنا واجب ہے۔

س ۳۳۹: ہمارے رشتہ داروں میں ایک صاحب کمیونسٹ تھے، انہوں نے بچپن میں ہمیں بہت ساری چیزیں اور مال دیا تھا، پس اگر وہ مال اور چیزیں بنفسہ موجود ہوں تو ان کا کیا حکم ہے ؟

ج: اگر اس کا کفر اور ارتداد ثابت ہو جائے اور اس نے سن بلوغ میں اظہار اسلام سے پہلے کفر اختیار کیا تو اس کے اموال کا حکم وہی ہے جو دوسرے کافروں کے اموال کا ہے۔

س ۳۴۰: مندرجہ ذیل سوالات کے جواب مرحمت فرمائیں:

۱۔ ابتدائی، متوسط اور اس سے بالاتر کلاسوں کے مسلمان طلاب کا بہائی فرقے کے طلاب کے ساتھ ملنے جلنے، اٹھنے بیٹھنے اور ان سے ہاتھ ملانے کا کیا حکم ہے، خواہ وہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں، مکلف یا غیر مکلف، اسکول میں ہوں یا اس سے باہر؟

۲۔ جو طلاب اپنے کو بہائی کہتے ہیں یا جن کے بہائی ہونے کا تعین ہے ان کے ساتھ اساتذہ اور مربیوں کو کس طرح کا رویہ رکھنا واجب ہے ؟

۳- جن چیزوں کو سارے طلّاب استعمال کرتے ہیں ان سے استفادہ کرنے کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے جیسے پینے کے پانی یا بیت الخلاء کا نل ، لوٹا ، صابن اور اسی جیسی دوسری چیزیں جہاں ہاتھ اور بدن کے مرطوب ہونے کا یقین ہو ؟

ج: گمراہ فرقۂ بہائیہ کے تمام افراد نجس ہیں ، اور ان کے کسی چیز کے چھونے کی صورت میں جن امور میں طہارت شرط ہے ان میں طہارت کا لحاظ رکھنا واجب ہے ، لیکن اساتذہ اور مربّیوں پر واجب ہے کہ ان کا رویہ بہائی طلّاب کے ساتھ قانونی مقررات اور اسلامی اخلاق کے مطابق ہو ۔

س ۲۴۱ : اسلامی معاشرے میں بہائی فرقہ کے ماننے والوں کی وجہ سے جو کمزوریاں پیدا ہوتی ہیں ان کا مقابلہ کرنے کے لئے مومنین اور مؤمنات کی کیا ذمہ داری ہے ؟

ج: سارے مومنین پر واجب ہے کہ وہ بہائی فرقہ کی فتنہ پردازی اور ان کے مکروہ حیلے کو رد کریں اور لوگوں کو اس گمراہ فرقہ کے ذریعہ منحرف ہونے سے بچائیں ۔

س ۲۴۲ : بعض اوقات بہائی فرقہ کے ماننے والے کھانے کی یا دوسری چیزیں ہمارے پاس لاتے ہیں ، تو کیا ان کا استعمال کرنا ہمارے لئے جائز ہے ؟

ج: ان کے تحفوں کو واپس کرنا اور ان کو قبول نہ کرنا واجب نہیں ہے اور جن تر چیزوں کے بارے میں شک ہو کہ اس میں ان کا ہاتھ لگا ہے یا نہیں ایسی صورت میں بنیاد طہارت پر رکھنی چاہیئے ، لیکن ان کی ہدایت اور انھیں اسلام کی طرف مائل کرنے کی سعی و کوشش آپ پر لازم ہے ۔

س ۳۴۳ : ہمارے پڑوس میں بہت سے بہائی رہتے ہیں اور ہمارے ہاں اکثر ان کا آنا جانا ہوتا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ بہائی نجس ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ پاک ہیں، اور یہ بہائی بہت اچھے اخلاق کا اظہار کرتے ہیں، پس وہ نجس ہیں یا پاک ہیں؟

ج: وہ نجس ہیں اور تمہارے دین اور ایمان کے دشمن ہیں۔ پس اے میرے عزیز بیٹے! تم ان کے ساتھ سنجیدگی کے ساتھ پرہیز کرو۔

س ۳۴۴ : بسوں اور ریل گاڑیوں کی ان سیٹوں کا کیا حکم ہے جن پر مسلمان اور کافر دونوں بیٹھتے ہیں اور بعض علاقوں میں کافروں کی تعداد مسلمانوں سے زیادہ ہے، کیا یہ سیٹیں پاک ہیں؟ جبکہ ہم جانتے ہیں کہ گرمی کی وجہ سے پسینہ نکلتا ہے بلکہ وہ پسینہ ان میں سرایت کر جاتا ہے۔

ج: جب تک ان کے نجس ہونے کا علم نہ ہو ان کو پاک سمجھا جائے گا۔

س ۳۴۵ : دوسرے ممالک میں پڑھنے کا لازمہ یہ ہے کہ کافروں کے ساتھ تعلقات رکھے جائیں ایسے موقع پر ان کے ہاتھ کا بنا ہوا کھانا کھانے کا کیا حکم ہے (بشرطیکہ حرام چیزوں کے نہ ہونے کی رعایت کی جائے جیسے غیر مذکیٰ گوشت) اگرچہ اس میں ان کے گیلے ہاتھ کے لگنے کا احتمال ہو؟

ج: صرف کافر کے تر ہاتھ لگنے کا احتمال وجوب اجتناب کے لئے کافی نہیں ہے۔ بلکہ جب تک کافر کے تر ہاتھ سے مس ہونے کا یقین نہ ہو جائے اس وقت تک چیز پاک کہلائے گی اور اگر کافر اہل کتاب ہو تو اس کی نجاست ذاتی نہیں ہے لہذا اس کے تر ہاتھ کے مس ہونے سے کوئی چیز نجس نہیں ہوگی۔

س ۳۴۶ : اگر اسلامی حکومت میں زندگی بسر کرنے والے مسلمان کے تمام مصارف و اخراجات پورے ہو رہے ہوں اور اس کے باوجود وہ غیرمسلم کی ملازمت کرتا ہو اور اس سے اس کے گہرے تعلقات ہوں تو ایسے مسلمان سے گھریلو تعلقات قائم کرنا اور کبھی کبھار اس کے یہاں کھانا کھانا جائز ہے؟

ج : مسلمانوں کے لئے مذکورہ مسلمان سے تعلقات رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن اگر غیرمسلم کی دوستی سے اس مسلمان کے عقیدہ میں انحراف کا خوف ہو تو اس پر اس کام سے کنارہ کش ہونا واجب ہے اور ایسی صورت میں دوسرے مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس کو غیرمسلم کی ملازمت سے باز رکھیں۔

س ۳۴۷ : افسوس کہ میرے برادرِ نسبتی مختلف اسباب کی بنا پر مرتد ہو گئے تھے اور نوبت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ دینی مقدسات کی اہانت کے مرتکب بھی ہوتے تھے۔ کئی سال گزر جانے کے بعد اب ان کے ایک خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دوبارہ اسلام پر ایمان لے آئے ہیں لیکن اس وقت بھی وہ روزے نماز کے پابند نہیں ہیں ایسی صورت میں ان سے ان کے والدین اور رشتہ داروں کے کیسے تعلقات ہونا چاہئیں اور کیا ان کو کافر قرار دیتے ہوئے نجس سمجھنا چاہیئے ؟

ج : اگر سابق میں اس کا مرتد ہونا ثابت ہو جائے تو جب اس سے توبہ کر لے گا تو پاک ہو جائے گا اور اس کے والدین اور رشتہ داروں کیلئے اس سے تعلقات رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۳۴۸ : اگر کوئی شخص بعض ضروریاتِ دین جیسے روزہ کا منکر ہو جائے تو کیا اس پر کافر کا حکم لگے گا ؟

ج: اگر بعض ضروریات دین کا انکار، رسالت کا انکار یا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب یا شریعت کی تنقیص کہلاتا ہو تو یہ کفر و ارتداد ہے۔

س ۳۴۹: کافر ذمّی اور کافر حربی مرتد کے لئے جو سزائیں معین کی گئی ہیں کیا وہ سیاسی نوعیت کی ہیں اور قائد کے فرائض میں شامل ہیں یا وہ سزائیں قیامت تک کے لئے ثابت ہیں؟

ج: یہ الٰہی اور شرعی حکم ہے۔
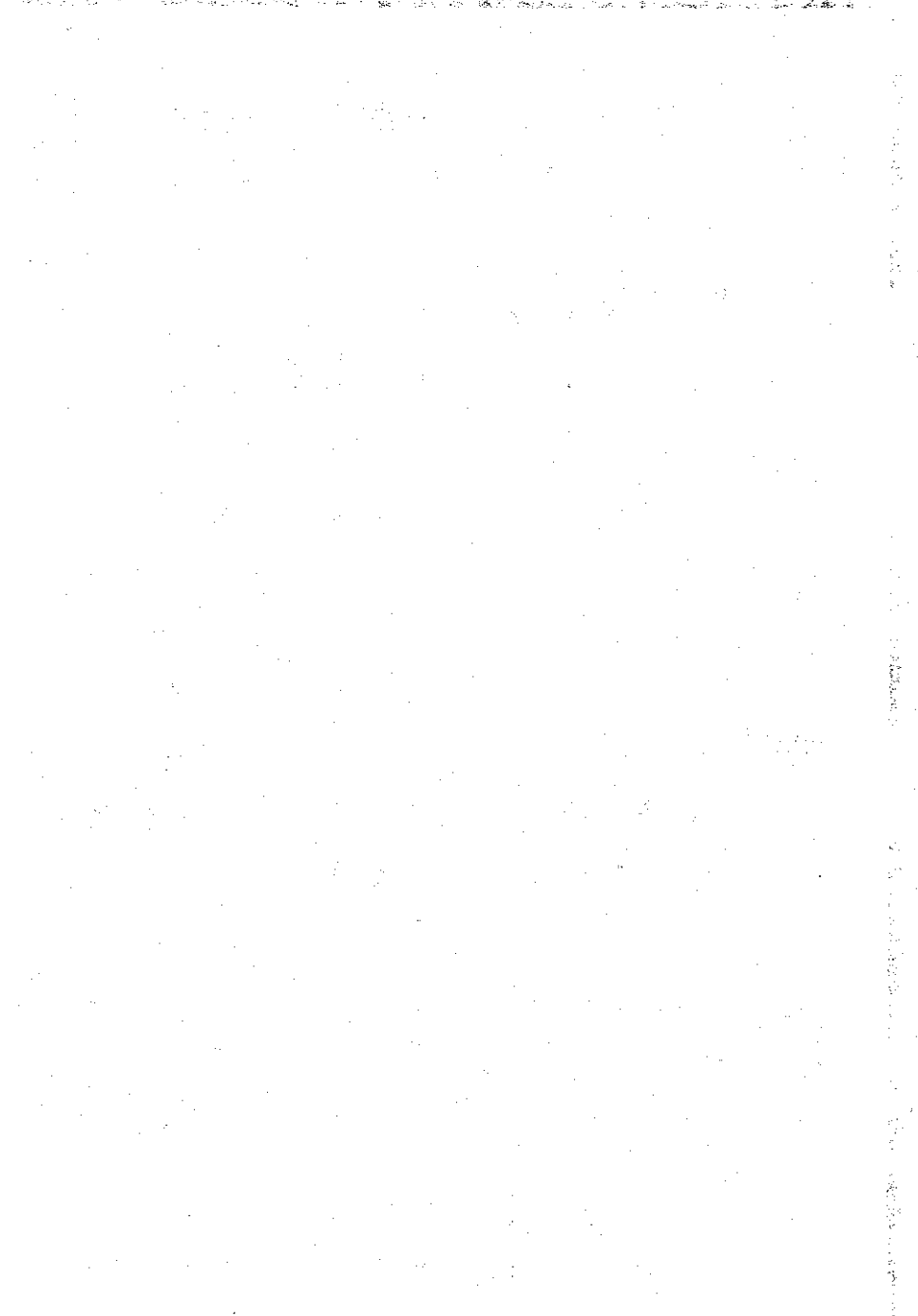
کتاب نماز

اہمیت اور شرائط

س ۳۵۰ : عمداً نماز ترک کرنے والے یا اسے سُبک سمجھنے والے کا کیا حکم ہے؟

ج : نماز پنجگانہ شریعت اسلامیہ کے اہم واجبات میں سے ہے، بلکہ یہ دین کا ستون ہے اور اس کا ترک کرنا یا سبک سمجھنا شرعاً حرام اور عذاب کا موجب ہے۔

س ۳۵۱ : اگر کسی کو وضو اور غسل کے لئے پانی اور تیمم کے لئے خاک میسّر نہ ہو تو کیا اس پر نماز واجب ہے؟

ج : ادا کرنا واجب نہیں ہے اگرچہ احتیاط مستحب ہے کہ ادا کرے (لیکن) احتیاطاً قضا پڑھنا واجب ہے۔

س ۳۵۲ : آپ کی نظر میں ایک واجبی نماز سے کن موقعوں پر عدول کیا جاسکتا ہے؟

ج : مندرجہ ذیل موارد میں عدول کرنا واجب ہے:

۱۔ عصر کی نماز سے ظہر کی طرف عدول کرنا اگر نماز کے درمیان متوجہ

ہوکہ اس نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی ہے۔

۲۔ عشا کی نماز سے مغرب کی نماز کی طرف بشرطیکہ اس نے محل عدول سے تجاوز نہ کیا ہو اور متوجہ ہوگیا ہو کہ مغرب کی نماز نہیں پڑھی ہے۔

۳۔ اگر ترتیب وار پڑھی جانے والی دو قضا نمازوں میں بھول سے بعد کی نماز کو پہلے شروع کردیا ہو۔

اور مندرجہ ذیل موقعوں پر عدول مستحب ہے:

۱۔ ادا نماز سے قضا کی طرف، بشرطیکہ ادا نماز کی فضیلت کا وقت فوت نہ ہوجائے۔

۲۔ جماعت میں شرکت کی غرض سے واجب نماز سے مستحبی کی طرف عدول۔

۳۔ اگر جمعہ کے دن نماز ظہر میں سورۂ جمعہ کے بجائے بھول کر دوسرا سورہ شروع کردیا ہو اور نصف یا کچھ زائد پڑھ چکا ہو تو وہ واجبی نماز سے مستحبی نماز کی طرف عدول کرسکتا ہے۔ تاکہ نماز فریضہ کو سورۂ جمعہ کے ساتھ ادا کرسکے۔

س ۳۵۳: جمعہ کے دن جو نمازی جمعہ اور ظہر دونوں نمازیں پڑھنا چاہتا ہے۔ آیا وہ دونوں نمازوں میں صرف قربۃً الی اللہ — کا قصد کرے گا — یا ایک میں — قربۃً الی اللہ — اور دوسری میں — واجب قربۃً الی اللہ — یا دونوں میں واجب قربۃً الی اللہ کی نیت کرے؟

ج: دونوں میں قربت کی نیت کرنا کافی ہے اور کسی میں وجوب کی نیت واجب نہیں ہے۔

س ۳۵۴ : اگر نماز کے اوّل وقت سے تقریباً آخر وقت تک منہ یا ناک سے خون جاری رہے تو ایسے میں نماز کا کیا حکم ہے ؟

ج : اگر بدن کے پاک کرنے پر قادر نہ ہو اور وقت نماز کے ختم ہو جانے کا خوف ہو تو اسی حالت میں نماز پڑھے گا ۔

س ۳۵۵ : نماز میں مستحبی ذکر کو پڑھتے وقت کیا بدن کو پوری طرح ساکن رکھنا واجب ہے ؟

ج : خواہ ذکر واجب ہو یا مستحب اثنائے نماز میں دونوں کی قرائت کے وقت جسم کا مکمل سکون و اطمینان کی حالت میں ہونا واجب ہے ۔

س ۳۵۶ : ہسپتالوں میں مریضوں کو پیشاب کے لئے نلکی لگا دی جاتی ہے جس سے غیر اختیاری طور پر سوتے جاگتے یہاں تک کہ درمیان نماز بھی مریض کا پیشاب نکلتا رہتا ہے پس یہ فرمائیں کہ کیا اس پر دوبارہ نماز پڑھنا واجب ہے یا اس حالت میں پڑھی جانے والی نمازیں کافی ہیں ؟

ج : اگر اس نے اپنی نماز اس وقت کے شرعی فریضہ کے مطابق پڑھی ہو تو صحیح ہے اس پر نہ تو اعادہ واجب ہے اور نہ قضا ۔

س ۳۵۷ : جو نمازیں میں نے مستحبی غسل سے اور وضو کے بغیر پڑھی ہیں وہ صحیح ہیں یا نہیں ؟

ج : اگر آپ نے اس مرجع کے فتوے کے مطابق نماز پڑھی ہے جسکی تقلید کو اپنے لئے شرعاً صحیح سمجھا ہے تو وہ نمازیں صحیح ہیں ۔

اوقاتِ نماز

س ۳۵۸ : شیعہ فرقہ نماز پنجگانہ کے وقت کے بارے میں کس دلیل پر اعتماد کرتا ہے؟
جیسا کہ آپ جانتے ہیں اہل سنّت وقت عشاء کے داخل ہونے کو نماز مغرب کے قضا ہونے کی دلیل قرار دیتے ہیں، ظہر و عصر کی نماز کے بارے میں بھی ان کا یہی نظریہ ہے۔ اسی لئے وہ معتقد ہیں کہ جب وقتِ عشاء داخل ہو اور پیش نماز، نمازِ عشاء پڑھنے کے لئے کھڑا ہو تو ماموین اس کے ساتھ مغرب کی نماز نہیں پڑھ سکتے، اس لئے کہ (اس طرح) مغرب اور عشا ایک ہی وقت میں پڑھ لی جائے گی ؟

ج: دلیل، آیات قرآنیہ اور سنّت نبویہ کا اطلاق ہے، اس کے علاوہ بہت سی روایتیں ہیں جو خاص طور سے دو نمازوں کو ملا کر پڑھنے کے جواز پر دلالت کرتی ہیں اور ظاہر ہے کہ اہل سنّت کے یہاں بھی ایسی روایتیں ہیں جو دو نمازوں کو کسی ایک نماز کے وقت میں ادا کرنے پر دلالت کرتی ہیں۔

س ۳۵۹ : اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ نماز عصر کا آخری وقت مغرب ہے اور نماز ظہر کا آخری وقت مغرب سے اتنا پہلے تک ہے جتنی دیر میں صرف نماز عصر پڑھی جا سکے۔ یہاں

میں یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ مغرب سے کیا مراد ہے؟ کیا غروب آفتاب ہے یا اس شہر کے افق کے اعتبار سے اذان مغرب کا بلند ہونا ہے؟

ج: غروب آفتاب مراد نہیں ہے۔ بلکہ مراد، وقتِ اذانِ مغرب ہے یعنی جب مشرق کی سرخی زائل ہو جاتی ہے تو وہ نماز عصر کا آخری وقت ہے جو نماز مغرب کے اول وقت سے متصل ہو جاتا ہے۔

س ۳۶۰: غروب آفتاب اور اذان مغرب میں کتنے منٹ کا فاصلہ ہوتا ہے؟

ج: بظاہر یہ فاصلہ موسموں کے اختلاف کے ساتھ ساتھ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔

س ۳۶۱: میں تقریباً گیارہ بجے رات ڈیوٹی سے گھر پلٹتا ہوں اور لوگوں کی زیادہ آمد و رفت کی وجہ سے ڈیوٹی کے دوران نماز مغربین نہیں پڑھ سکتا، تو کیا گیارہ بجے رات کے بعد نماز مغربین کا پڑھنا صحیح ہے؟

ج: کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ نصف شب نہ گذرنے پائے، لیکن کوشش کیجئے کہ گیارہ بجے رات سے زیادہ تاخیر نہ ہو بلکہ نماز کو اول وقت پڑھنے کی کوشش کیجئے۔

س ۳۶۲: کتنی رکعت نماز وقت میں ادا ہونا چاہئے جس کے بعد ادا کا اطلاق صحیح ہو اور اگر شک ہو کہ اتنی مقدار وقت میں پڑھی گئی یا نہیں تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: نماز کی ایک رکعت کا آخر وقت کے اندر انجام پانا ادا کے لئے کافی ہے، اور اگر شک ہو کہ کم از کم ایک رکعت کے لئے وقت ہے یا نہیں، تو پھر ما فی الذمہ کی نیت سے نماز پڑھے اور ادا اور قضا کی نیت

نہ کرے۔

س ۳۶۳ : غیر مسلم ملکوں میں اسلامی جمہوریہ کے سفارت خانوں اور کونسل خانوں کی طرف سے اداروں اور بڑے بڑے مراکز اور شہروں کے لئے اوقات نماز کے نقشے شائع ہوتے ہیں ان پر کس حد تک اعتبار کیا جاسکتا ہے؟ اور دوسرے یہ کہ ان ملکوں کے دوسرے شہروں میں رہنے والوں کا کیا فریضہ ہے؟

ج: معیار یہ ہے کہ مکلّف کو اطمینان حاصل ہوجائے اور اگر مکلف کو ان نقشوں کے وقت کے مطابق ہونے کا یقین نہ ہو، تو اس پر واجب ہے کہ احتیاط کرے، اور اس وقت تک انتظار کرے کہ اسے وقت شرعی کے داخل ہونے کا یقین حاصل ہوجائے۔

س ۳۶۴ : صبح صادق اور صبح کاذب کے مسئلہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اور اس سلسلہ میں نمازی کی شرعی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: نماز اور روزے کے وقت کا شرعی معیار، صبح صادق ہے اور اسکی تعیین و تشخیص مکلّف کی ذمہ داری ہے۔

س ۳۶۵ : ایک مدرسہ جس میں پورے دن کلاسیں ہوتی ہیں۔ اس کے ذمہ دار حضرات ظہرین کی جماعت کو تقریباً ۲ بجے ظہر کے بعد اور عصر کی کلاسیں شروع ہونے سے پہلے منعقد کرتے ہیں۔ تاخیر کی وجہ یہ ہے کہ صبح کی کلاسوں کے دروس اذان ظہر سے تقریباً پون گھنٹہ پہلے ختم ہوجاتے ہیں اور ظہر شرعی تک طلاب کا ٹھہرنا مشکل ہے۔ اس بنا پر اوّل وقت نماز ادا کرنے کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے (اس نماز کے بارے میں)

آپ کا کیا حکم ہے ؟

ج: اگر نماز کے اوّل وقت طلاب حاضر نہیں ہو سکتے تو نماز گزاروں کی خاطر تاخیر میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۲۶۶ : کیا اذان ظہر کے بعد نماز ظہر کا پڑھنا اور وقتِ نمازِ عصر کے شروع ہونے کے بعد نماز عصر کا پڑھنا واجب ہے اور کیا اسی طرح نماز مغرب و عشا کا پڑھنا بھی واجب ہے ؟

ج: وقت کے داخل ہونے کے بعد نمازی کو اختیار ہے کہ وہ دونوں نمازوں کو ملا کر پڑھے یا جُدا جُدا۔

س ۲۶۷ : کیا چاندنی راتوں میں نماز صبح کے لئے ۱۵ منٹ سے ۲۰ منٹ تک انتظار کرنا واجب ہے ؟ جبکہ ہم جانتے ہیں کہ وقت کافی ہے اور طلوع فجر کا یقین حاصل کیا جا سکتا ہے ؟

ج: طلوع صبح صادق ، وقت نماز صبح اور ترک سحر کے وجوب کے سلسلے میں چاندنی راتوں یا اندھیری راتوں میں کوئی فرق نہیں ہے اگرچہ اس سلسلہ میں احتیاط بہتر ہے۔

س ۲۶۸ : صوبوں اور شہروں میں افق کے اختلاف کی وجہ سے اوقات شرعیہ میں جو اختلاف ہوتا ہے کیا دن رات کی واجب تمام نمازوں میں وہی وقت معیار ہے؟ مثال کے طور پر اگر دو شہروں میں ظہر کے شرعی وقت میں ۲۵ منٹ کا اختلاف ہو تو کیا دوسرے اوقات میں بھی اتنا ہی اختلاف ہوگا یا صبح و عشاء میں اس سے مختلف ہے ؟

ج: فجر، ظہر یا غروب آفتاب کے وقت کے فرق کا اندازہ ایک جیسا ہونے کا لازمی نتیجہ یہ نہیں ہے کہ دوسرے اوقات میں بھی اتنا ہی فرق اور فاصلہ ہو بلکہ مختلف شہروں میں اکثر تینوں اوقات کا اختلاف متفاوت ہوتا ہے۔

س ۳۶۹: اہل سنت نماز مغرب کو غروب شرعی سے پہلے پڑھتے ہیں، کیا ہمارے لئے ایام حج یا دوسرے ایام میں ان کی اقتدا میں نماز پڑھنا اور اسی نماز پر اکتفا کر لینا جائز ہے؟

ج: یہ معلوم نہیں ہے کہ ان کی نماز وقت سے پہلے ہوتی ہے، لیکن ان کی جماعت میں شرکت کرنے اور ان کی اقتداء کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور وہ نماز کافی ہے، لیکن وقت نماز کا درک کرنا ضروری ہے، مگر یہ کہ وقت کے بارے میں بھی تقیہ کیا جائے۔

س ۳۷۰: ڈنمارک اور ناروے میں صبح کے سات بجے سورج نکلتا ہے اور اس وقت تک آسمان میں چمکتا رہتا ہے۔ جبکہ دوسرے نزدیکی ملکوں میں رات کے بارہ بج چکے ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں میری نماز و روزہ کا کیا حکم ہے؟

ج: نماز پنجگانہ کے لئے اس جگہ کے افق کا خیال رکھنا واجب ہے، اور اگر دن کے طولانی ہونے کی وجہ سے روزہ رکھنا شاق ہو تو اس وقت روزہ ساقط ہے اور بعد میں اس کی قضا واجب ہے۔

س ۳۷۱: سورج کی شعاعیں تقریباً سات منٹ میں زمین تک پہنچ جاتی ہیں، آیا نماز صبح کے وقت کے ختم ہونے کا معیار طلوع آفتاب ہے یا اس کی شعاعوں کا زمین تک پہونچنا ہے؟

ج: معیار طلوع آفتاب اس کا اس افق میں دیکھا جانا ہے جہاں نماز گزار موجود ہے،

س ۳۷۲ : ذرائع نشر و اشاعت ہر روز آنے والے دن کے شرعی اوقات کا اعلان کرتے ہیں کیا ان پر اعتماد کرنا جائز ہے اور ریڈیو و ٹیلی ویژن کے ذریعہ نشر کی جانے والی اذان کو وقت کے داخل ہو جانے کا معیار بنایا جا سکتا ہے؟

ج: معیار یہ ہے کہ مکلّف کو وقت کے داخل ہو جانے کا اطمینان حاصل ہو جائے۔

س ۳۷۳ : کیا اذان کے شروع ہوتے ہی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے یا اذان کے ختم ہونے کا انتظار کرنا واجب ہے اور اس کے بعد نماز کو شروع کرنا چاہیئے؟ اور اسی طرح کیا اذان کے شروع ہوتے ہی روزہ دار کیلئے افطار کرنا جائز ہے یا یہ کہ یہاں بھی آخر اذان تک انتظار کرنا واجب ہے؟

ج: اگر اس بات کا یقین ہو کہ وقت داخل ہو جانے کے بعد اذان شروع ہوئی ہے تو تو آخر اذان تک انتظار کرنا واجب نہیں ہے۔

س ۳۷۴ : کیا اس شخص کی نماز صحیح ہے جس نے دوسری نماز کو پہلی نماز پر مقدم کر دیا ہو جیسے عشاء کو مغرب پر؟

ج: اگر غلطی یا غفلت کی وجہ سے مقدم کیا ہو اور پوری نماز پڑھ ڈالی ہو تو اس کے صحیح ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن اگر اس نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تو وہ نماز باطل ہے۔

قبلہ کے احکام

س ۳۷۵ : درج ذیل سوالوں کے جواب عنایت فرمائیں :

۱- بعض فقہی کتابوں میں ہے کہ خرداد ماہ کی چوتھی اور تیر ماہ کی چھبیسویں مطابق ۲۵ مئی اور ۱۷ جولائی کو خانہ کعبہ پر سورج کی کرنیں عمودی پڑتی ہیں، تو کیا اس صورت میں جس وقت مکہ میں اذان ہوتی ہے اس وقت شاخص نصب کرکے جہت قبلہ کی تشخیص کی جاسکتی ہے ؟ اور اگر جہت قبلہ کے سلسلہ میں شاخص کے سایہ اور مسجدوں کی محراب کی سمت میں اختلاف ہو تو کس کو صحیح سمجھا جائے گا ؟

۲- کیا قطب نما پر اعتماد کرنا صحیح ہے ؟

ج : شاخص اور قطب نما کے ذریعے اگر مکلف کو جہت قبلہ کا یقین حاصل ہو جائے تو اس پر اعتماد کرنا صحیح ہے اور اس کے مطابق عمل کرنا واجب ہے، اور اگر یقین نہ ہو تو جہت قبلہ کے تعین کیلئے مسجدوں کی محراب اور مسلمانوں کی قبروں پر اعتماد کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۳۷۶ : جب جنگ کی شدت جہت قبلہ کی تعیین میں مانع ہو تو کیا کسی بھی طرف (رخ کرکے) نماز کا پڑھنا صحیح ہے ؟

ج : اگر وقت ہو تو چاروں طرف نماز پڑھی جائے ورنہ جتنا وقت ہو اس میں جتنی

سمتوں میں قبلہ کا احتمال ہو اتنی سمتوں میں نماز پڑھے گا۔

س ۳۷۷ : اگر کرۂ زمین کی دوسری سمت میں خانہ کعبہ کے مقابل ایک نقطہ دریافت ہو جائے اس طرح کہ اگر ایک خط مستقیم زمین کعبہ کے وسط سے کرۂ ارض کو چیرتا ہوا مرکز زمین سے گزر کر اس نقطہ کے دوسری طرف نکل جائے تو اس نقطہ پر قبلہ رو کیسے کھڑے ہوں گے ؟

ج : بقدر واجب قبلہ رو ہونے کا معیار یہ ہے کہ کرۂ زمین کی سطح سے خانہ کعبہ کی طرف رخ کرے اس طرح کہ جو شخص روئے زمین پر ہے وہ اس کعبہ کی طرف رخ کرے جو کہ مکہ مکرمہ میں سطح زمین پر بنا ہوا ہے۔ اور اسی بنا پر اگر وہ زمین کے کسی ایسے مقام پر کھڑا ہو جہاں سے کھینچے جانے والے خطوط مساوی مسافت کے ساتھ کعبہ تک پہنچتے ہیں تو اسے اختیار ہے کہ جس طرف چاہے رخ کرکے نماز پڑھے لیکن عرف عام میں جس سمت قبلہ ہے اگر اس کے مقابلہ میں کسی اور سمت کے خط کی مسافت کم ہو تو نماز گزار پر واجب ہے کہ اسی طرف رخ کرکے نماز پڑھے۔

س ۳۷۸ : جس جگہ ہم جہت قبلہ کو نہ جانتے ہوں اور جہت معلوم کرنے کے لئے ہمارے پاس وسائل بھی نہ ہوں نیز چاروں سمتوں میں قبلہ کا احتمال ہو تو ایسی جگہ پر ہمیں کیا کرنا چاہئے ؟

ج : اگر چاروں سمتوں میں قبلہ کا احتمال مساوی ہو تو چاروں طرف رخ کرکے نماز پڑھنی چاہئے تاکہ یہ یقین ہو جائے کہ اس نے رو بہ قبلہ نماز ادا کر دی ہے۔

س ۳۷۹ : قطب شمالی اور قطب جنوبی میں قبلہ کی سمت کو کس طرح معین کیا جائے گا ؟ اور کس طرح نماز پڑھی جائے گی ؟

ج : قطب شمالی و جنوبی میں سمت قبلہ معلوم کرنے کا معیار یہ ہے کہ نماز گزار کی جگہ سے کعبہ تک سب سے چھوٹا خط کھینچا جائے گا اور اس خط کے معین ہو جانے کے بعد اسی رخ پر نماز پڑھی جائے گی۔

نماز گزار کے مکان کے احکام

س ۳۸۰ : وہ جگہیں جن کو ظالم حکومتوں نے غصب کر لیا ہے، کیا وہاں بیٹھنا نماز پڑھنا اور چلنا جائز ہے؟

ج: اگر غصبی ہونے کا علم ہو تو اس میں تصرف ناجائز ہونے اور تصرف کی صورت میں ضامن ہونے کے سلسلے میں ان مکانات کا حکم وہی ہے جو غصبی چیزوں کا ہوتا ہے۔

س ۳۸۱ : اس زمین پر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے جو پہلے وقف تھی اور پھر حکومت نے اس پر تصرف کر کے مدرسہ بنا دیا ہو؟

ج: اگر اس بات کا قوی احتمال ہو کہ اس میں تصرف کرنا شرعی لحاظ سے جائز تھا تو اس جگہ نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۳۸۲ : میں کئی مدرسوں میں نماز جماعت پڑھاتا ہوں، ان مدرسوں کی بعض زمینیں ایسی ہیں جو ان کے مالکوں سے ان کی رضامندی کے بغیر لی گئی ہیں، لہٰذا ان جیسے مدرسوں میں میری اور طلاب کی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر ان زمینوں کے شرعی مالک سے غصب ہونے کا یقین نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۳۸۳ : اگر کوئی شخص ایک مدت تک غیر مخمس جانماز یا لباس میں نماز پڑھے تو اس کی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر وہ نہ جانتا ہو کہ ان چیزوں میں خمس ہے یا ان پر تصرف کے حکم سے ناواقف رہا ہو تو جو نمازیں اس نے ان میں پڑھی ہیں، صحیح ہیں۔

س ۳۸۴ : کیا یہ بات صحیح ہے کہ نماز میں مردوں کو عورتوں سے آگے ہونا واجب ہے ؟

ج : واجب نہیں ہے ، اگرچہ اس مسئلہ میں احتیاط کی رعایت کرنا بہتر ہے۔

س ۳۸۵ : مسجدوں میں امام خمینیؒ اور شہدائے انقلاب کی تصویروں کے لگانے کا کیا حکم ہے ، جبکہ امام خمینیؒ مساجد میں اپنی تصویروں کو لگانے پر راضی نہ تھے ۔ اسی طرح اور بھی اقوال ہیں جو اس سلسلہ میں کراہت پر دلالت کرتے ہیں؟

ج : مسجدوں میں ان افراد کی تصویروں کے لگانے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے اور اگر وہ تصویریں قبلہ کی طرف اور نمازی کے سامنے نہ ہوں تو کراہت بھی نہیں ہے۔

س ۳۸۶ : ایک شخص حکومت کے مکان میں رہتا تھا اب اس میں اس کے رہنے کی مدت ختم ہوگئی اور مکان خالی کرنے کیلئے اس کے پاس نوٹس بھیجا گیا ، پس جس تاریخ میں مکان خالی کرنا تھا اس کے بعد اس میں پڑھی جانے والی نماز اور روزے کا کیا حکم ہے ؟

ج : اگر مقررہ تاریخ کے بعد متعلقہ حکام کی طرف سے اس مکان میں رہنے کی اجازت نہ ہو تو اس میں تصرف کرنا غصب کرنے کے حکم میں ہے۔

س ۳۸۷ : جس جانماز پر تصویریں اور سجدہ گاہ پر نقش ونگار بنے ہوئے ہیں ، کیا ان پر نماز پڑھنا مکروہ ہے ؟

ج : بذات خود کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر اس سے شیعوں پر تہمت لگانے والوں کے لئے بہانہ فراہم ہوتا ہو تو ایسی چیزیں بنانے اور ان پر نماز پڑھنے سے اجتناب کرنا واجب ہے۔

س ۳۸۸ : اگر نماز پڑھنے کی جگہ پاک نہ ہو لیکن سجدہ کی جگہ پاک ہو ، تو کیا ہماری نماز صحیح ہے ؟

ج: اگر اس جگہ کی نجاست لباس یا بدن میں سرایت نہ کرے اور سجدہ کی جگہ پاک ہو تو ایسی جگہ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۳۸۹: میرے دفتر کی موجودہ عمارت پرانے قبرستان پر بنائی گئی ہے۔ تقریباً چالیس سال قبل سے اس میں مُردے دفن کرنا چھوڑ دیا گیا تھا لہٰذا تیس سال پہلے اس عمارت کی بنیاد پڑی اب پوری زمین پر یہ عمارت مکمل ہو چکی ہے اور اس وقت قبرستان کا کوئی نشان باقی نہیں ہے۔ پس ایسے دفتر میں اس کے کارکنوں کی نمازیں شرعی اعتبار سے صحیح ہیں یا نہیں؟

ج: اس وقت تک اس میں کام کرنے اور نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے جب تک شرعی طریقے سے یہ ثابت نہ ہو جائے کہ یہ جگہ میّت دفن کرنے کے لئے وقف کی گئی تھی۔

س ۳۹۰: مومن نوجوانوں نے (امر بالمعروف کی خاطر) پارکوں اور تفریح گاہوں میں ہفتے میں ایک یا دو دن اقامۂ نماز کا پروگرام بنایا ہے لیکن بعض مشہور اور سن رسیدہ افراد اعتراض کرتے ہیں کہ پارکوں اور تفریح گاہوں کی ملکیت واضح نہیں ہے۔ لہٰذا ان جگہوں پر نماز کیسے ہو گی؟

ج: موجودہ پارکوں اور تفریح گاہوں کو نماز وغیرہ کے لئے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور غصب کا احتمال قابل توجہ نہیں ہے۔

س ۳۹۱: اس شہر (ہادی شہر) کے موجودہ مدارس میں سے ایک مدرسہ کی زمین ایک شخص کی ملکیت ہے۔ شہر کے نقشہ کے مطابق اس کو پارک میں تبدیل کرنا مقرر کیا گیا تھا لیکن جب مدرسہ کی شدید ضرورت محسوس ہونے لگی تو اسے میونسپل بورڈ کی اجازت سے مدرسہ میں تبدیل کر دیا گیا مگر چونکہ مالک زمین (حکومت کی طرف سے) اس ضبطی پر راضی نہیں ہے اور اس نے اعلان کر دیا ہے کہ اس میں نماز وغیرہ صحیح نہیں ہے۔

لہٰذا آپ فرمائیں کہ مذکورہ عمارت میں نماز کا کیا حکم ہے ؟

ج: اگر اس زمین کو اس کے حقیقی مالک سے پارلیمنٹ کے پاس کئے ہوئے قانون کے تحت، جس کی شورائے نگہبان نے بھی تائید کی ہو، لیا گیا ہے تو اس میں تصرف کرنے اور نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۲۹۲: ہمارے شہر میں دو ملی ہوئی مسجدیں تھیں جن کے درمیان صرف ایک دیوار کا فاصلہ تھا۔ کچھ دنوں پہلے بعض مومنین نے دونوں مسجدوں کو ایک کرنے کے لئے درمیانی دیوار کے بڑے حصے کو گرادیا۔ یہ اقدام بعض لوگوں کے لئے شک و شبہ کا سبب بنا ہوا ہے اور وہ ان مسجدوں میں نماز نہیں پڑھ رہے ہیں۔ آپ فرمائیں کہ اس مسئلہ کا کیا حل ہے ؟

ج: دونوں مسجدوں کے درمیان کی دیوار کو گرانے سے ان میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔

س ۲۹۳: شاہراہوں پر کھانے کے ہوٹلوں میں نماز پڑھنے کی بھی ایک مخصوص جگہ ہوتی ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص اس ہوٹل میں کھانا نہ کھائے تو کیا اس کیلئے وہاں نماز پڑھنا جائز ہے یا اجازت لینا واجب ہے ؟

ج: اگر اس کا احتمال ہو کہ نماز کی جگہ ہوٹل والے کی ملکیت ہے اور وہاں صرف وہی اشخاص نماز پڑھ سکتے ہیں جو اس ہوٹل میں کھانا کھاتے ہیں، تو اجازت لینا واجب ہے۔

س ۲۹۴: جو شخص غصبی زمین پر لیکن ایسی جانماز یا تختے پر نماز پڑھے جو مباح ہو تو اس کی نماز باطل ہے یا صحیح؟

ج: غصبی زمین پر پڑھی جانے والی نماز باطل ہے خواہ وہ مباح جانماز یا تخت پر ہی کیوں نہ پڑھی جائے۔

س ۳۹۵ : موجودہ حکومت کے زیر تصرف اداروں اور کمپنیوں میں بعض افراد وہ ہیں جو نماز جماعت میں شرکت نہیں کرتے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ عمارتیں ان کے مالکوں سے شرعی عدالت کے فیصلہ پر ضبط کی گئی ہیں۔ برائے مہربانی اس سلسلے میں آپ اپنے فتوے سے مطلع فرمائیں ؟

ج : نماز جماعت میں شرکت کرنا بنیادی طور سے ضروری نہیں ہے، ہر شخص کو کسی عذر کی وجہ سے شریک جماعت نہ ہونے کا حق ہے، اور رہا مکان کا حکم شرعی تو اگر یہ احتمال ہے کہ ضبط کرنے کا حکم ایسے شخص نے دیا تھا جس کو قانونی حیثیت حاصل تھی اور اس نے شرعی اور قانونی تقاضوں کے مطابق ضبط کرنے کا حکم دیا تھا تو شرعاً اس کا عمل صحیح تھا۔ لہٰذا ایسی صورت میں اس مکان پر تصرّف کرنا جائز ہے اور غصب کا حکم نافذ نہیں ہوگا۔

س ۳۹۶ : اگر امام بارگاہ کے پڑوس میں مسجد بھی ہو تو کیا امام بارگاہ میں نماز جماعت قائم کرنا صحیح ہے اور کیا دونوں جگہوں کا ثواب مساوی ہے؟

ج : اس میں کوئی شک نہیں کہ مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت دوسری جگہوں پر نماز پڑھنے سے زیادہ ہے، لیکن امام بارگاہ یا دوسری جگہوں پر نماز جماعت قائم کرنے میں شرعاً کوئی مانع نہیں ہے۔

س ۳۹۷ : جس جگہ حرام موسیقی ہو رہی ہو کیا وہاں نماز پڑھنا صحیح ہے ؟

ج : اگر وہاں نماز پڑھنا حرام موسیقی سننے کا سبب بنے تو اس جگہ ٹھہرنا جائز نہیں ہے لیکن نماز صحیح کہلائے گی۔ اور اگر موسیقی کی آواز نماز سے توجہ ہٹانے کا سبب بنے تو اس جگہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

س ۳۹۸ : ان لوگوں کی نماز کا کیا حکم ہے جن کو بحری جہاز کے ذریعہ خاص ڈیوٹی پر بھیجا جاتا ہے اور سفر کے دوران نماز کا وقت ہو جاتا ہے اور اگر اسی وقت وہ نماز نہ پڑھیں تو پھر وہ وقت کے اندر نماز نہیں پڑھ سکیں گے ؟

ج : مذکورہ صورت میں ان پر واجب ہے کہ وہ کشتی میں جس طرح ممکن ہو نماز پڑھیں۔

مسجد کے احکام

س ۳۹۹: اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا مستحب ہے، کیا اپنے محلہ کی مسجد چھوڑ کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے شہر کی جامع مسجد جانے میں کوئی اشکال ہے ؟

ج: اگر اپنے محلہ کی مسجد چھوڑنا دوسری مسجد میں نماز جماعت میں شرکت کے لئے ہو خصوصاً شہر کی جامع مسجد میں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۰۰: اس مسجد میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے جس کے بانیوں میں سے بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ مسجد ہم نے اپنے لئے اور اپنے قبیلہ والوں کے لئے بنائی ہے ؟

ج: کوئی مسجد جب بن گئی تو کسی قوم، قبیلہ اور اشخاص سے مخصوص نہیں رہتی بلکہ اس سے تمام مسلمانوں کو استفادہ کرنا جائز ہے۔

س ۴۰۱: عورتوں کے لئے مسجد میں نماز پڑھنا افضل ہے یا گھر میں ؟

ج: مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت مردوں ہی کے لئے مخصوص نہیں ہے۔

س ۴۰۲: دور حاضر میں مسجد الحرام اور صفا و مروہ کی جائے سعی کے درمیان تقریباً آدھا میٹر اونچی اور ایک میٹر چوڑی دیوار ہے یہ مسجد اور جائے سعی کے درمیان مشترک دیوار ہے، کیا وہ عورتیں اس دیوار پر بیٹھ سکتی

ہیں جن کے لئے ایام عادت کے دوران مسجد الحرام میں داخل ہونا جائز نہیں ہے ؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں، مگر یہ کہ یہ یقین ہو جائے کہ وہ مسجد کا جزء ہے۔

س ۴۰۳ : کیا محلہ کی مسجد میں ورزش کرنا اور سونا جائز ہے ؟ اور اس سلسلہ میں دوسری مساجد کا کیا حکم ہے؟

ج: مسجد ورزش گاہ نہیں ہے اور مسجد میں سونا مکروہ ہے۔

س ۴۰۴ : کیا مسجد کے صحن میں جوانوں کو فکری، ثقافتی، عقائدی اور عسکری درس دیا جا سکتا ہے ؟ اور ان امور کو اس مسجد کے ایوان میں انجام دینے کا شرعی حکم کیا ہے، جس سے استفادہ نہیں کیا جا تا؟ جبکہ اس طرح کی تعلیم کے لئے جگہیں بہت کم ہیں ؟

ج: یہ چیزیں مسجد کے صحن و ایوان کے وقف کی کیفیت سے مربوط ہیں۔ اور اس سلسلہ میں مسجد کے امام جماعت اور انتظامیہ کمیٹی کی رائے حاصل کرنا واجب ہے۔ واضح رہے امام جماعت اور انتظامیہ کمیٹی کی موافقت سے جوانوں کو مساجد میں جمع کرنا اور دینی کلاسیں لگانا مستحسن اور مطلوب فعل ہے۔

س ۴۰۵ : بعض علاقوں، خصوصاً دیہاتوں میں لوگ مساجد میں شادی کا جشن منعقد کرتے ہیں یعنی وہ رقص اور گانا تو گھروں میں کرتے ہیں لیکن صبح یا شام کا کھانا مسجد میں کھلاتے ہیں۔ شریعت کے لحاظ سے یہ جائز ہے یا نہیں؟

ج: مہمانوں کو مسجد میں کھانا کھلانے میں فی نفسہ کوئی اشکال نہیں ہے لیکن مسجد میں جشن شادی منعقد کرنا اسلام میں مسجد کی عظمت کے خلاف ہے اور جائز نہیں ہے اور شرعی طور سے حرام کاموں کو انجام دینا جیسے، گانا اور طرب انگیز لہو یہ موسیقی سننا مطلقاً حرام ہے۔

س ۴۰۶ : قومی کوآپریٹو کمپنیاں رہائش کے لئے فلیٹ اور کالونیاں بناتی ہیں۔ شروع میں شرکا کے ساتھ اس بات پر اتفاق ہوتا ہے کہ ان فلیٹوں میں عمومی استفادہ، جیسے مسجد وغیرہ کے لئے جگہیں ہوں گی ۔

جب گھر تیار ہوئے اور شرکاء کو دیئے گئے تو اب بعض حصہ داروں کے لئے جائز ہے کہ وہ قرارداد کو توڑ دیں اور یہ کہہ دیں کہ ہم مسجد کی تعمیر کے لئے راضی نہیں ہیں؟

ج: اگر کمپنی تمام شرکاء کی موافقت سے مسجد کی تعمیر کا اقدام کرے اور مسجد تیار ہو جانے کے بعد وقف ہو جائے تو اپنی پہلی رائے سے بعض شرکاء کے پھر جانے سے اس پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ لیکن اگر مسجد کے وقف ہونے سے قبل بعض شرکاء اپنی سابقہ موافقت سے پھر جائیں تو مسجد کی تعمیر کمپنی کے تمام اعضاء کے مشترکہ اموال اور ان کی مشترک زمین میں ان کی رضامندی کے بغیر جائز نہیں ہے مگر یہ کہ کمپنی کے تمام شرکاء سے عقد لازم کے ضمن میں یہ شرط کر لی گئی ہو کہ مشترک زمین کا ایک حصہ مسجد کی تعمیر کے لئے مخصوص کیا جائے گا اور تمام اعضاء نے اس شرط کو قبول کیا ہو۔ اس صورت میں انہیں اپنی رائے سے پھرنے کا کوئی حق نہیں ہے اور نہ ان کے پھرنے سے کوئی اثر پڑسکتا ہے۔

س ۴۰۷: غیر اسلامی تہذیبی اور ثقافتی یلغار کا مقابلہ کرنے کے لئے ہم نے مسجد میں ابتدائی اور مڈل کلاسوں کے ۳۰ تیس لڑکوں کو گروہ اناشید کی شکل میں (چند نفر کا ایک ساتھ قرآن یا مدح پڑھنا) جمع کیا، اس گروہ کے افراد کو عمر و استعداد کے مطابق قرآن، احکام اور اسلامی اخلاق کا درس دیا جاتا ہے۔ اس تحریک کو چلانے کا کیا حکم ہے؟ اور اگر یہ لوگ آلہ موسیقی جیسے "آرگن" کہا جاتا ہے، استعمال کریں تو اس کا کیا حکم ہے؟ اور شرعی قوانین کی رعایت کرتے ہوئے مسجد میں اس کی مشق کرنے کا کیا حکم ہے؟ کہ یہ چیزیں ریڈیو اور ٹیلی ویژن اور ایران کی وزارت ارشاد اسلامی میں عام ہیں؟

ج: تہذیبی اور ثقافتی یلغار کا مقابلہ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینا، موسیقی کے آلات سے استفادہ پر موقوف نہیں ہے خصوصاً مسجد میں

پس مسجد کی عظمت کا لحاظ کرنا واجب ہے، اس میں عبادت کرنا چاہیئے اور اس سے دینی معارف کی تبلیغ اور انقلاب کے تابناک افکار کی ترویج کرنا چاہیئے۔

س ۴۰۸: کیا مسجد میں ان لوگوں کو جو قرآن کی تعلیم کے لئے آتے ہیں، ایسی فلمیں دکھانے میں کوئی حرج ہے جن کو ایران کی وزارت ارشاد اسلامی نے فراہم کیا ہو؟

ج: مسجد کو فلم دکھانے کی جگہ میں تبدیل کرنا جائز نہیں ہے لیکن ضرورت کے وقت اور مسجد کے پیش نماز کی موافقت سے دکھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۰۹: کیا ائمہ معصومینؑ کی عید میلاد کے موقع پر مسجد سے فرح بخش موسیقی کے نشر کرنے میں کوئی شرعی اشکال ہے؟

ج: واضح رہے کہ مسجد ایک خاص شرعی مقام ہے، پس اس میں موسیقی (کا پروگرام) رکھنا اور نشر کرنا اس کی عظمت کے منافی ہے۔ لہٰذا حرام ہے، یہاں تک کہ غیر مطرب موسیقی بھی حرام ہے۔

س ۴۱۰: مساجد میں موجود لاؤڈ اسپیکر، جس کی آواز مسجد کے باہر سنی جاتی ہے، اس کا استعمال کب اور کس صورت میں جائز ہے؟ اور اذان سے قبل اس پر تلاوت قرآن اور انقلابی ترانے نشر کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: جن اوقات میں محلہ والوں اور ہمسایوں کے لئے تکلیف و آزار کا سبب نہ ہو ان میں اذان سے قبل چند منٹ تلاوت قرآن نشر کی جا سکتی ہے۔

س ۴۱۱: جامع مسجد کی تعریف کیا ہے؟

ج: وہ مسجد جو شہر میں اکثر اہل شہر کے اجتماع کے لئے بنائی جاتی ہے اور کسی قبیلہ یا بازار والوں سے مخصوص نہیں ہوتی ہے۔

س ۴۱۲: تیس سال سے ایک چھت دار مسجد کا ایک حصہ ویران پڑا تھا اس میں نماز نہیں ہوتی تھی

اور وہ ایک کھنڈر بن چکا تھا، اس کے ایک حصہ کو مخزن بنا لیا گیا ہے۔ ادھر کچھ مدت قبل رضاکاروں (بسیجیوں) کی طرف سے اس میں بعض تبدیلیاں ہوئی ہیں جو اس کے چھت والے حصہ میں پندرہ سال سے مقیم ہیں اور ان تبدیلیوں کی وجہ سے عمارت کی نامناسب حالت تھی، خصوصاً چھت گرنے کے قریب تھی اور چونکہ بسیج والے مسجد کے شرعی احکام سے ناواقف تھے اور جو لوگ جانتے تھے انہوں نے ان کی راہنمائی بھی نہیں کی۔ لہٰذا انہوں نے چھت والے حصے میں چند کمرے تعمیر کرائے، اور ان تعمیرات پر خطیر رقم بھی خرچ ہو چکی ہے۔ اب تعمیر کا کام اختتام پر ہے۔ برائے مہربانی درج ذیل موارد میں حکم شرعی سے مطلع فرمائیں:

۱۔ فرض کیجئے اس کام کے بانی اور اس پر نگران کمیٹی کے اراکین مسئلہ سے ناواقف تھے تو کیا ان لوگوں کو بیت المال سے خرچ کئے جانے والی رقم کا ذمہ دار کہا جائے گا؟ اور وہ گناہگار ہیں یا نہیں؟

۲۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ یہ رقم بیت المال سے خرچ ہوئی ہے۔ کیا آپ ان کو یہ اجازت دیتے ہیں کہ وہ (جب تک مسجد کو اس حصہ کی ضرورت نہ ہو اور اس میں نماز قائم نہ ہو اس وقت تک) ان کمروں سے مسجد کے شرعی احکام و حدود کی رعایت کرتے ہوئے قرآن و احکام شریعت کی تعلیم کے لئے استفادہ کریں۔ اسی طرح مسجد کے امور کے لئے بھی ان کمروں کا استعمال کیا جائے یا ان کمروں کو فوراً گرادینا واجب ہے؟

ج: مسجد کے چھت والے حصہ میں بنے ہوئے کمروں کو منہدم کر کے اس کو سابقہ حالت پر لوٹانا واجب ہے اور خرچ شدہ رقم کے بارے میں افراط و تفریط نیز کوتاہی نہ ہوئی ہو یا جان بوجھ کر ایسا نہ کیا گیا ہو تو اس کا کوئی ضامن نہیں ہے۔ اور مسجد کے چھت والے حصہ میں قرائت قرآن، احکام شرعی، اسلامی

معارف کی تعلیم اور دوسرے دینی و مذہبی پروگرام منعقد کرنے میں اگر نماز گزاروں کے لئے زحمت کا باعث نہ ہو اور امام جماعت کی نگرانی میں ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اور امام جماعت، رضاکاروں اور مسجد کے دوسرے ذمہ داروں کو ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا واجب ہے تاکہ مسجد میں رضاکار بھی موجود رہیں اور مسجد کے عبادی فرائض جیسے نماز وغیرہ میں بھی خلل واقع نہ ہو۔

س ۴۱۳ : ایک سڑک کی توسیع کے منصوبے میں متعدد مساجد آتی ہیں۔ منصوبہ کے اعتبار سے بعض مسجدیں پوری منہدم ہوں گی اور بعض کا کچھ حصہ گرایا جائے گا تاکہ ٹریفک کی آمد و رفت میں آسانی ہو۔ برائے مہربانی اپنا نظریہ بیان فرمائیں؟

ج: مسجد یا اس کے کسی حصہ کو منہدم کرنا جائز نہیں ہے مگر اس مصلحت کی بناء پر جس سے چشم پوشی ممکن نہ ہو۔

س ۴۱۴ : کیا مساجد میں لوگوں کے وضو کے لئے مخصوص پانی کو مختصر مقدار میں اپنے ذاتی استعمال میں لانا جائز ہے جیسا کہ دوکاندار اس سے ٹھنڈا پانی پینے یا چائے بنانے یا موٹر گاڑی میں ڈالنے کے لئے لیتے ہیں۔ واضح رہے کہ اس مسجد کا واقف کوئی ایک شخص نہیں ہے جو اس سے منع کرے؟

ج: اگر یہ معلوم نہ ہو کہ یہ پانی خصوصاً نماز گزاروں کے وضو کے لئے وقف ہے اور عرف میں یہ رائج ہو کہ جس محلہ میں مسجد ہے اس کے ہمسایہ اور راہ گیر اس کے پانی سے استفادہ کرتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ اس سلسلہ میں احتیاط بہتر ہے۔

س ۴۱۵ : قبرستان کے پاس ایک مسجد ہے اور جب بعض مومنین قبور کی زیارت کے لئے آتے ہیں تو وہ

اپنے کسی عزیز کی قبر پر پانی چھڑکنے کے لئے اس مسجد سے پانی لیتے ہیں اور ہم یہ نہیں جانتے کہ یہ پانی مسجد کے لئے وقف ہے یا نہیں عام ہے اور بالفرض اگر یہ معلوم ہو کہ یہ پانی مسجد کے لئے وقف نہیں ہے لیکن وضوء و طہارت کے لئے مخصوص کیا گیا ہے تو کیا اسے قبر پر چھڑکنا جائز ہے ؟

ج: جب قبر پر چھڑکنے کے لئے مسجد سے باہر پانی لے جانا لوگوں میں رائج ہو اور ناپسندیدہ نہ ہو اور اس بات پر کوئی دلیل نہ ہو کہ پانی صرف وضوء کے لئے یا وضوء اور طہارت کے لئے وقف ہے تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

س ۴۱۶: اگر مسجد میں ترمیم کی ضرورت ہو تو کیا حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت ضروری ہے ؟

ج: اگر مسجد کی ترمیم و تعمیر اپنے یا خیّر افراد کے مال سے کرنا ہو تو اس میں حاکم شرع کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے ۔

س ۴۱۷: کیا میں اپنے مرنے کے بعد کے لئے یہ وصیت کر سکتا ہوں کہ مجھے محلہ کی اس مسجد میں دفن کیا جائے جس کے امور کی بہتری کے لئے میں نے کوشش کی تھی کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے اس مسجد میں دفن کیا جائے خواہ مسجد کے اندر یا اس کے صحن میں ؟

ج: اگر صیغۂ وقف جاری کرتے وقت مسجد میں میت دفن کرنے کو مستثنیٰ نہ کیا گیا ہو تو اس میں دفن کرنا جائز نہیں ہے اور اس سلسلہ میں آپ کی وصیت کا کوئی اعتبار نہیں ہے ۔

س ۴۱۸: ایک مسجد تقریبًا بیس سال پہلے بنائی گئی ہے اور اسے امام زمانہ عجّل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے نام مبارک سے موسوم کیا گیا ہے اور یہ معلوم نہیں ہے کہ مسجد کا نام صیغۂ وقف میں ذکر کیا گیا ہے

یا نہیں پس مسجد کا نام مسجد صاحب زمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے بجائے بدل کر جامع مسجد رکھنے کا کیا حکم ہے؟

ج: صرف مسجد کا نام بدلنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۱۹: زمانۂ قدیم سے عام رواج ہے کہ محلہ کی مسجد میں نذریں دی جاتی ہیں تاکہ انھیں محرم، صفر، رمضان اور تمام مخصوص ایام میں صرف کیا جائے ادھر اسے بجلی اور ائرکنڈیشنر سے بھی آراستہ کر دیا گیا ہے جب محلہ والوں میں سے کوئی مرجاتا ہے تو اس کے فاتحہ کی مجلس بھی مسجد ہی میں ہوتی ہے اور مجلس میں مسجد کی بجلی اور ائرکنڈیشنر وغیرہ کو استعمال کیا جاتا ہے لیکن مجلس کرنے والے اس کا پیسہ ادا نہیں کرتے شرعی نقطہ نظر سے یہ جائز ہے یا نہیں؟

ج: مسجد کے وسائل اور امکانات سے فاتحہ کی مجلس وغیرہ میں استفادہ کرنا مسجد کے وقف یا مسجد کو نذر کئے گئے وسائل کی کیفیت پر موقوف ہے۔

س ۴۲۰: گاؤں میں ایک جدید التعمیر مسجد ہے (جو پرانی مسجد کی جگہ بنائی گئی ہے) موجودہ مسجد کے ایک کنارے پر جس کی زمین پرانی مسجد کا جزء ہے، مسئلہ سے ناواقفیت کی بنا پر چائے وغیرہ بنانے کے لئے ایک کمرہ بنایا گیا ہے اور اسی طرح اس کی بالکنی پر جو کہ مسجد میں داخل ہے ایک لائبریری بنائی گئی ہے، برائے مہربانی اس سلسلہ میں اپنا نظریہ بیان فرمائیں؟

ج: سابق مسجد کی جگہ پر چائے خانہ بنانا صحیح نہیں ہے اور اس جگہ کو دوبارہ مسجد کی حالت میں بدلنا واجب ہے مسجد کی چھت بھی مسجد کے حکم میں ہے اور اس پر مسجد کے تمام شرعی احکام و آثار مترتب ہوں گے لیکن بالکنی میں کتابوں کے لئے الماریاں رکھنے اور مطالعہ کے لئے وہاں جمع ہونے میں، اگر نمازگزاروں کے لئے مزاحمت نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۲۱ : اس مسئلہ میں آپ کی کیا رائے ہے کہ ایک گاؤں میں ایک مسجد گرنے والی ہے لیکن فی الحال اسے منہدم کرنے کے لئے کوئی شرعی جواز نہیں ہے کیونکہ وہ راستہ میں رکاوٹ نہیں ہے کیا مکمل طور پر اس مسجد کو منہدم کرنا جائز ہے ؟ اس مسجد کا کچھ اثاثہ اور پیسہ بھی ہے یہ چیزیں کس کو دی جائیں ؟

ج : مسجد کو منہدم وخراب کرنا جائز نہیں ہے اور عمومی طور سے مسجد کا خرابہ بھی مسجدیت سے خارج نہیں ہوگا ، اور مسجد کے اثاثہ ومال کی اگر اس مسجد کو ضرورت نہیں ہے تو استفادہ کے لئے انھیں دوسری مسجدوں میں منتقل کیا جاسکتا ہے ۔

س ۴۲۲ : کیا مسجد کے صحن کے ایک گوشہ میں مسجد کی عمارت میں کسی تصرف کے بغیر ، میوزیم بنانے میں کوئی شرعی حرج ہے جیساکہ آج کل مسجد کی عمارت کے ایک حصہ میں ہی لائبریری بنادی جاتی ہے ؟

ج : صحن مسجد کے گوشہ میں لائبریری یا میوزیم بنانا جائز نہیں ہے اگر وہ صحن مسجد کے وقف کی کیفیت کے مخالف یا عمارت مسجد کی تغیر کا باعث ہو مذکورہ غرض کے لئے بہتر ہے کہ مسجد سے متصل کسی جگہ کا انتظام کیا جائے

س ۴۲۳ : ایک موقوفہ جگہ میں مسجد ، دینی مدرسہ اور عام لائبریری بنائی گئی ہے اور سب کام کررہے ہیں لیکن اس وقت یہ سب بلدیہ کی توسیع کے نقشہ میں آرہے ہیں جن کا انہدام بلدیہ کے لئے ضروری ہے ، ان کے انہدام کے لئے بلدیہ سے کیسے تعاون کیا جائے اور کیسے ان کا معاوضہ لیا جائے تاکہ اس کے عوض نئی اور اچھی عمارت بنائی جاسکے ؟

ج : اگر میونسپلٹی اس کو منہدم کرنے اور معاوضہ دینے کے لئے تیار ہوجائے تو معاوضہ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن کسی اہم مصلحت کے بغیر موقوفہ مسجد ومدرسہ کو منہدم کرنا جائز نہیں ہے ۔

س ۴۲۸ : کیا مسلمانوں کی مسجدوں میں کفار کا داخل ہونا مطلقاً جائز ہے خواہ وہ تاریخی آثار کو دیکھنے کیلئے ہو؟

ج: مسجد حرام و مسجد نبویؐ کے علاوہ دیگر مساجد میں ان کے داخل ہونے میں بذات خود کوئی حرج نہیں ہے، مگر یہ کہ اس سے مسجد کا نجس ہونا لازم آتا ہو، یا اس کی ہتک حرمت ہوتی ہو یا مسجد میں مجنب کے ٹھہرنے کا سبب بنے۔

س ۴۲۹ : کیا اس مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے جو کفار کے ہاتھوں سے بنی ہو ؟

ج: اس میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۳۰ : اگر ایک کافر اپنی خوشی سے مسجد بنانے کے لئے پیسہ دے یا کسی اور طریقے سے مدد کرے تو کیا اسے قبول کرنا جائز ہے؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۳۱ : اگر ایک شخص رات میں مسجد میں آکر سو جائے اور اسے احتلام ہو جائے لیکن جب بیدار ہو تو مسجد سے نکلنے پر قادر نہ ہو تو اس کی کیا ذمہ داری ہے ؟

ج: اگر وہ مسجد سے نکلنے اور دوسری جگہ جانے پر قادر نہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ فوراً تیمم کرے تاکہ اس کے لئے مسجد میں باقی رہنے کا جواز پیدا ہو جائے۔

س ۴۲۴ : جامع مسجد کی توسیع کے لئے اس کے صحن سے چند درختوں کو اکھاڑنا ضروری ہے۔ کیا ان کو اکھاڑنا جائز ہے، جبکہ مسجد کا صحن کافی بڑا ہے اور اس میں اور بھی بہت سے درخت ہیں؟

ج: اگر مسجد کی توسیع کی ضرورت ہو اور مسجد کے صحن کو مسجد میں داخل کرنے اور درخت کاٹنے کو وقف میں تغیر و تبدیلی شمار نہ کیا جاتا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۲۵ : اس زمین کا کیا حکم ہے جو کہ مسجد کے چھت والے حصہ کا جزء تھی، بعد میں بلدیہ کے توسیعی دائرے میں آنے کے بعد مسجد کے اس حصہ کو مجبوراً منہدم کر دیا گیا اور سڑک میں تبدیل ہو گئی؟

ج: اگر ایسے مسجد کی پہلی حالت کی طرف پلٹانے کا احتمال بعید ہو تو اس پر مسجد کے آثار مرتب ہونا نامعلوم ہے۔

س ۴۲۶ : میں عرصہ سے ایک مسجد میں نماز جماعت پڑھاتا ہوں، اور مسجد کے وقف کی کیفیت کی مجھے اطلاع نہیں ہے، دوسری طرف مسجد کے اخراجات کے سلسلے میں بھی مشکلات درپیش ہیں پس کیا مسجد کے سرداب کو مسجد کے شایان شان کسی مقصد کے لئے کرایہ پر دیا جا سکتا ہے؟

ج: اگر سرداب پر مسجد کا عنوان صادق نہیں آتا ہے اور وہ اس کا ایسا جزء بھی نہیں ہے جس کی مسجد کو ضرورت ہو تو کوئی حرج نہیں ہے؟

س ۴۲۷ : مسجد کے پاس کوئی املاک نہیں ہے جس سے اس کے اخراجات پورے کئے جا سکیں اور انتظامیہ کمیٹی مسجد کے چھت والے حصہ کے نیچے مسجد کے اخراجات پورا کرنے کے لئے ایک تہ خانہ کھود کر اس میں کارخانہ یا دوسرے عمومی مراکز بنانا چاہتی ہے، یہ عمل جائز ہے یا نہیں؟

ج: مسجد کے چھت والے حصہ کے نیچے کارخانہ وغیرہ کی تاسیس کے لئے تہ خانہ بنانا جائز نہیں ہے۔

دوسرے دینی مکانات کے احکام

س ۴۲۲ : کیا شرعی نقطۂ نظر سے امام بارگاہ کو چند معیّن اشخاص کے نام رجسٹرڈ کرنا جائز ہے ؟ اور اگر دوسرے افراد جنہوں نے اس عمل خیر یعنی امام بارگاہ کی تعمیر میں شرکت کی ہے، اس امر سے راضی نہ ہوں تو اس کا کیا حکم ہے ؟

ج : دینی مجالس برپا کرنے کے لئے موقوفہ، امام بارگاہ کو معیّن اشخاص کے نام رجسٹرڈ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بہرحال بعض معیّن افراد کے نام کرنے کیلئے لازم ہے کہ ان تمام افراد کی اجازت لی جائے جنہوں نے اس عمارت کے بنانے میں شرکت کی ہے۔

س ۴۲۳ : مسائل کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ مجنب شخص اور حائضہ عورت دونوں کے لئے ائمہ علیہم السلام کے حرم میں داخل ہونا جائز نہیں ہے۔ برائے مہربانی اس کی وضاحت فرمائیں کہ کیا صرف قبہ کے نیچے کی جگہ حرم ہے یا اس سے ملحق ساری عمارت حرم ہے ؟

ج : حرم سے مراد وہ جگہ ہے جو قبۂ مبارکہ کے نیچے ہے اور عرف عام میں جس کو حرم اور زیارت گاہ کہا جاتا ہے۔ لیکن ملحقہ عمارت اور راہداری حرم کے حکم میں نہیں ہیں، ان میں مجنب و حائضہ کے داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے، مگر یہ کہ ان میں سے کسی کو مسجد بنا دیا گیا ہو۔

س ۴۳۴ : قدیم مسجد سے ملحق ایک امام باڑہ بنایا گیا ہے اور آج کل مسجد میں نمازگزاروں کیلئے گنجائش نہیں ہے، کیا مذکورہ امام باڑہ کو مسجد میں شامل کرکے اس سے مسجد کے عنوان سے استفادہ کیا جا سکتا ہے ؟

ج: امام باڑہ میں نماز پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن اگر امام باڑہ شرعاً صحیح طریقے سے امام باڑہ کے عنوان سے وقف کیا گیا ہے تو اسے مسجد میں تبدیل کرنا اور اسے برابر والی مسجد میں مسجد کے عنوان سے ضم کرنا جائز نہیں ہے۔

س ۴۳۵ : کیا اولاد ائمہ علیہم السلام میں سے کسی کے مرقد کے لئے نذر میں آئے ہوئے اسباب اور فرش کو محلہ کی جامع مسجد میں استعمال کیا جا سکتا ہے ؟

ج: اگر یہ چیزیں فرزند امام علیہ السلام کے مرقد اور اس کے زائرین کی ضرورت سے زیادہ ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۳۶ : جو تکیے یا عزاخانے حضرت ابو الفضل العباسؑ اور دیگر شخصیات کے نام پر بنائے جاتے ہیں کیا وہ مسجد کے حکم میں ہیں امید ہے کہ ان کے احکام بیان فرمائیں گے ؟

ج: تکیے اور امام بارگاہیں مسجد کے حکم میں نہیں ہیں۔

نماز گزار کا لباس

س ۴۳۷ : اگر مجھے اپنے لباس کے نجس ہونے میں شک ہو اور میں اس میں نماز پڑھ لوں تو میری نماز باطل ہے یا نہیں ؟

ج: جس لباس کے نجس ہونے میں شک ہو وہ پاک ہے اور اس میں نماز صحیح ہے۔

س ۴۳۸ : میں نے جرمنی میں کھال کی ایک پیٹی (بیلٹ) خریدی کیا اس کو باندھ کر نماز پڑھنے میں کوئی شرعی اشکال ہے۔ اگر مجھے یہ شک ہو کہ یہ اصل کھال کی ہے یا مصنوعی اور یہ کہ یہ تزکیہ شدہ حیوان کی کھال کی ہے یا نہیں تو میری ان نمازوں کا کیا حکم ہے جو میں نے اس میں پڑھی ہیں؟

ج: اگر یہ شک ہو کہ یہ طبیعی کھال کی ہے یا نہیں تو اسے باندھ کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اگر طبیعی کھال ثابت ہونے کے بعد یہ شک ہو کہ وہ تزکیہ شدہ حیوان کی کھال ہے یا نہیں ؟ تو وہ مردار کے حکم میں ہے، مگر گزشتہ نمازیں صحیح ہوں گی۔

س ۴۳۹ : اگر نماز گزار کو یہ یقین ہو کہ اس کے لباس و بدن پر نجاست نہیں ہے اور وہ

نماز بجا لائے اور بعد میں معلوم ہو کہ اس کا بدن یا لباس نجس تھا تو اس کی نماز باطل ہے یا نہیں؟
اور اگر وہ اثنائے نماز میں اس کی طرف متوجہ ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر وہ اپنے بدن یا لباس کے نجس ہونے کو قطعی نہ جانتا ہو اور نماز کے بعد اسے نجاست کا علم ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اور اس پر اعادہ یا قضاء واجب نہیں ہے لیکن اگر وہ اثناء نماز میں اس کی طرف متوجہ ہو جائے اور وہ نجاست کو بغیر ایسے فعل کے جو نماز کے منافی ہے، دور کر سکتا ہو تو اس پر یہی واجب ہے کہ وہ نجاست دور کرے اور اپنی نماز تمام کرے گا لیکن اگر نماز کی شکل کو باقی رکھتے ہوئے نجاست دور نہیں کر سکتا اور وقت میں بھی گنجائش ہے تو نماز توڑنا اور نجاست دور کرنے کے بعد دوبارہ بجالانا واجب ہے۔

س ۴۴۰: زید مراجع عظام میں سے ایک کا مقلد ہے وہ ایک زمانہ تک ایسے حیوان کی کھال جس کا ذبح ہونا مشکوک ہو اور جس میں نماز صحیح نہیں ہوتی — میں نماز پڑھتا رہا۔ پس اس کے مرجع کی رائے کے مطابق اگر ایسے حیوان کی کھال کے نماز میں استعمال پر — جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز کا اعادہ کیا جائے تو کیا مشکوک التذکیہ حیوان کا بھی وہی حکم ہے جو غیر ماکول اللحم حیوان کا ہے؟

ج: جس حیوان کا ذبح مشکوک ہو وہ نجاست میں مردار کے حکم میں ہے۔ اس کا کھانا حرام اور اس (کی کھال) میں نماز جائز نہیں ہے۔

س ۴۴۱: ایک عورت نماز کے درمیان اپنے بعض بالوں کو کھلا ہوا محسوس کرتی ہے اور فوراً چھپا لیتی ہے اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے یا نہیں؟

ج: اگر بال کا کھولنا جان بوجھ کر نہ رہا ہو تو اعادہ واجب نہیں ہے۔

س ۴۴۲: ایک شخص پیشاب کے مقام کو مجبوراً ڈھیلے یا کنکری، لکڑی یا کسی اور چیز سے پاک کرتا ہے اور جب گھر لوٹتا ہے تو اسے پانی سے پاک کر لیتا ہے تو کیا نماز کے لئے داخلی لباس کا بدلنا یا پاک کرنا بھی واجب ہے؟

ج: اگر پیشاب کے مقام کی رطوبت سے لباس نجس نہ ہوا ہو تو اس پر لباس پاک کرنا واجب نہیں ہے۔

س ۴۴۳: بیرون ملک سے جو بعض صنعتی آلات منگائے جاتے ہیں وہ غیر ملکی ماہروں کے ذریعہ فٹ کئے جاتے ہیں جو اسلامی فقہ کے اعتبار سے کافر اور نجس ہیں اور یہ معلوم ہے کہ ان آلات کی فٹنگ تیل اور دوسری چکنائی وغیرہ لگا کر ہاتھ کے ذریعہ انجام پاتی ہے نتیجہ یہ ہے کہ وہ آلات پاک نہیں ہوتے کام کے دوران ان آلات سے کاریگروں کا لباس اور بدن مس ہوتا ہے اور وہ کام کے دوران مکمل طور سے لباس و بدن کو پاک نہیں کر سکتے تو نماز کے سلسلہ میں ان کا فریضہ کیا ہے؟

ج: ممکن ہے کہ آلات کو فٹ کرنے والا کافر اہل کتاب میں سے ہو جو کہ پاک کہلاتے ہیں یا کام کے وقت وہ دستانہ پہنے ہوتے ہو۔ پس صرف کافر کے کام کرنے سے جگہ اور آلات کے نجس ہونے کا یقین حاصل نہیں ہوتا۔ بالفرض اگر کام کے دوران آلات، بدن اور لباس کے نجس ہونے کا یقین حاصل ہو گیا تو نماز کے لئے بدن کا پاک کرنا اور لباس کا پاک کرنا یا بدلنا واجب ہے۔

س ۴۴۴: اگر نماز گزار خون سے نجس رومال یا اس جیسی کوئی نجس چیز اٹھائے یا اسے جیب میں رکھے ہو تو اس کی نماز صحیح ہے یا باطل؟

ج: اگر رومال اتنا چھوٹا ہو جس سے شرم گاہ نہ چھپائی جا سکے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۴۵: کیا اس کپڑے میں نماز صحیح ہے جو آج کل کے ایسے عطر سے معطر کیا گیا ہو جس میں الکحل پایا جاتا ہے؟

ج: جب تک مذکورہ عطر کی نجاست کا علم نہ ہو اس سے معطر کپڑے میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۴۶: حالت نماز میں عورت پر کتنا بدن چھپانا واجب ہے؟ کیا چھوٹی آستین والے لباس پہننے اور جوراب نہ پہننے میں کوئی حرج ہے؟

ج: معیار یہ ہے کہ چہرے کی اتنی مقدار جس کا وضو میں دھونا واجب ہے اور گٹوں تک دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں کو چھوڑ کر پورے بدن کو چھپائے چاہے وہ پردہ ایرانی چادر ہی جیسا ہو۔

س ۴۴۷: حالت نماز میں عورتوں پر قدموں کو چھپانا بھی واجب ہے یا نہیں؟

ج: پنڈلیوں (کی ابتداء) تک دونوں قدموں کا چھپانا واجب نہیں ہے۔

س ۴۴۸: کیا حجاب پہنتے وقت اور نماز میں ٹھوڑی کو مکمل طور پر چھپانا واجب ہے یا نچلے حصہ ہی کو چھپانا کافی ہے یا ٹھوڑی کا اس لئے چھپانا واجب ہے کہ وہ چہرہ کی اس مقدار کا مقدمہ ہے جس کا چھپانا شرعاً واجب ہے؟

ج: ٹھوڑی کا نچلا حصہ چھپانا واجب ہے نہ کہ ٹھوڑی کا چھپانا کیونکہ وہ چہرے کا جزء ہے۔

س ۴۴۹: ایسی نجس چیز (مثلاً رومال یا ٹوپی وغیرہ) جس میں نماز نہیں ہوتی، اس کے ساتھ نماز کے صحیح ہونے کا حکم صرف اس حالت سے مخصوص ہے جب انسان بھولے سے اس میں نماز پڑھ لے یا اس کے حکم یا موضوع کو نہ جانتے ہوئے نماز پڑھ لے یا پھر یہ حالت شبہہ موضوعیہ

یا شبہۂ حکمیہ دونوں میں عام ہے؟

ج: یہ حکم نسیان یا جہالت حکمی یا موضوعی دونوں سے مخصوص نہیں ہے بلکہ نجس شدہ غیر ساتر لباس میں جس میں نماز نہیں ہوتی، حتیٰ علم یا توجہ ہو جانے کی صورت میں بھی نماز پڑھنا جائز ہے۔

س ۴۵۰: کیا نمازگزار کے لباس پر بلی کے بال یا اس کے لعاب دہن کا وجود نماز کے باطل ہونے کا سبب ہے؟

ج: ہاں نماز کے باطل ہونے کا سبب ہے۔

سونے، چاندی کا استعمال

س ۴۵۱ : مردوں کا سونے کی انگوٹھی پہننے کا (خصوصاً نماز میں) کیا حکم ہے ؟

ج : مرد کیلئے سونے کی انگوٹھی پہننا جائز نہیں ہے اور اس میں نماز باطل ہے۔

س ۴۵۲ : مردوں کے لئے سفید سونے کی انگوٹھی پہننے کا کیا حکم ہے ؟

ج : جسے سفید سونا کہا جاتا ہے اگر وہ زرد سونے کے علاوہ کسی دوسرے مادہ سے مرکب ہو تو اس کی انگوٹھی پہننا حرام نہیں ہے۔

س ۴۵۳ : کیا اس وقت بھی سونا پہننے میں کوئی شرعی اشکال ہے جب وہ زینت کے لئے نہ ہو اور دوسروں کی نظر میں نہ آئے ؟

ج : مردوں کے لئے سونا پہننا مطلق طور پر حرام ہے چاہے وہ زینت کے قصد سے نہ پہنا جائے یا دوسروں کی نظروں سے پوشیدہ رکھا جائے۔

س ۴۵۴ : مردوں کے لئے سونا پہننے کا کیا حکم ہے ؟ کیونکہ ہم بعض لوگوں کو یہ ادّعا کرتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ کم مدت کے لئے ــ جیسے عقد کے وقت ــ سونا پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے ؟

ج : مردوں کے لئے سونا پہننا حرام ہے چاہے تھوڑے وقت کے لئے ہو یا زیادہ

وقت کے لئے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

س ۴۵۵ : نماز گزار کے لباس کے احکام کو محفوظ رکھتے ہوئے اور اس حکم کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ مردوں کا خود کو سونے سے مزین کرنا حرام ہے، درج ذیل دو سوالوں کے جواب مرحمت فرمائیں:

۱۔ کیا سونے سے زینت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مردوں کے لئے مطلق طور پر سونے کا استعمال حرام ہے خواہ ہڈی کے زخم اور دانت بنوانے ہی کے لئے ہو ؟

۲۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ہمارے شہر میں رواج ہے کہ نئے شادی شدہ جوڑے منگنی میں زرد سونے کی انگوٹھی پہنتے ہیں اور عام لوگوں کی نظر میں یہ چیز کسی طرح بھی زینت میں شمار نہیں ہوتی بلکہ یہ اس شخص کے لئے ازدواجی زندگی کی شروعات کی علامت ہے، اس سلسلے میں آپ کا کیا نظریہ ہے؟

ج : ۱۔ مردوں کے سونا پہننے کے حرام ہونے کا معیار زینت کا صادق آنا نہیں ہے بلکہ کسی بھی طرح اور کسی بھی قصد سے سونا پہننا حرام ہے چاہے وہ سونے کی انگوٹھی ہو یا گلو بند و زنجیر وغیرہ ہو لیکن زخم میں بھرنے اور دانت بنوانے میں مردوں کے لئے سونے کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۲۔ منگنی کی زرد سونے کی انگوٹھی پہننا مردوں کے لیے ہر حال میں حرام ہے۔

س ۴۵۶ : سونے کے ان زیورات کو بیچنے اور انھیں بنانے کا کیا حکم ہے جو مردوں سے مخصوص ہیں اور جنھیں عورتیں نہیں پہنتیں ؟

ج : سونے کے زیورات بنانا اگر وہ صرف مردوں کے استعمال کے لئے ہوں حرام ہے اور اسی طرح انھیں مردوں کے لئے خریدنا اور بیچنا بھی جائز نہیں ہے۔

س ۴۵۷ : ہم بعض دعوتوں میں دیکھتے ہیں کہ شیرینی چاندی کے ظروف میں پیش کی جاتی ہے کیا اس عمل

کوچاندی کے ظروف میں کھانے سے تعبیر کیا جائے گا ؟ اور اس کا کیا حکم ہے ؟

ج: کھانے کے قصد سے چاندی کے برتن میں سے کھانے وغیرہ کی چیز لینا حرام ہے۔

س۴۵۸: کیا مردوں کے لئے جائز ہے کہ وہ دانتوں پر سونے کا رنگ چڑھوائیں یا سونے کا دانت لگوائیں ؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے، سامنے کے چار دانتوں کے سوا۔ پس اگر زینت کے قصد سے ایسا کیا جائے تو اس میں اشکال ہے۔

س۴۵۹: کیا دانت پر سونے کا خول چڑھوانے میں کوئی اشکال ہے ؟ اور دانت پر پلاٹینیم کا خول چڑھوانے کا کیا حکم ہے ؟

ج: دانت پر سونے یا پلاٹینیم کا خول چڑھوانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اگر زینت کی غرض سے خصوصاً سامنے کے چار دانتوں پر سونے کا خول چڑھوائے تو اشکال سے خالی نہیں ہے۔

اذان واقامت

س ۴۶۰ : رمضان المبارک میں ہمارے گاؤں میں مؤذّن ہمیشہ صبح کی اذان وقت سے چند منٹ پہلے ہی دیتا ہے تاکہ لوگ درمیان اذان یا اذان ختم ہونے تک کھانے پینے سے فارغ ہو لیں۔کیا یہ عمل صحیح ہے ؟

ج: اگر اذان کی آواز لوگوں کو شبہہ میں مبتلا نہ کرے اور وہ طلوع فجر کے اعلان کے عنوان سے نہ ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے ۔

س ۴۶۱ : بعض اشخاص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کی انجام دہی کے لئے وہ اجتماعی صورت میں عام راستوں میں اذان دیتے ہیں اور خدا کا شکر ہے کہ اس اقدام سے علاقے میں کھلّم کھلا فسق و فساد روکنے میں بڑا اثر ہوا ہے اور عام لوگ خصوصاً جوان اوّل وقت نماز پڑھنے لگے ہیں ؟

لیکن ایک صاحب کہتے ہیں کہ : یہ عمل شریعت اسلامی میں وارد نہیں ہوا ہے ، یہ بدعت ہے ، اس بات سے شبہہ پیدا ہو گیا ہے ، آپ کا کیا نظریہ ہے ؟

ج: روزانہ کی واجب نمازوں کے اوّل اوقات میں نماز کے لئے اذان دینا اور سامعین کی طرف سے اسے بلند آواز سے دہرانا مستحبات میں سے ہے جن کی شریعت نے تاکید کی ہے اور سڑکوں کے کناروں پر اجتماعی صورت

میں اذان دینے میں اگر یہ عمل بے حرمتی یا راستہ روکنے اور دوسروں کی اذیّت کا سبب نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۶۲ : چونکہ اذان دینا عبادی، سیاسی عمل ہے اور اس میں عظیم ثواب ہے لہٰذا مومنین نے یہ طے کیا ہے کہ وہ لاؤڈ اسپیکر کے بغیر واجب نماز کے وقت خصوصاً نماز صبح کے لئے اپنے اپنے گھروں کی چھت سے اذان دیں گے (لیکن) سوال یہ ہے کہ اگر اس عمل پر بعض ہمسایہ اعتراض کریں تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج : عام طور پر جس طرح اذان دی جاتی ہے اس طرح مکان کی چھت سے اذان دینے میں کوئی اشکال نہیں ہے بشرطیکہ اس سے دوسروں کو تکلیف نہ پہنچے اور نہ ہمسایوں کے گھروں کی طرف نگاہ اٹھائی جائے۔

س ۴۶۳ : رمضان المبارک میں اذان صبح کو چھوڑ کر، مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے سحری کے مخصوص پروگرام نشر کرنے کا کیا حکم ہے تاکہ سب لوگ سن لیں؟

ج : رمضان المبارک کی راتوں میں جہاں اکثر لوگ تلاوت قرآن مجید، دعائیں پڑھنے اور دینی و مذہبی مراسم میں شرکت کے لئے بیدار رہتے ہیں وہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر یہ مسجد کے ہمسایوں کی تکلیف کا موجب ہو تو جائز نہیں ہے۔

س ۴۶۴ : کیا اذان صبح سے قبل مساجد اور مراکز سے بہت بلند آواز میں جس کی آواز کئی کلومیٹر تک پہنچے قرآنی آیات اور دعاؤں کا نشر کرنا صحیح ہے؟ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ یہ سلسلہ آدھے گھنٹے سے زیادہ دیر تک جاری رہتا ہے؟

ج : رائج طریقہ کے مطابق نماز صبح کے وقت کے داخل ہو جانے کے اعلان کیلئے لاؤڈ اسپیکر سے اذان دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ مسجد سے آیات قرآنی اور دعاؤں وغیرہ کا کسی بھی وقت نشر کرنا اگر

ہمسایوں کے لئے تکلیف کا باعث ہے تو اس کے لئے شرعاً کوئی جواز نہیں ہے بلکہ اس میں اشکال ہے اور بنیادی طور پر آیات قرآنی کی تلاوت اور دعاؤں کو نشر کرکے دوسروں کو زحمت میں مبتلا کرنا صحیح نہیں ہے۔

س ۴٦۵: کیا اپنی نماز کے لئے مرد عورت کی اذان پر اکتفا کر سکتا ہے؟

ج: عورت کی اذان پر اکتفا کرنا بعید نہیں ہے اگر اس کے تمام کلمات سنے گئے ہوں۔

س ۴٦٦: واجب نماز کی اذان و اقامت میں شہادت ثالثہ یعنی سید الاوصیاء (حضرت علیؑ) علیہ السلام کو امیر و ولی کہنے کے سلسلہ میں آپ کا کیا نظریہ ہے؟

ج: شرع کے لحاظ سے اذان و اقامت کا جزء نہیں ہے لیکن اگر اذان و اقامت کے جزء اور اس میں شامل ہونے کے قصد سے نہ ہو تو اسے کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ اگر خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ و علیٰ اوصیائہ المعصومینؑ کہنا اپنے عقیدہ کے اعتراف و اذعان کے لئے ہو تو راجح و بہتر ہے۔

قرائت اور اس کے احکام

س ۴۶۷ : ہماری اس نماز کا کیا حکم ہے جس میں قرائت جہری یعنی آواز سے نہ ہو ؟

ج مردوں پر واجب ہے کہ وہ صبح، مغرب اور عشاء کی نماز میں حمد و سورہ کو بلند آواز سے پڑھیں

س ۴۶۸ : اگر ہم صبح کی قضا نماز پڑھنا چاہیں تو اسے بلند آواز سے پڑھیں گے یا آہستہ ؟

ج صبح، مغرب اور عشاء کی نمازوں میں چاہے وہ ادا ہوں یا قضا، حمد و سورہ کو بہر حال آواز سے پڑھنا واجب ہے چاہے ان کی قضا دن میں پڑھی جائے.

س ۴۶۹ : ہم جانتے ہیں کہ نماز کی ایک رکعت نیت، تکبیرۃ الاحرام، حمد و سورہ اور رکوع و سجود پر مشتمل ہے دوسری طرف ظہر و عصر اور مغرب کی تیسری رکعت اور عشاء کی آخری دو (تیسری و چوتھی) رکعتوں کو آہستہ پڑھنا بھی واجب ہے لیکن ٹیلی ویژن سے تیسری رکعت کے رکوع و سجود کو بلند آواز سے نشر کیا جاتا ہے جبکہ معلوم ہے کہ رکوع و سجود دونوں ہی اس رکعت کے جزو ہیں جس کو آہستہ پڑھنا واجب ہے ۔ اس مسئلہ میں آپ کا کیا حکم ہے ؟

ج مغرب عشا اور صبح کی نماز میں آواز سے پڑھنا واجب ہے اور ظہر و عصر کی نماز میں آہستہ پڑھنا واجب ہے. لیکن یہ صرف حمد و سورہ میں ہے ۔ جیسا کہ مغرب و عشا کی پہلی دو رکعتوں کے علاوہ باقی رکعتوں میں اخفات یعنی آہستہ پڑھنا

واجب ہے اور یہ (اخفات) صرف سورہ حمد یا تسبیحات (اربعہ) سے مخصوص ہے لیکن رکوع و سجود کے ذکر نیز تشہّد و سلام اور اسی طرح نماز پنجگانہ کے تمام واجب اذکار میں مکلّف کو اختیار ہے کہ وہ انھیں آواز سے ادا کرے یا آہستہ پڑھے۔

س ٤٧٠: اگر کوئی شخص، روزانہ کی سترہ ۱۷ رکعت نمازوں کے علاوہ احتیاطاً سترہ ۱۷ رکعت قضا نماز پڑھنا چاہتا ہے تو اس پر صبح اور مغرب و عشا کی پہلی دو رکعتوں میں حمد و سورہ آواز سے پڑھنا واجب ہے یا آہستہ پڑھنا؟

ج: نماز پنجگانہ کے اخفات و جہر کے وجوب میں ادا و قضا نماز کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے، چاہے وہ احتیاطی ہی کیوں نہ ہو۔

س ٤٧١: ہم جانتے ہیں کہ لفظ صلوٰۃ کے آخر میں "ۃ" ہے لیکن اذان میں حیّ علی الصّلاۃ ("ھا" کے ساتھ) کہتے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟

ج: لفظ صلوٰۃ کے اختتام پر "ہا" پر وقف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ یہی معیّن ہے۔

س ٤٧٢: تفسیر سورہ حمد میں امام خمینیؒ کے نظریہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ آپ نے سورۂ حمد کی تفسیر میں لفظ مَلِكِ کو "مالك" پر ترجیح دی ہے تو کیا واجب و غیر واجب نمازوں میں اس سورۂ مبارکہ کی قرائت میں دونوں طریقوں سے پڑھنا صحیح ہے؟

ج: اس مورد میں احتیاط کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے

س ٤٧٣: کیا نماز گزار کے لئے صحیح ہے کہ وہ "غیر المغضوب علیہم ..." پڑھنے کے

بعد عطف فوری کے بغیر وقف کرے پھر "ولا الضآلین" پڑھے اور کیا تشہد میں لفظ "محمدٌ" پر ٹھہرنا صحیح ہے جیسا کہ ہم (صلواۃ پڑھتے وقت) کہتے ہیں اللّٰھم صلّ علی محمّد پھر تھوڑے وقفے کے بعد "وآل محمّد" کہتے ہیں؟

ج: اس حد تک کوئی حرج نہیں ہے جب تک کہ وحدتِ جملہ میں خلل نہ پیدا ہو۔

س ۲۷۴: امام خمینیؒ سے درج ذیل طریقہ سے استفتا کیا گیا:

تجوید میں حرف "ضاد" کے تلفظ کے سلسلہ میں متعدد اقوال ہیں آپ کس قول پر عمل کرتے ہیں؟ اس کے جواب میں امام خمینیؒ نے لکھا کہ علمائے تجوید کے مطابق حروف کے مخارج کی معرفت واجب نہیں ہے بلکہ ہر حرف کا تلفظ اس طرح ہونا واجب ہے کہ عرب کے عرف کے نزدیک صادق آجائے کہ وہ حرف ادا ہو گیا،

اب سوال یہ ہے:

اوّل یہ کہ اس عبارت کے معنی کیا ہیں کہ "عرب کے عرف میں یہ صادق آجائے کہ اس نے وہ حرف ادا کیا ہے"

دوسرے: کیا علم تجوید کے قواعد عرف ولغتِ عرب سے نہیں بنائے گئے ہیں۔ جیسا کہ ان ہی سے صرف ونحو کے قواعد بنائے گئے ہیں؟ پس لغت وعرف میں جدائی کیسے ممکن ہے؟

تیسرے: اگر کسی کو کسی معتبر طریقہ سے یہ علم حاصل ہو گیا کہ وہ قرائت کے دوران حروف کو صحیح مخارج سے ادا نہیں کرتا ہے یا وہ عام طور پر حروف وکلمات کو صحیح شکل میں ادا نہیں کرتا اور اس کے سیکھنے کے لئے اسے ہر قسم کے مواقع فراہم ہیں، گویا سیکھنے کے لئے اس کی استعداد بھی اچھی ہے یا اس کا علم حاصل کرنے کے لئے اس کے پاس وقت بھی ہے تو کیا ــ اپنی صلاحیت کی حدود میں ــ اس پر صحیح قرائت سیکھنے یا صحیح سے نزدیک قرائت کے سیکھنے کی کوشش کرنا

واجب ہے یا نہیں ؟

ج: قرائت کے صحیح ہونے میں معیار یہ ہے کہ وہ اہل زبان، جنہوں نے تجوید کے قواعد وضوابط بنائے ہیں، ان کی قرائت کے موافق ہو۔ اس بنا پر کسی حرف کے تلفظ کی کیفیت میں جو علمائے تجوید کے اقوال میں اختلاف ہے، اگر یہ اختلاف اہل زبان کے تلفظ کی کیفیت کو سمجھنے میں ہے تو اس کی اصل اور مرجع خود عرف اہل لغت ہے لیکن اگر اقوال کے اختلاف کا سبب تلفظ کی کیفیت میں خود اہل زبان کا اختلاف ہے تو مکلف کو اختیار ہے کہ جس قول کو چاہے اختیار کرے۔

س ۴۷۵: جس شخص کی ابتداء سے نیت یا عادت ہو کہ وہ حمد کے بعد سورۂ اخلاص پڑھتا ہے اور اور اگر کبھی اس نے سورہ مشخص کئے بغیر بسم اللہ پڑھ لی تو کیا اس پر واجب ہے کہ پہلے سورہ معین کرے اس کے بعد دوبارہ بسم اللہ پڑھے؟

ج: اس پر بسم اللہ کا اعادہ کرنا واجب نہیں ہے بلکہ وہ اسی پر اکتفا کر سکتا ہے اور پھر حمد کے بعد جو سورہ چاہے پڑھ سکتا ہے۔

س ۴۷۶: کیا واجب نمازوں میں عربی الفاظ کو کامل طور پر ادا کرنا واجب ہے؟ اور کیا اس صورت میں بھی نماز کو صحیح کہا جائے گا جب کلمات کا تلفظ مکمل طور پر صحیح عربی میں نہ کیا جائے؟

ج: نماز کے تمام اذکار جیسے حمد و سورہ کی قرائت اور دیگر ذکر و تسبیحات کا صحیح طریقے سے ادا کرنا واجب ہے۔ اور اگر نماز گزار عربی الفاظ کی اس کیفیت کو نہیں جانتا جس کے مطابق ان کا پڑھنا واجب ہے تو اس پر سیکھنا واجب ہے

اور اگر سیکھنے سے عاجز ہو تو معذور ہے۔

س ۴۷۷ : نماز میں قلبی قرائت، یعنی کلمات کو تلفظ کے بدلے دل میں دہرانے پر قرائت صادق آتی ہے یا نہیں ؟

ج: اس پر قرائت کا عنوان صادق نہیں آتا اور نماز میں ایسے تلفظ کا ہونا ضروری ہے جس پر قرائت صادق آئے۔

س ۴۷۸ : بعض مفسرین کی رائے کے مطابق قرآن مجید کے چند سورے مثلاً سورۂ فیل و قریش، انشراح و ضحیٰ کامل سورے نہیں ہیں، وہ کہتے ہیں کہ جو شخص ان سوروں میں سے ایک سورہ مثلاً سورۂ فیل پڑھے اس پر اس کے بعد سورۂ قریش پڑھنا واجب ہے اسی طرح سورۂ انشراح و ضحیٰ کو بھی ایک ساتھ پڑھنا واجب ہے۔ پس اگر کوئی شخص نماز میں سورۂ فیل یا تنہا سورۂ ضحیٰ پڑھتا ہے اور اس مسئلہ سے واقف نہیں ہے تو اس کا کیا فریضہ ہے ؟

ج: وہ گزشتہ نمازیں، جن میں اس نے سورۂ فیل و ایلاف یا سورۂ ضحیٰ و الم نشرح میں سے ایک سورہ پر اکتفا کی ہے، صحیح ہیں اگر وہ اس مسئلہ سے بے خبر رہا ہو۔

س ۴۷۹ : اگر اثناء نماز میں ایک شخص غافل ہو جائے اور ظہر کی تیسری رکعت میں حمد و سورہ پڑھے اور نماز تمام ہونے کے بعد اسے یاد آئے تو کیا اس پر اعادہ واجب ہے ؟ اور اگر یاد نہ آئے تو اس کی نماز صحیح ہے یا نہیں ؟

ج: پہلی دو رکعتوں کے علاوہ دیگر رکعات میں بھی سورہ حمد پڑھنا کافی ہے خواہ غفلت و نسیان ہی سے پڑھے۔ اور غفلت یا جہالت

کی وجہ سے زیادہ سورہ پڑھنے سے بھی اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہوتی۔

س ۴۸۰ : امام خمینیؒ کا نظریہ ہے کہ نماز ظہر و عصر میں اخفات کا معیار عدم جہر ہے اور یہ بات ہمیں معلوم ہے کہ دس حروف کے علاوہ بقیہ حروف جہری صورت میں پڑھے جاتے ہیں۔ اس بنا پر اگر ہم نماز ظہر و عصر کو آہستہ پڑھیں تو اٹھارہ جہری حروف کا حق کیسے ادا ہوگا۔ امید ہے کہ اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں گے ؟

ج: اخفات کا معیار بالکل بے صدا پڑھنا نہیں ہے۔ بلکہ اس سے مراد آواز کا اچھی طرح اظہار کرنا ہے اور یہ جہر کے مقابل ہے جس سے مراد آواز کا اظہار ہے

س ۴۸۱ : غیر عرب افراد خواہ مرد ہوں یا عورتیں اسلام قبول کر لیتے ہیں لیکن عربی سے واقف نہیں ہوتے وہ اپنے دینی واجبات یعنی نماز وغیرہ کو کس طرح ادا کر سکتے ہیں ؟ اور بنیادی طور سے ان کے لئے عربی سیکھنا ضروری ہے یا نہیں ؟

ج: نماز میں تکبیر، حمد و سورہ، تشہد اور سلام کا سیکھنا واجب ہے اور اسی طرح جس چیز میں بھی عربی کا تلفظ شرط ہے، اسے سیکھنا واجب ہے۔

س ۴۸۲ : کیا اس بات پر کوئی دیل ہے کہ شب کے نوافل یا جہری نمازوں کے نوافل کو آواز سے پڑھا جائے۔ اسی طرح اخفاتی نمازوں کے نوافل کو آہستہ پڑھا جائے۔ اگر جواب مثبت ہے تو کیا اگر جہری نماز کے نوافل آہستہ اور اخفاتی نماز کے نوافل بلند آواز سے پڑھے جائیں تو کافی ہونگے؟ اس سلسلے میں اپنے فتوے سے نوازیئے ؟

ج: واجب جہری نمازوں کے نوافل کو بھی آواز سے پڑھنا مستحب اور (یوں ہی) آہستہ پڑھی جانے والی نمازوں کے نوافل کو آہستہ

پڑھنا مستحب ہے اگر اس کے خلاف اور برعکس عمل کرے تو بھی جائز ہے۔

س ۴۸۳: کیا نماز میں سورۂ حمد کے بعد ایک کامل سورہ کی تلاوت کرنا واجب ہے یا قرآن کی چند آیتیں پڑھنا کافی ہے؟ اور کیا پہلی صورت میں یعنی حمد و سورہ پڑھنے کے بعد قرآن کی چند آیتیں پڑھنا جائز ہے؟

ج: روزمرہ کی واجب نمازوں میں ایک کامل سورہ کے بجائے قرآن کی چند آیات پڑھنا کافی نہیں ہے لیکن مکمل سورہ پڑھنے کے بعد قرآن کے عنوان سے بعض آیات کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۸۴: اگر سستی کی وجہ سے یا اس لہجہ کے سبب جس میں انسان گفتگو کرتا ہے حمد و سورہ کے پڑھنے یا نماز کے کلمات و حرکات کے اعراب کی ادائیگی میں غلطی ہو جائے اور کلمہ "یُولَدْ" کے بجائے "یُولِدْ" بالکسرہ پڑھے تو اس نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر یہ جان بوجھ کر ہے یا وہ جاہل مقصر جو سیکھنے پر قدرت رکھتا ہے اس کے باوجود ایسا کرتا ہے تو اس کی نماز باطل ہے ورنہ صحیح ہے۔

س ۴۸۵: ایک شخص کی عمر ۳۵ یا ۴۰ سال ہے، بچپنے میں اس کے والدین نے اسے نماز نہیں سکھائی تھی، اس اَن پڑھ آدمی نے صحیح طریقہ سے نماز سیکھنے کی کوشش کی لیکن نماز کے اذکار و کلمات کو صحیح صورت میں ادا کرنا اس کے امکان میں نہیں ہے بلکہ بعض کلمات کو تو وہ ادا ہی نہیں کر پاتا ہے کیا اس کی نماز صحیح ہے؟

ج: اس کی نماز صحیح ہے بشرطیکہ جتنے کلمات کا ادا کرنا اس کے بس میں ہے انھیں ادا کرے۔

س ۴۸۶: میں نماز کے کلمات کا ویسے ہی تلفظ کرتا تھا جیسا کہ میں نے انھیں اپنے والدین سے سیکھا تھا اور جیسا کہ ہمیں مڈل اسکول میں سکھایا گیا تھا، بعد میں مجھے یہ معلوم ہوا کہ میں ان کلمات کو غلط

طریقہ سے پڑھتا تھا، کیا مجھ پر ــــ امام خمینی طاب ثراہ کے فتوے کے مطابق ــــ ان نمازوں کا اعادہ کرنا واجب ہے ؟ یا وہ تمام نمازیں جو میں نے اس طریقہ سے پڑھی ہیں صحیح ہیں ؟

ج : سوال کی مفروضہ صورت میں گزشتہ تمام نمازیں صحیح ہیں نہ ان کا اعادہ کرنا ہے اور نہ قضا۔

س ۴۸۷ : کیا اس شخص کی نماز اشارے سے صحیح ہے جس کو گونگے پن کا مرض لاحق ہو گیا ہے اور وہ بولنے پر قادر نہیں ہے لیکن اس کے حواس سالم ہیں ؟

ج : مذکورہ فرض کے مطابق اس کی نماز صحیح اور کافی ہے۔

ذکر

س ۴۸۸ : کیا جان بوجھ کر رکوع و سجود کے اذکار کو ایک دوسرے کی جگہ ادا کرنے میں کوئی حرج ہے ؟

ج : اگر انہیں محض اللہ عزاسمہ کے ذکر کے عنوان سے بجا لائیں تو کوئی حرج نہیں ہے رکوع و سجود اور پوری نماز صحیح ہے ۔

س ۴۸۹ : اگر ایک شخص بھولے سے سجود میں رکوع کا ذکر پڑھتا ہے یا اس کے برعکس رکوع میں سجود کا ذکر پڑھتا ہے اور اسی وقت اس کو یاد آگیا اور وہ اس کی اصلاح کرلے تو کیا اس کی نماز باطل ہے؟

ج : اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس کی نماز صحیح ہے ۔

س ۴۹۰ : اگر نماز گزار کو نماز سے فارغ ہونے کے بعد یا اثنار نماز میں یاد آجائے کہ ذکر غلط تھا تو اس مسئلہ میں کیا حکم ہے ؟

ج : اگر ذکر کے محل سے آگے بڑھ چکا ہے یعنی رکوع و سجود کو ختم کر چکا ہے تو اس کے ذمہ کچھ نہیں ہے ۔

س ۴۹۱ : کیا نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں ایک مرتبہ تسبیحات اربعہ پڑھنا کافی ہے ؟

ج : کافی ہے ، اگرچہ تین مرتبہ پڑھنا احتیاط مستحب ہے ۔

س ۴۹۲ : نماز میں تین مرتبہ تسبیحات اربعہ پڑھنا چاہئے مگر ایک شخص بھولے سے چار مرتبہ پڑھتا ہے تو

کیا خدا کے نزدیک اس کی نماز قبول ہے ؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

س ۴۹۳ : اس شخص کا کیا حکم ہے جو یہ نہیں جانتا کہ اس نے نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات اربعہ تین مرتبہ پڑھی ہے یا اس سے زیادہ یا کم پڑھی ہے ؟

ج: ایک مرتبہ پڑھنا بھی کافی ہے اور وہ بری الذمہ ہے اور جب تک رکوع میں نہیں جاتا اس وقت تک وہ تسبیحات میں کم پر بنا رکھتے ہوئے اس کی تکرار کرے گا، یہاں تک کہ اسے یقین ہو جائے کہ تسبیحات اربعہ تین مرتبہ پڑھ لی ہیں

س ۴۹۴ : کیا نماز میں بدن کی حرکت کے وقت "بحول اللہ" کہنا جائز ہے کیا یہ اسی طرح صحیح ہے جس طرح قیام کی حالت میں صحیح ہے ؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور مذکورہ ذکر کی اصل صورت یہ ہے کہ اسے نماز کی اگلی رکعت کے قیام کی حالت میں انجام پانا چاہیئے۔

س ۴۹۵ : ذکر سے کیا مراد ہے ؟ کیا اس میں نبی اکرمؐ اور آپؐ کی آلؑ پر صلوات بھی شامل ہے؟

ج: جو عبادت بھی اللہ عز اسمہ کے ذکر پر مشتمل ہے وہ ذکر ہے اور محمدؐ و آل محمدؐ پر صلوات بھیجنا بہترین ذکر ہے۔

س ۴۹۶ : نماز وتر، جو کہ ایک ہی رکعت ہے، جب ہم اس میں قنوت کے لئے ہاتھ بلند کرتے ہیں اور خدا سے اپنی حاجتیں طلب کرتے ہیں تو کیا اس میں کوئی اشکال ہے کہ ہم اپنی حاجتیں فارسی میں بیان کریں ؟

ج: قنوت میں فارسی میں دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ قنوت میں مطلق دعا کسی بھی زبان میں کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

سجدہ کے احکام

س ۴۹۷ : سیمنٹ اور موزائیک (ٹائلز) پر سجدہ اور تیمم کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: ان دونوں پر سجدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن تیمم محلّ اشکال ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ نہ کیا جائے۔

س ۴۹۸ : کیا حالت نماز میں اس موزائیک (ٹائل) پر ہاتھ رکھنے میں کوئی اشکال ہے جس میں چھوٹے چھوٹے سوراخ ہوں؟

ج: مذکورہ فرض میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ۴۹۹ : کیا مٹی کی اس سجدہ گاہ پر سجدہ کرنے میں کوئی اشکال ہے جو میل سے کالی ہو گئی ہو اس طرح کہ اصل خاک اس میل کی پرت سے چھپ گئی ہو اور پیشانی اور خاک کے درمیان حائل ہو؟

ج: اگر سجدہ گاہ پر اتنا زیادہ میل ہو جو پیشانی اور سجدہ گاہ کی خاک کے درمیان حاجب بن جائے تو اس پر سجدہ باطل ہے اور اسی طرح نماز بھی (باطل ہے)

س ۵۰۰ : ایک عورت سجدہ گاہ پر سجدہ کرتی ہے اور اس کی پیشانی خاص کر سجدہ کی جگہ حجاب سے چھپی ہوئی ہے، تو کیا اس پر ان نمازوں کا اعادہ واجب ہے؟

ج: اگر وہ سجدہ کے وقت اس حائل کی طرف متوجہ نہ تھی تو اس پر نمازوں کا اعادہ واجب نہیں ہے۔

س ۵۰۱ : ایک عورت سجدہ گاہ پر اپنا سر رکھتی ہے اور یہ محسوس کرتی ہے کہ اس کی پیشانی مکمل طور پر خاک سے مس نہیں ہوئی ہے، گویا چادر یا رومال حائل ہے جو مکمل طور پر سجدہ گاہ سے مس نہیں ہونے دے رہا ہے۔ لہٰذا وہ اپنا سر اٹھاتی ہے اور حائل چیز کو ہٹا کر دوبارہ خاک پر اپنا سر رکھتی ہے اس مسئلہ میں کیا حکم ہے؟ اگر اس کے بعد والے عمل کو مستقل سجدہ فرض کیا جائے تو اس کے ساتھ پڑھی جانے والی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

ج : اس پر واجب ہے کہ زمین سے اٹھائے بغیر پیشانی کو اتنی حرکت دے کہ وہ خاک تک پہنچ جائے اور اگر سجدہ گاہ پر سجدہ کرنے کے لئے زمین سے پیشانی اٹھانا لاعلمی اور فراموشی کی وجہ سے ہو اور یہ کام وہ ایک ہی رکعت کے دو سجدوں میں سے ایک میں انجام دیتی ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اور اعادہ واجب نہیں ہے لیکن اگر وہ سجدہ گاہ پر سجدہ کرنے کے لئے جان بوجھ کر سر اٹھاتی ہے یا ہر رکعت کے دونوں سجدوں میں ایسا کرتی ہے تو اس کی نماز باطل ہے اور اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے۔

س ۵۰۲ : حالت سجدہ میں ساتوں اعضائے سجدہ کو زمین پر رکھنا واجب ہے لیکن ہمارے لئے یہ مقدور نہیں ہے کیونکہ ہم جنگی زخمیوں میں سے ہیں جو متحرک کرسی سے استفادہ کرتے ہیں۔ نماز کے لئے ہم یا سجدہ گاہ کو پیشانی تک لاتے ہیں یا سجدہ گاہ کو کرسی کے بازو پر رکھ کر اس پر سجدہ کرتے ہیں کیا ہمارا اس طرح سجدہ کرنا صحیح ہے؟

ج : اگر آپ کرسی کے دستہ پر سجدہ گاہ رکھ کر اس پر سجدہ کر سکتے ہیں تو ایسا ہی کریں اور آپ کی نماز صحیح ہے ورنہ جو طریقہ بھی آپ کے لئے ممکن ہو مثلاً اشارہ یا ایماء ہی سے رکوع وسجود کریں اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ اللہ

آپ لوگوں کو مزید توفیق عطا کرے۔

س۵۰۳ : مقامات مقدسہ کی زمین پر بچھائے گئے سنگ مرمر پر سجدہ کرنے کا کیا حکم ہے ؟

ج : سنگ مرمر پر سجدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س۵۰۴ : سجدہ کی حالت میں انگوٹھے کے علاوہ پیر کی بعض دیگر انگلیوں کے زمین پر رکھنے کا کیا حکم ہے؟

ج : اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س۵۰۵ : کچھ دنوں پہلے نماز کے لئے ایک سجدہ گاہ بنائی گئی ہے جسے "مہراین" کہتے ہیں۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ وہ نماز گزار کی رکعتوں اور سجدوں کو شمار کرتی ہے اور ایک حد تک شک کو رفع کرتی ہے۔ یہ معلوم ہے کہ جس کمپنی نے اس سجدہ گاہ کو بنایا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ مراجع تقلید نے اس پر سجدہ کی اجازت دی ہے۔ آپ (بھی) اپنے نظریہ سے آگاہ فرمائیں۔ واضح رہے کہ جب اس پر پیشانی رکھی جاتی ہے۔ اس وقت وہ نیچے کی طرف حرکت کرتی ہے اس لئے کہ اس کے نیچے لوہے کی ایک اسپرنگ ہے۔ کیا ایسی صورت میں اس پر سجدہ صحیح ہے ؟

ج : اگر یہ ان چیزوں میں سے ہے جن پر سجدہ کرنا صحیح ہے اور پیشانی رکھنے اور اس پر دباؤ پڑنے کے بعد وہ ثابت ہوجاتی ہے اور ٹھہر جاتی ہے تو اس پر سجدہ کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

س۵۰۶ : سجدوں کے بعد بیٹھتے وقت ہم کس پیر کو دوسرے پیر کے اوپر رکھیں ؟

ج : داہنے پیر کو بائیں پیر کے باطنی حصہ پر رکھنا مستحب ہے۔

س۵۰۷ : رکوع و سجود میں واجب ذکر کے بعد کون سا ذکر بہتر و افضل ہے ؟

ج : واجب ذکر ہی کی اتنی تکرار کرے کہ وہ طاق پر تمام ہوجائے (مثلاً ۳، ۵،

۷، ۹) اس کے علاوہ سجود میں دنیوی و اخروی حاجات طلب کرنا بھی مستحب ہے۔

س ۵۰۸ : اگر قاری سامنے نہ ہو بلکہ دیگر ذرائع (مثلاً ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈر) کے ذریعہ وہ آیات نشر ہو رہی ہوں جن میں سجدہ واجب ہے تو ان کو سننے کے بعد شرعی فریضہ کیا ہے؟

ج: ٹیپ ریکارڈر وغیرہ کے ذریعہ آیاتِ سجدہ کے سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا ہے۔ لیکن اگر ریڈیو اور لاؤڈ اسپیکر سے براہ راست زندہ تلاوت نشر ہو رہی ہو، تو بنا بر احتیاط سجدہ واجب ہے۔

نماز میں سلام کے احکام

س ۵۰۹ : کیا بچوں اور بچیوں کے سلام کا جواب دینا واجب ہے ؟

ج : لڑکے لڑکیوں میں سے ممیز بچوں کے سلام کا جواب دینا یوں ہی واجب ہے جیسے مردوں اور عورتوں کے سلام کا جواب دینا واجب ہے۔

س ۵۱۰ : اگر کسی شخص نے سلام سُنا اور غفلت یا کسی دوسری وجہ سے اس کا جواب نہ دیا یہاں تک کہ تھوڑا فاصلہ ہو گیا تو کیا اس کے بعد جواب سلام دینا واجب ہے ؟

ج : اگر اتنی تاخیر ہو جائے کہ اس کو سلام کا جواب نہ کہا جائے تو جواب دینا واجب نہیں ہے۔

س ۵۱۱ : اگر ایک شخص ایک جماعت پر اس طرح سلام کرے " السلام علیکم جمیعًا " اور ان میں سے ایک نماز پڑھ رہا ہو تو کیا نماز پڑھنے والے پر سلام کا جواب دینا واجب ہے جبکہ حاضرین بھی سلام کا جواب دیں ؟

ج : احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر دوسرے جواب دینے والے موجود ہوں تو نمازی جواب دینے میں عجلت نہ کرے۔

س ۵۱۲ : جو تحیّت (مثلاً آداب و بندگی) سلام کے صیغہ کی صورت میں نہ ہو تو اس کا جواب

دینے کے سلسلے میں آپ کا کیا نظریہ ہے ؟

ج: اگر تحیت قول کی صورت میں ہو اور عرف عام میں اسے تحیت شمار کیا جاتا ہو اور اگر انسان نماز میں ہے تو اس کا جواب دینا جائز نہیں ہے لیکن اگر حالت نماز میں نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ جواب دے۔

س ۵۱۳ : اگر ایک شخص ایک ہی وقت کئی بار سلام کرے یا متعدد اشخاص سلام کریں تو کیا سب کا ایک ہی مرتبہ جواب دینا کافی ہے ؟

ج: پہلی صورت میں ایک ہی مرتبہ جواب دینا کافی ہے اور دوسری صورت میں ایک صیغہ کے ذریعہ جو سب کو شامل ہو سب کے سلام کا جواب دینا کافی ہے

س ۵۱۴ : ایک شخص "سلام علیکم" کے بجائے صرف "سلام" کہتا ہے ۔کیا اس کے سلام کا جواب دینا واجب ہے ؟ اور اگر کوئی نابالغ "سلام علیکم" کہے تو کیا اس کا جواب دینا واجب ہے ؟

ج: اگر عرف میں اسے سلام و تحیت کہا جاتا ہے تو اس کا جواب دینا واجب ہے اور اگر سلام کرنے والا بچہ ممیز ہو تو اس کے سلام کا جواب دینا بھی واجب ہے۔

مبطلاتِ نماز

س ۵۱۵ : کیا تشہد میں اَشْهَدُ اَنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيًّا وَلِيُّ اللهِ کہنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے ؟

ج : ان امور کو، جو واجب نمازوں کے تشہد میں وارد نہیں ہوئے ہیں، اس قصد سے بجالانا کہ وہ شرع میں وارد ہوئے ہیں، یعنی تشہد کا جزء ہیں نماز کو باطل کر دیتا ہے، چاہے وہ امور بذات خود حق اور صحیح ہوں ۔

س ۵۱۶ : ایک شخص جو اپنی عبادتوں میں ریاکاری کرتا رہا اور اب وہ اپنے نفس سے جہاد کر رہا ہے تو کیا اسے بھی ریاکاری سے تعبیر کیا جائے گا ؟ وہ ریا سے کس طرح اجتناب کرے ؟

ج : قربۃً الی اللہ کے قصد سے عبادات کا بجالانا واجب ہے اور ریا سے نجات حاصل کرنے کے لئے اسے عظمت و شان خدا اور اپنی ضعف و ناتوانی اور اپنے اور تمام انسانوں کے خدا کا محتاج ہونے کے بارے میں غور کرنا چاہئے

س ۵۱۷ : عورتوں پر، حالت نماز میں ہاتھوں کو ایک دوسرے کے اوپر رکھنا واجب ہے یا نہیں؟

ج: واجب نہیں ہے اور اگر ہاتھ باندھنے کی صورت میں ہو تو ناجائز ہے۔

س ۵۱۸: برادران اہل سنت والجماعت کی نماز جماعت میں شرکت کے وقت، امام جماعت کے سورۂ حمد پڑھنے کے بعد بلند آواز سے "آمین" کہی جاتی ہے۔ اس کے بارے میں ہمارے لئے کیا حکم ہے؟

ج: اگر مذکورہ فرض میں تبعیت "آمین" کہنے کا اقتضا کرے تو کوئی حرج نہیں ہے ورنہ جائز نہیں ہے۔

س ۵۱۹: ہم کبھی اثنائے نماز میں بچہ کو کوئی خطرناک کام کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو کیا سورۂ حمد یا دوسرے سورہ یا بعض ذکر کے کچھ کلمات کو بلند آواز سے پڑھ سکتے ہیں تاکہ بچہ متنبہ ہوجائے یا ہم گھر میں موجود کسی شخص کو ملتفت کریں اور اسے خطرہ سے خبردار کردیں تاکہ خطرہ رفع ہوجائے؟ نیز اثنائے نماز میں ہاتھ کو حرکت دینے یا بھوؤں کے ذریعہ کسی شخص کو سمجھانے یا اس کے کسی سوال کا جواب دینے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر آیات و اذکار پڑھتے وقت آواز بلند کرکے دوسروں کو خبردار کرنے سے نماز کی ہیئت (حالت) سے خارج نہ ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے بشرطیکہ قرائت اور ذکر کو، قرائت و ذکر ہی کی نیت سے انجام دیا جائے۔ ہاں حالت نماز میں بولنا یا ایسی حرکت کرنا جو سکون و طمانیت یا نماز کی شکل کے منافی ہو اس سے نماز باطل ہوجاتی ہے۔

س ۵۲۰: اگر اثنائے نماز میں کوئی شخص کسی مضحکہ خیز بات کو یاد کرکے یا کسی مضحکہ خیز امر کی وجہ سے ہنس پڑے تو اس کی نماز باطل ہے یا نہیں؟

ج: اگر ہنسی آواز کے ساتھ ــــ یعنی قہقہہ ــــ ہو تو نماز باطل ہے۔

س۵۲۱: کیا قنوت کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر ملنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے؟ اگر یہ بطلان کا سبب ہے تو کیا اسے معصیت و گناہ بھی شمار کیا جائے گا؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور نہ یہ نماز کے باطل ہونے کا سبب ہے۔

س۵۲۲: کیا حالتِ نماز میں دونوں آنکھوں کا بند کرنا جائز ہے کیونکہ آنکھیں کھلی رکھنا انسان کی فکر کو نماز سے بہکا دیتا ہے؟

ج: حالت نماز میں دونوں آنکھوں کو بند کرنے میں شرع کے لحاظ سے کوئی حرج نہیں ہے۔

س۵۲۳: میں اکثر اثنائے نماز میں ان ایمانی لحظات اور معنوی حالات کو یاد کرتا ہوں جن کے سائے میں نے بعثی کافر نظام میں زندگی گزاری تھی، اس سے میرے خشوع میں اضافہ ہوتا ہے، کیا اس سے نماز باطل ہوتی ہے؟

ج: اس سے نماز کی صحت کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

س۵۲۴: اگر دو اشخاص میں تین دن تک دشمنی اور جدائی باقی رہے تو کیا اس سے ان کا نماز روزہ باطل ہو جاتا ہے؟

ج: دو اشخاص کے درمیان دشمنی اور جدائی پیدا ہونے سے نماز روزہ باطل نہیں ہوتا۔

شکیات اور ان کے احکام

س ۵۲۵ : جو شخص نماز کی تیسری رکعت میں ہو اور اسے یہ شک ہو جائے کہ قنوت پڑھا ہے یا نہیں تو اس کا کیا حکم ہے ؟ کیا وہ اپنی نماز کو تمام کرے یا شک پیدا ہوتے ہی توڑ دے ؟

ج : مذکورہ شک کی پروا نہیں کی جائے گی، نماز صحیح ہے اور مکلف کے ذمہ کوئی چیز نہیں ہے

س ۵۲۶ : کیا نافلہ نمازوں میں رکعات کے علاوہ کسی اور چیز میں شک کی اعتناء کی جائے گی ؟ مثلاً یہ شک کرے کہ ایک سجدہ یا دونوں سجدے بجالایا ہے یا نہیں ؟

ج : نافلہ کے اقوال و افعال میں شک کی پروا کرنے کا وہی حکم ہے جو واجب نمازوں کے اقوال و افعال میں شک کا ہے بشرطیکہ انسان محل شک سے نہ گزرا ہو۔ محل شک کے گزر جانے کے بعد شک کی پروا نہیں کرنا چاہئے۔

س ۵۲۷ : کثیر الشک کا حکم یہ ہے کہ وہ اپنے شک کی پروا نہ کرے لیکن اگر اسے نماز میں شک ہو جائے تو اس کا کیا فریضہ ہے ؟

ج : اس کا فریضہ ہے کہ جس چیز کے بارے میں شک ہو اسے انجام شدہ قرار دے اور اگر اسے انجام شدہ سمجھنے سے خرابی لازم آئے تو اس کے عدم پر بنا رکھے

اس سلسلہ میں رکعات، افعال اور اقوال کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

س ۵۲۸ : اگر کوئی شخص چند سال کے بعد اس بات کی طرف متوجہ ہو کہ اس کی عبادتیں باطل تھیں یا وہ ان میں شک کرے تو اس کا کیا فریضہ ہے ؟

ج: عمل کے بعد شک کی پروا نہیں کی جاتی اور باطل ہونے کے علم کی صورت میں ان ہی کی قضاء واجب ہے جنھیں بجا لا سکتا ہو۔

س ۵۲۹ : اگر سہواً نماز کے بعض اجزاء کو دوسرے اجزاء کی جگہ بجا لائے یا اثنائے نماز میں اس کی نظر کسی چیز پر پڑ جائے یا بھولے سے کچھ کہدے تو اس کی نماز باطل ہے یا نہیں ؟ اور اس پر کیا واجب ہے ؟

ج: نماز میں بھولے سے جو اعمال سرزد ہو جاتے ہیں وہ بطلان کا سبب نہیں ہیں، ہاں بعض موقعوں پر سجدہ سہو کا موجب ہوتے ہیں لیکن کسی رکن میں کمی یا زیادتی ہو جائے تو اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

س ۵۳۰ : اگر کوئی اپنی نماز کی ایک رکعت بھول جائے اور پھر آخری رکعت میں اسے یاد آجائے مثلاً پہلی رکعت کو دوسری رکعت خیال کرے اور اس کے بعد تیسری اور چوتھی رکعت بجا لائے لیکن آخری رکعت میں اس بات کی طرف متوجہ ہو کہ یہ تیسری رکعت ہے تو اس کا شرعی فریضہ کیا ہے؟

ج: سلام سے قبل اس پر اپنی نماز کی چھوٹی ہوئی رکعت کو بجالانا واجب ہے ، اس کے بعد سلام پھیرے اس حالت میں اگر بھولے سے کچھ زیادہ انجام دیا ہو یا بعض ایسے واجبات چھوٹ جائیں جو رکن نہیں ہیں تو اس پر دو سجدۂ سہو بجالانا واجب ہے اور واجب تشہد کو اس کے مقام پر ترک

کردے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کی قضا بھی بجا لائے۔

س ۵۳۱: نماز احتیاط کی رکعات کی تعداد کا جاننا کیسے ممکن ہے کہ یہ ایک رکعت ہے یا دو؟

ج: نماز احتیاط کی رکعتوں کی مقدار اتنی ہی ہوگی جتنی احتمالی طور پر نماز میں چھوٹ گئی ہے۔ پس اگر دو اور چار کے درمیان شک ہو تو دو رکعت نماز احتیاط واجب ہے اور اگر تین اور چار کے درمیان شک ہو تو ایک رکعت نماز احتیاط واجب ہے۔

س ۵۳۲: اگر کوئی بھولے سے یا غلطی سے ذکر، آیات قرآن یا دعائے قنوت میں سے کوئی کلمہ (زیادہ) پڑھ لے تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے؟

ج: واجب نہیں ہے۔

قضا نماز

س ۵۴۳ : میں سترہ سال کی عمر تک احتلام اور غسل وغیرہ کے بارے میں نہیں جانتا تھا اور ان امور کے متعلق کسی سے کوئی بات نہیں سنی تھی، خود بھی جنابت اور غسل واجب ہونے کے معنی نہیں سمجھتا تھا لہٰذا اس عمر تک میرے روزے اور نمازوں میں اشکال ہے، امید ہے کہ مجھے اس فریضہ سے مطلع فرمائیں گے جس کا انجام دینا میرے اوپر واجب ہے؟

ج: ان تمام نمازوں کی قضا واجب ہے جو آپ نے جنابت کی حالت میں پڑھی لیکن اصل جنابت کا علم نہ ہونے کی صورت میں جو روزے جنابت کی حالت میں رکھے ہیں وہ صحیح اور کافی ہیں ان کی قضا واجب نہیں ہے۔

س ۵۴۴ : افسوس کہ میں جہالت اور ضعیف الارادہ ہونے کی وجہ سے استمناء (مشت زنی) کیا کرتا تھا جس کے باعث بعض اوقات نماز نہیں پڑھتا تھا۔ لیکن مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ میں نے کتنے دنوں تک نماز ترک کی ہے اور پھر میں نے مستقل طور سے نماز نہیں چھوڑی تھی بلکہ ان ہی اوقات میں نماز نہیں پڑھتا تھا جن میں مجنب ہوتا تھا اور غسل نہیں کرپاتا تھا میرے خیال میں چھ ماہ کی نماز چھوٹی ہوگی اور میں نے اس مدت کی قضا نمازوں کو ادا کرنے

کا ارادہ کرلیا ہے، آیا ان نمازوں کی قضا واجب ہے یا نہیں؟

ج: جتنی پنجگانہ نمازوں کے بارے میں آپ کو یقین ہے کہ ادا نہیں کی ہیں یا حالت حدث میں پڑھی ہیں، آپ پر ان کی قضا واجب ہے۔

س ۵۳۵: جس شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس کے ذمہ قضا نمازیں ہیں یا نہیں اور اگر بالفرض اس کے ذمہ قضا نمازیں ہوں تو کیا اس کی مستحب و نافلہ پڑھی ہوئی نمازیں، قضا نمازیں شمار ہو جائیں گی؟

ج: نوافل و مستحب نمازیں قضا نمازیں شمار نہیں ہوں گی۔ اگر اس کے ذمہ قضا نمازیں ہیں تو ان کو قضا کی نیّت سے پڑھنا واجب ہے۔

س ۵۳۶: میں تقریباً سات ماہ قبل بالغ ہوا ہوں اور بالغ ہونے سے چند ہفتے پہلے میں یہ سمجھتا تھا کہ بلوغ کی علامت صرف قمری حساب سے پندرہ سال کامل ہونا ہے۔ مگر میں نے اس وقت ایک کتاب کا مطالعہ کیا جس میں لڑکوں کے بلوغ کی علامات بیان ہوئی ہیں، تو اس میں کچھ اور بھی علامتیں میں نے دیکھیں جو مجھ میں پائی جاتی تھیں لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ یہ علامتیں کب سے وجود میں آئی ہیں، کیا اب میرے ذمہ نماز و روزہ کی قضا ہے؟ واضح رہے کہ میں کبھی کبھی نماز پڑھتا تھا اور گزشتہ سال ماہ رمضان کے سارے روزے رکھے ہیں پس اس مسئلہ کا کیا حکم ہے؟

ج: ان تمام روزوں اور نمازوں کی قضا واجب ہے جن کے بالغ ہونے کے بعد چھوٹ جانے کا یقین ہے۔

س ۵۳۷: اگر ایک شخص نے ماہ رمضان میں تین غسل جنابت انجام دیئے مثلاً ایک بیسویں تاریخ ایک پچیسویں تاریخ اور ایک ستائیسویں تاریخ کو بعد میں اسے یہ یقین

ہوگیا کہ ان میں سے ایک غسل باطل تھا۔ پس اس شخص کے نماز، روزے کا کیا حکم ہے؟

ج: روزے صحیح ہیں لیکن نماز کی قضا احتیاطاً واجب ہے۔

س۵۳۸: ایک شخص نے ایک عرصہ تک ناواقفیت کی بنا پر غسل جنابت میں ترتیب کی رعایت نہیں کی تو اس کے روزہ نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر ترتیب کی رعایت نہ کرنا غسل کے باطل ہونے کا سبب ہے جیسے سر و گردن دھونے سے پہلے جسم کا دایاں حصہ دھوئے یا داہنے حصہ سے پہلے بایاں حصہ دھوئے تو جو نمازیں اس نے حدث اکبر کی حالت میں پڑھی ہیں ان کی قضا واجب ہے لیکن اگر وہ اس وقت اپنے غسل کو صحیح سمجھتا تھا تو اس کے روزے صحیح ہیں۔

س۵۳۹: جو شخص ایک سال کی قضا نمازیں پڑھنا چاہتا ہے، اسے کس طرح پڑھنا چاہئے؟

ج: اسے کسی ایک نماز سے شروع کرنا چاہئے اور نماز پنجگانہ کی طرح پڑھنا چاہئے۔

س۵۴۰: اگر ایک شخص پر کئی نمازیں واجب ہیں تو کیا وہ درج ذیل ترتیب کے مطابق ان کی قضا کر سکتا ہے:

۱۔ صبح کی بیس نمازیں پڑھے۔

۲۔ ظہر و عصر کی بیس بیس نمازیں پڑھے۔

۳۔ مغرب و عشاء کی بیس بیس نمازیں پڑھے اور سال بھر اسی طریقہ پر عمل پیرا رہے۔

ج: مذکورہ طریقہ سے قضا نمازیں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س۵۴۱: ایک شخص کا سر زخمی ہو گیا جس کا اثر اس کے دماغ تک پہنچا، اس

کے نتیجہ میں اس کا ہاتھ، بایاں پیر اور زبان شل ہوگئی (اس سانحہ کے نتیجے میں وہ) نماز کا طریقہ بھول گیا اور اسے دوبارہ سیکھ بھی نہیں سکتا۔ لیکن کتاب میں پڑھ کر یا کیسٹ سے سن کر نماز کے بعض اجزاء کو سمجھ سکتا ہے، اس وقت نماز کے سلسلہ میں اس کے سامنے دو مشکلیں ہیں:

۱۔ وہ پیشاب کے بعد طہارت نہیں کر سکتا اور نہ وضو کر سکتا ہے۔

۲۔ نماز میں اسے قرائت کی مشکل ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ اسی طرح چھ ماہ سے اس کی جو نمازیں چھوٹ گئی ہیں، ان کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر وہ — دوسروں کی مدد سے ہی — وضو یا تیمم کر سکتا ہے تو واجب ہے کہ وہ جس طرح ہو سکے نماز پڑھے چاہے کیسٹ سن کر یا کتاب دیکھ کر یا وہ جس ذریعہ سے پڑھ سکتا ہو۔ اور گزشتہ فوت ہو جانے والی نمازوں کی قضا واجب ہے مگر جس نماز کے پورے وقت وہ بے ہوش رہا ہے اس کی قضا واجب نہیں ہے۔

س۵۴۲: جوانی کے زمانہ میں مغرب و عشا اور صبح کی نماز سے زیادہ میں نے ظہر و عصر کی نمازیں قضا کی ہیں لیکن نہ میں ان کے تسلسل کو جانتا ہوں نہ ترتیب کو اور نہ ان کی تعداد کو، کیا اس موقع پر اسے نماز دور پڑھنا ہوگی؟ اور نماز دور کیا ہے؟ امید ہے کہ اس کی وضاحت فرمائیں گے۔

ج: ترتیب کی رعایت واجب نہیں ہے، اور جتنی نمازوں کے فوت ہونے کا آپکو یقین ہے۔ ان ہی کی قضا بجالانا کافی ہے اور ترتیب کے حصول کے لئے آپ پر دور کی نماز اور تکرار واجب نہیں ہے۔

س ۵۴۳ : ایک کافر (بالغ ہونے کے ایک) عرصہ کے بعد اسلام لاتا ہے تو اس پر ان نمازوں اور روزوں کی قضا واجب ہے یا نہیں جو اس نے ادا نہیں کی ہیں ؟

ج: واجب نہیں ہے۔

س ۵۴۴ : شادی کے بعد کبھی کبھی میرے عضوِ مخصوص سے ایک قسم کا سیّال مادہ نکل آتا تھا جسے میں سمجھتا تھا کہ نجس ہے۔ اس لئے غسلِ جنابت کی نیت سے غسل کرتا اور پھر وضو کے بغیر نماز پڑھتا تھا، توضیح المسائل میں اس سیّال مادہ کو "مذی" کا نام دیا گیا ہے، اب یہ فیصلہ نہیں کر پا رہا ہوں کہ جو نمازیں میں نے مجنب ہوئے بغیر غسل جنابت کر کے بلا وضو کے پڑھی ہیں ان کا کیا حکم ہے ؟

ج: وہ تمام نمازیں جو آپ نے سیّال مادّہ نکلنے کے بعد غسل جنابت کر کے وضو کئے بغیر ادا کی ہیں ان کی قضا واجب ہے۔

س ۵۴۵ : بعض اشخاص نے گمراہ کن پروپیگنڈہ کے زیر اثر کئی سال تک نماز اور دیگر واجبات ترک کر دیئے تھے لیکن امام خمینیؒ کا رسالۂ عملیہ آنے کے بعد انہوں نے خدا سے توبہ کر لی اور اب وہ چھوٹ جانے والے واجبات کی قضا نہیں کر سکتے، ان کا کیا حکم ہے ؟

ج: جتنی مقدار میں بھی ممکن ہو ان پر قضا ہو جانے والے واجبات کا ادا کرنا واجب ہے۔

س ۵۴۶ : ایک شخص مر گیا اور اس کے ذمہ رمضان المبارک کے روزے اور قضا نمازیں تھیں، اس نے کچھ مال چھوڑا ہے اگر اسے صرف کیا جائے تو فقط ماہ مبارک رمضان کے روزوں کی قضا ہو سکتی ہے اور نماز باقی رہے گی یا نماز پڑھوائی جا سکتی ہے اور روزے باقی رہ جاتے ہیں اس صورت میں کس کو مقدم کیا جائے ؟

ج: نماز اور روزہ میں (ایک کو دوسرے پر) ترجیح نہیں ہے جب تک (انسان) زندہ ہے اس پر خود قضا نماز و روزہ ادا کرنا واجب ہے اور جب خود ادا نہ کرسکے تو اس پر واجب ہے کہ آخر عمر میں یہ وصیت کرے کہ میرے ایک تہائی ترکہ سے قضا نمازوں کو اجرت پر ادا کرائیں۔

س ۵۴۷: میں زیادہ تر نمازیں پڑھتا رہا ہوں اور جو چھوٹ گئی ہیں ان کی قضا کی ہے یہ چھوٹ جانے والی نمازیں وہ ہیں جن کے اوقات میں، میں سوتا رہا ہوں یا اس وقت میرا بدن و لباس نجس رہا ہے جن کا پاک کرنا دشوار تھا پس میں یہ کیسے سمجھوں کہ نماز پنجگانہ، نمازِ قصر اور نماز آیات میں سے میرے ذمہ کتنی نمازیں باقی ہیں؟

ج: جتنی نمازوں کے چھوٹ جانے کا یقین ہے ان ہی کی قضا پڑھنا کافی ہے اور ان میں سے جتنی کے بارے میں آپ کو یہ یقین ہو کہ وہ قصر ہیں یا نماز آیات، انھیں اپنے یقین کے مطابق بجالائیے اور باقی کو نماز پنجگانہ سمجھ کر پوری پڑھئے اس سے زیادہ آپ کے ذمہ کوئی چیز نہیں ہے۔

بڑے بیٹے پر باپ کی قضا نمازیں

س ۵۴۸ : میرے والد دماغی فالج کا شکار ہوئے اور اس کے بعد دو سال تک مریض رہے مرض کی بنا پر وہ اچھے برے میں تمیز نہیں کر پاتے تھے یعنی ان سے سوچنے سمجھنے کی قوت ہی سلب ہوگئی تھی، چنانچہ دو برسوں کے دوران انہوں نے نہ روزہ رکھا اور نہ نماز ادا کی۔ میں ان کا بڑا بیٹا ہوں پس کیا مجھ پر ان کے روزہ اور نماز کی قضا واجب ہے؟ جبکہ میں جانتا ہوں کہ اگر وہ مذکورہ مرض میں مبتلا نہ ہوتے تو ان کی قضا مجھ پر واجب تھی۔ امید ہے کہ اس مسئلہ میں میری راہنمائی فرمائیں گے؟

ج: اگر ان کی قوتِ عقلیہ اتنی زیادہ کمزور نہیں ہوئی تھی جس پر جنون کا عنوان صادق آسکے اور نہ نماز کے پورے اوقات میں وہ بے ہوش رہتے تھے تو ان کی فوت ہوجانے والی نمازوں کی قضا واجب ہے۔

س ۵۴۹ : اگر ایک شخص مرجائے تو اس کے روزہ کا کفّارہ دینا کس پر واجب ہے؟ کیا اس کے بیٹوں اور بیٹیوں پر یہ کفّارہ دینا واجب ہے؟ یا کوئی اور شخص بھی دے سکتا ہے؟

ج: جو کفّارہ باپ پر واجب ہے اگر وہ کفّارہ مخیّرہ تھا یعنی وہ روزہ رکھنے

اور کھانا کھلانے پر قدرت رکھتا تھا تو اگر ترکہ میں سے کفّارہ کا دینا ممکن ہے تو اس میں سے نکال کر ادا کیا جائے ورنہ احتیاط واجب ہے کہ بڑا بیٹا روزے رکھے۔

س ۵۵۰ : ایک سن رسیدہ آدمی لبعض اسباب کی بنا پر اپنے گھر والوں کو چھوڑ کر چلا گیا اور ان سے رابطہ رکھنے سے معذور ہو گیا وہ اپنے باپ کا سب سے بڑا بیٹا ہے۔ اسی زمانے میں اس کے والد کا انتقال ہو گیا۔ وہ باپ کی قضا نماز وغیرہ کی مقدار نہیں جانتا ہے اور اتنا مال بھی نہیں رکھتا کہ باپ کی نماز اجارہ پڑھوائے۔ نیز بڑھاپے کی وجہ سے خود بھی باپ کی قضا بجا نہیں لا سکتا پھر وہ کیا کرے؟

ج : باپ کی صرف ان ہی نمازوں کی قضا واجب ہے جن کے فوت ہونے کا علم ہو اور جس طریقے سے بھی ممکن ہو بڑے بیٹے پر باپ کی نمازوں کی قضا واجب ہے۔ ہاں اگر وہ اسے ادا ہی نہ کر سکتا ہو تو معذور ہے۔

س ۵۵۱ : اگر کسی شخص کی بڑی اولاد بیٹی ہو اور دوسری اولاد بیٹا ہو تو کیا ماں باپ کی قضا نماز اور روزہ اس بیٹے پر بھی واجب ہے؟

ج : معیار یہ ہے کہ بیٹوں میں سب سے بڑا بیٹا ہو لہٰذا مذکورہ سوال میں باپ کے روزے اور نماز کی قضا اسی بیٹے پر واجب ہے جو باپ کی دوسری اولاد ہے اور ماں کے فوت ہو جانے والے روزے اور نماز کی قضا کا واجب ہونا ثابت نہیں ہے اگرچہ احتیاط مستحب ہے کہ اس کی قضا نماز و روزے بھی ادا کئے جائیں۔

س ۵۵۲ : اگر بڑے بیٹے کا باپ سے پہلے انتقال ہو جائے ــ خواہ بالغ ہو یا

نابالغ ـــــ تو باقی اولاد سے باپ کی قضا ساقط ہو جائے گی یا نہیں ؟

ج: باپ کے روزہ نماز کی قضا اس بڑے بیٹے پر واجب ہے، جو باپ کی وفات کے وقت زندہ ہے خواہ وہ باپ کی پہلی اولاد یا پہلا بیٹا نہ ہو۔

س ۵۵۳: میں اپنے باپ کی اولاد میں بڑا بیٹا ہوں کیا مجھ پر واجب ہے کہ باپ کے قضا فرائض کی ادائیگی کی غرض سے ان کی زندگی ہی میں ان سے تحقیق کر لوں یا ان پر واجب ہے کہ وہ مجھے ان کی مقدار سے باخبر کریں پس اگر وہ باخبر نہ کریں تو میرا کیا فریضہ ہے ؟

ج: آپ پر تحقیق اور سوال کرنا واجب نہیں ہے لیکن اس سلسلہ میں باپ پر وصیت کرنا واجب ہے۔ بہر حال بڑا بیٹا مکلف ہے کہ اپنے باپ کے انتقال کے بعد اس کے یقینی طور پر چھوٹ جانے والے روزے اور نمازیں ادا کرے۔

س ۵۵۴: ایک شخص کا انتقال ہوا اور اس کا کل اثاثہ وہ گھر ہے جس میں اس کی اولاد رہتی ہے، اور اس کے ذمہ روزے اور نمازیں باقی رہ گئے ہیں اور بڑا بیٹا اپنی مشغولیتوں کی بنا پر انہیں ادا نہیں کر سکتا، پس کیا اولاد پر واجب ہے کہ وہ اس گھر کو فروخت کر کے باپ کے روزے اور نمازیں ادا کرائیں ؟

ج: جن روزوں اور نمازوں کی قضا باپ پر واجب تھی بہر حال ان کی قضا بڑے بیٹے پر ہے لیکن اگر مرنے والا یہ وصیت کر دے کہ میرے ترکہ کے ایک تہائی حصہ سے اجرت پر نماز، روزہ کی قضا ادا کرائیں اور ترکہ بھی اس امر کے لئے کافی ہو تو ترکہ میں سے ایک تہائی مال اس میں صرف کرنا واجب ہے۔

س ۵۵۵: اگر بڑا بیٹا جس پر باپ کی قضا نماز واجب تھی، مرچکا ہو تو کیا اس قضا کو اس کے وارث ادا کریں گے یا یہ قضا دادا کی اولاد میں سے دوسرے بیٹے پر واجب ہوگی؟

ج: باپ کی جو نمازیں اور روزے بڑے بیٹے پر واجب تھے۔ ان کی قضا اس کے بیٹے پر واجب نہیں ہے اور نہ ہی اس کے بھائی پر واجب ہے۔

س ۵۵۶: جب باپ قطعی طور سے نماز نہ پڑھتا ہو تو کیا اس کی ساری نمازیں قضا ہیں اور بڑے بیٹے پر واجب ہیں؟

ج: احتیاط واجب یہ ہے کہ اس صورت میں بھی اس کی نمازیں پڑھی جائیں۔

س ۵۵۷: جس باپ نے جان بوجھ کر اپنے تمام عبادی اعمال کو ترک کیا ہے کیا بڑے بیٹے پر اسکی تمام نمازوں اور روزوں کا ادا کرنا واجب ہے جن کی مقدار پچاس سال تک پہنچتی ہے؟

ج: بعید نہیں ہے کہ عمداً ترک کرنے کی صورت میں ان کی قضا بڑے بیٹے پر واجب نہ ہو لیکن اس صورت میں بھی اس کی قضا ادا کرنے کی احتیاط کو ترک نہیں کرنا چاہئے۔

س ۵۵۸: جب بڑے بیٹے پر خود اس کی نماز اور روزے کی قضا بھی ہو اور باپ کے روزے اور نمازوں کی قضا بھی ہو تو اس وقت دونوں میں سے کس کو مقدم کرے گا؟

ج: اس صورت میں اسے اختیار ہے جس کو بھی پہلے شروع کرے گا صحیح ہے۔

س ۵۵۹: میرے والد کے ذمہ کچھ قضا نمازیں ہیں لیکن انھیں ادا کرنے کی ان میں استطاعت نہیں ہے اور میں ان کا بڑا بیٹا ہوں، کیا یہ جائز ہے کہ — جبکہ وہ ابھی زندہ ہیں — میں ان کی فوت ہو جانے والی نمازیں بجالاؤں یا کسی شخص سے اجارہ پر پڑھوا دوں؟

ج: زندہ شخص کی قضا نمازوں اور روزوں کی نیابت صحیح نہیں۔

نمازِ جماعت

س ۵۶۰ : امام جماعت نماز میں کیا نیّت کرے ؟ جماعت کی نیّت کرے یا فرادیٰ کی ؟

ج : اگر جماعت کی فضیلت حاصل کرنا چاہتا ہے تو واجب ہے کہ امامت و جماعت کا قصد کرے ۔ اگر امامت کے قصد کے بغیر نماز شروع کرے تو اس کی نماز اور دوسروں کے لئے اس کی اقتدا میں کوئی اشکال نہیں۔

س ۵۶۱ : فوجی مراکز میں نماز جماعت کے وقت ــــ جو کہ دفتری کام کے وقت میں قائم ہوتی ہے ــــ بعض کارکن کام کی وجہ سے نماز جماعت میں شریک نہیں ہو پاتے ۔ اگرچہ وہ اس کام کو دفتری اوقات کے بعد یا دوسرے دن بھی انجام دے سکتے ہیں ۔ کیا اس عمل کو نماز کو سبک سمجھنے سے تعبیر کیا جائے گا ؟

ج : فی نفسہ نماز جماعت میں شرکت واجب نہیں ہے لیکن اوّل وقت اور جماعت کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے بہتر یہ ہے کہ دفتری امور کو اس طرح منظم کریں جس سے وہ اس الٰہی فریضہ کو کم سے کم وقت میں جماعت کے ساتھ انجام دے سکیں۔

س ۵۶۲ : ان مستحب اعمال ، جیسے مستحب نماز یا دعائے توسل اور دوسری دعاؤں کے بارے میں

آپ کا کیا نظریہ ہے جو سرکاری اداروں میں نماز سے پہلے یا بعد میں یا اثنائے نماز میں پڑھی جاتی ہیں جن میں نماز جماعت سے بھی زیادہ وقت صرف ہوتا ہے ۔

ج: جو مستحب اعمال اور دعائیں ، الٰہی فریضہ اور اسلامی شعائر یعنی نماز جماعت کے ساتھ انجام پاتے ہیں اگر دفتری وقت کے ضائع ہونے اور دفتری کاموں کی تاخیر کے موجب ہوتے ہوں تو ان میں اشکال ہے ۔

س ۵۶۳ : کیا اس جگہ دوسری نماز جماعت قائم کرنا صحیح ہے جہاں سے بچاس یا سو میٹر کی دوری پر بے پناہ نماز گزاروں کے ساتھ ایک جماعت برپا ہوتی ہے اور اذان اور اقامت کی آواز بھی سنی جاتی ہے ؟

ج: ایسی دوسری جماعت قائم کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن مومنین کے شایان شان ہے کہ وہ ایک ہی جگہ جمع ہوں اور ایک جماعت میں شریک ہوں تاکہ نماز جماعت کی عظمت میں چار چاند لگ جائیں ۔

س ۵۶۴ : جب مسجد میں نماز جماعت قائم ہوتی ہے اس وقت ایک شخص یا چند اشخاص اس قصد سے اپنی فرادی نماز شروع کرتے ہیں کہ امام جماعت کی نااہلی یا بے عدالتی ثابت ہو جائے ، اس عمل کا کیا حکم ہے ؟

ج: اس میں اشکال ہے کیونکہ نماز جماعت کی تضعیف کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح اس امام جماعت کی اہانت اور بے عزتی کرنا بھی جائز نہیں ہے جس کو لوگ عادل سمجھتے ہوں ۔

س ۵۶۵ : ایک محلہ میں متعدد مساجد ہیں اور سب میں نماز جماعت ہوتی ہے اور ایک مکان

دو مسجدوں کے درمیان واقع ہے اس طرح کہ ایک مسجد اس سے دس گھروں کے فاصلہ پر واقع ہے اور دوسری دو ہی گھروں کے بعد ہے اور اس گھر میں نماز جماعت برپا ہوتی ہے، اس کا کیا حکم ہے ؟

ج: ضروری ہے کہ نماز جماعت کو اتحاد و الفت کے لئے قائم کیا جائے نہ کہ اختلاف و افتراق کا ذریعہ بنایا جائے۔ مسجد سے متصل گھر میں نماز جماعت قائم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگر اختلاف و پراگندگی کا سبب نہ ہو۔

س ۵۶۶ : کیا کسی شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ مسجد کے امام راتب ــ جس کی مساجد کے مرکز نے تائید کی ہے ــ کی اجازت کے بغیر اس مسجد میں نماز جماعت قائم کرے ؟

ج: نماز جماعت قائم کرنا امام راتب کی اجازت پر موقوف نہیں ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ جب نماز جماعت قائم کرنے کے لئے امام راتب مسجد میں موجود ہو تو اس سے مزاحمت نہ کی جائے بلکہ اکثر یہ مزاحمت حرام ہوتی ہے جبکہ فتنہ و شر کے بھڑک اٹھنے کا سبب ہو۔

س ۵۶۷ : اگر امام جماعت کبھی غیر شائستہ بات کہے یا ذوق سے ہٹ کر ایسا مذاق کرے جو کہ عالم دین کے شایان شان نہ ہو تو کیا اس سے عدالت ساقط ہو جاتی ہے ؟

ج: اس چیز کو نماز گزار طے کریں گے اور اگر ایسا مذاق اور کلام شریعت کے خلاف اور مروّت کے منافی نہ ہو تو اس سے عدالت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

س ۵۶۸ : کیا امام جماعت کی کماحقّہ معرفت نہ ہونے کے باوجود اقتدا کی جا سکتی ہے ؟

ج: اگر ماموم کے نزدیک کسی بھی طریقہ سے امام کی عدالت ثابت ہو جائے

تو اس کی اقتداء جائز ہے اور جماعت صحیح ہے۔

س ۵۶۹ : اگر ایک شخص کسی دوسرے شخص کو عادل و متقی سمجھتا ہے اور اسی لمحہ اس بات کا بھی معتقد ہے کہ اس نے بعض موقعوں پر ظلم کیا ہے تو کیا وہ اسے عمومی حیثیت سے عادل سمجھ سکتا ہے؟

ج : جب تک اس شخص کے بارے میں — جس کو اس نے ظالم سمجھا ہے — یہ ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے وہ کام علم و ارادہ اور اختیار سے یا کسی شرعی جواز کے بغیر انجام دیا ہے اس وقت تک وہ اس کے فاسق ہونے کا حکم نہیں لگا سکتا۔

س ۵۷۰ : کیا ایسے امام حاضر کی اقتداء کی نیت کرنا جائز ہے جس کا نہ نام جانتا ہو اور نہ اس کا چہرہ دیکھا ہو؟

ج : جب کسی بھی طریقہ سے یہ اطمینان ہو جائے کہ امام حاضر عادل ہے تو اس کی اقتداء صحیح ہے۔

س ۵۷۱ : کیا ایسے امام جماعت کی اقتداء کرنا جائز ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کی قدرت رکھتا ہے لیکن نہیں کرتا ؟

ج : صرف امر بالمعروف نہ کرنا جو ممکن ہے مکلّف کی نظر میں کسی قابل قبول عذر کی بنا پر ہو عدالت میں خدشہ پیدا کرنے کا سبب نہیں ہوتا اور نہ اس کی اقتداء کی راہ میں رکاوٹ ہے۔

س ۵۷۲ : آپ کے نزدیک عدالت کے کیا معنی ہیں ؟

ج : یہ ایک نفسانی حالت ہے جو ایسا تقویٰ اختیار کرنے کا باعث ہوتی ہے جو انسان کو شرعی محرّمات کے ارتکاب سے روکتا ہے۔ اس کے اثبات

کے لئے اس شخص کے ظاہر کا اچھا ہونا کافی ہے جو عام طور پر عدالت کا گمان پیدا کرتا ہے۔

س ۵۷۳ : ہم چند جوان ہیں مجلسوں اور امام بارگاہوں میں ایک جگہ بیٹھتے ہیں جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو اپنے درمیان میں سے کسی ایک عادل شخص کو نماز جماعت کے لئے آگے بڑھا دیتے ہیں لیکن بعض برادران اس نماز پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام خمینیؒ نے غیر عالم دین کے پیچھے نماز پڑھنے کو حرام قرار دیا ہے پس ہمارا کیا فریضہ ہے ؟

ج : یہ برادران عزیز اگر آسانی سے ایسے عالم دین کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں جس کو وہ اقتداء کا اہل بھی سمجھتے ہوں، چاہے انھیں محلہ کی مسجد میں جانا پڑے تو اس صورت میں غیر عالم دین کی اقتداء نہیں کرنا چاہئے بلکہ غیر عالم دین کی اقتدار بعض حالات میں اشکال سے خالی نہیں ہے۔

س ۵۷۴ : کیا دو اشخاص سے نماز جماعت قائم ہو سکتی ہے ؟

ج : اگر ایک امام اور ایک ماموم سے تشکیل جماعت مراد ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۵۷۵ : جب ماموم ظہر و عصر کی نماز باجماعت پڑھتے ہوئے حمد و سورہ خود پڑھے، اس فرض کے ساتھ کہ حمد و سورہ پڑھنا اس سے ساقط ہے لیکن اگر اس نے اپنے ذہن کو ادھر اُدھر بھٹکنے سے بچانے کے لئے ایسا کر لیا تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے ؟

ج : اخفاتی نماز جیسے ظہر و عصر کی نمازوں میں، جب امام حمد و سورہ پڑھ رہا ہو اس وقت ماموم پر خاموش رہنا واجب ہے، قرائت اس کے لئے جائز نہیں ہے اپنے ذہن کو متمرکز کرنے کی غرض ہی سے ہو۔

س ۵۷۶ : اگر کوئی امام جماعت ٹریفک کے تمام قوانین کی رعایت کرتے ہوئے موٹر سائیکل سے نماز جماعت پڑھانے جاتا ہو تو اس کا کیا حکم ہے ؟

ج: اس سے عدالت اور امامت کی صحت پر کوئی حرف نہیں آتا مگر یہ کہ وہاں کے لوگوں کی نظر میں یہ چیز شان و مروت کے منافی اور معیوب ہو ۔

س ۵۷۷ : جب ہمیں نماز جماعت نہیں مل پاتی اور ختم کے قریب ہوتی ہے تو ہم ثواب جماعت حاصل کرنے کی غرض سے تکبیرۃ الاحرام کہکر دو زانو بیٹھ جاتے ہیں اور امام کے ساتھ تشہد پڑھتے ہیں اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑے ہو جاتے ہیں اور پہلی رکعت پڑھتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ کیا چار رکعتی نماز کی دوسری رکعت کے تشہد میں بھی ہم ایسا کر سکتے ہیں ؟

ج: مذکورہ طریقہ امام جماعت کی نماز کے آخری تشہد سے مخصوص ہے تاکہ جماعت کا ثواب حاصل کیا جا سکے ۔

س ۵۷۸ : کیا امام جماعت کے لئے نماز کی اجرت لینا جائز ہے ؟

ج: جائز نہیں ہے ۔

س ۵۷۹ : کیا امام جماعت کو عید یا کوئی بھی دو نمازوں کی ایک وقت میں امامت کرنا جائز ہے؟

ج: نماز پنجگانہ میں امام کا دوسرے ماموین کیلئے نماز جماعت کا ایک بار اعادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ مستحب ہے لیکن نماز عید کا اعادہ کرنے میں اشکال ہے ۔

س ۵۸۰ : جب امام عشا کی نماز کی تیسری یا چوتھی رکعت میں اور ماموم دوسری میں ہو تو کیا ماموم حمد و سورہ کو بلند آواز سے پڑھ سکتا ہے ؟

ج: واجب ہے کہ دونوں کو آہستہ پڑھے ۔

س ۵۸۱ : نماز جماعت کے سلام کے بعد نبی اکرمؐ پر صلواۃ کی آیت پڑھی جاتی ہے۔ اس کے بعد نمازگزار محمدؐ و آل محمدؐ پر تین مرتبہ درود بھیجتے ہیں اور اس کے بعد تین مرتبہ تکبیر کہتے ہیں اس کے بعد سیاسی (یعنی دعا اور برائت کے جملے کہے جاتے ہیں جنھیں مومنین بلند آواز سے دہراتے ہیں) کیا اس میں کوئی حرج ہے ؟

ج: آیۂ صلوات پڑھنے اور محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجنے میں نہ صرف کوئی حرج نہیں بلکہ یہ مستحسن اور راجح ہے اور اس میں ثواب ہے اور اسی طرح اسلامی اور اسلامی انقلاب کے نعرے "تکبیر اور اس کے ملحقات" جو کہ اسلامی انقلاب کے پیغام و مقاصد کی یاد تازہ کرتے ہیں وہ بھی مطلوب ہیں۔

س ۵۸۲ : اگر ایک شخص نماز جماعت میں شرکت کی غرض سے مسجد میں دوسری رکعت میں پہنچے اور مسئلہ سے ناواقفیت کی وجہ سے بعد والی رکعت میں تشہد و قنوت، جن کا بجالانا واجب تھا نہ بجالائے تو کیا اس کی نماز صحیح ہے ؟

ج: نماز صحیح ہے لیکن تشہد کی قضا اور دو سجدۂ سہو بجالانا واجب ہے۔

س ۵۸۳ : نماز میں جس کی اقتدا کی جارہی ہے کیا اس کی رضامندی شرط ہے ؟ اور کیا ماموم کی اقتدا کرنا صحیح ہے؟

ج: اقتداء کے صحیح ہونے میں امام جماعت کی رضامندی شرط نہیں ہے اور اس شخص کی اقتداء جو نماز میں ماموم ہوتا ہے، صحیح نہیں ہے۔

س ۵۸۴ : دو اشخاص ایک امام اور دوسرا ماموم جماعت قائم کرتے ہیں، تیسرا شخص آتا ہے وہ دوسرے (یعنی ماموم) کو امام سمجھتا ہے اور اس کی اقتداء کرتا ہے اور نماز سے فراغت کے بعد اسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ امام نہیں بلکہ ماموم تھا پس اس تیسرے شخص کی نماز کا کیا حکم ہے ؟

ج: ماموم کی اقتداء صحیح نہیں ہے لیکن جب نہ جانتا ہو اور اقتداء کرلے اور رکوع وسجود میں اس نے اپنے انفرادی فریضہ پر عمل کیا ہو یعنی عمداً وسہواً کسی رکن کی کمی زیادتی نہ کی ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

س ۵۸۵: جو شخص نماز عشا پڑھنا چاہتا ہے کیا اس کے لئے جائز ہے کہ اس جماعت میں شریک ہو جو مغرب کی نماز پڑھ رہی ہے؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں۔

س ۵۸۶: مکان کی بلندی اور پستی میں اگر ماموم امام کی رعایت نہ کرے تو کیا یہ ان کی نماز کے باطل ہونے کا سبب بن سکتا ہے؟

ج: اگر امام کے کھڑے ہونے کی جگہ ماموین کے کھڑے ہونے کی جگہ سے اتنی بلند ہو جس کی اجازت نہیں ہے تو وہ ان کی جماعت کے باطل ہونے کا سبب ہوگی۔

س ۵۸۷: اگر نماز جماعت کی ایک صف ان لوگوں سے تشکیل پائی ہے جن کی نماز قصر ہے اور اس کے بعد والی صف ان لوگوں کی ہے جن کی نماز پوری ہے اس صورت میں اگر اگلی صف والے دو رکعت نماز تمام کرنے کے فوراً بعد اگلی دو رکعت کی اقتدا کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں تو ان کے بعد کی صف والوں کی آخری دو رکعت کی جماعت صحیح ہے یا نہیں؟

ج: بالفرض اگلی صف میں تمام افراد کی نماز قصر ہو تو بعد والی صفوں کی جماعت کا صحیح ہونا محل اشکال ہے اور احتیاط واجب ہے کہ جب پہلی صف والے سلام کی نیت سے بیٹھ جائیں تو بعد والی صف والے فرادیٰ کی نیت کرلیں۔

س ۵۸۸: جب ماموم نماز کے لئے پہلی صف کے آخری سرے پر کھڑا ہو تو کیا وہ ان ماموین سے

کی نیّت کرلینا اور حمد و سورہ پڑھنا واجب ہے ۔

س ۵۹۵ : جب نماز جماعت کی تیسری یا چوتھی صف میں مدرسوں کے نابالغ بچے نماز کیلئے کھڑے ہوں اوران کے بعد چند بالغ اشخاص کھڑے ہوں تو اس حالت میں نماز کا کیا حکم ہے ؟

ج مذکورہ فرض میں کوئی اشکال نہیں ہے ۔

س ۵۹۶ : امام جماعت نے اگر غسل کے بدلے معذور ہونے کے سبب تیمم کیا ہو تو یہ نماز جماعت پڑھانے کے لئے کافی ہے یا نہیں؟

ج اگر وہ شرعی اعتبار سے معذور ہے تو غسل جنابت کے بدلے تیمم کرکے امامت کرسکتا ہے اور اس کی اقتداء کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

امام جماعت کی غلط قرائت کا حکم

س۵۹۷ : کیا قرائت صحیح ہونے کے مسئلہ میں فرادیٰ نماز نیز ماموم یا امام کی نماز کے درمیان کوئی فرق ہے ؟ یا قرائت کی صحت کا مسئلہ ہر حال میں ایک ہی ہے ؟

ج: اگر مکلّف کی قرائت صحیح نہ ہو اور وہ سیکھنے پر بھی قدرت نہ رکھتا ہو تو اسکی نماز صحیح ہے لیکن دوسروں کا اس کی اقتداء کرنا صحیح نہیں ہے۔

س۵۹۸ : حروف کے مخارج کے اعتبار سے بعض ائمہ جماعت کی قرائت صحیح نہیں ہے پس کیا ان کی اقتداء ایسے لوگوں کے لئے صحیح ہے جو حروف کو صحیح طریقہ سے ان کے مخارج سے ادا کرتے ہوں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ تم پر جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے اور اس کے بعد نماز کا اعادہ کرنا بھی واجب ہے، لیکن میرے پاس اعادہ کرنے کا وقت نہیں ہے پس میرا کیا فریضہ ہے ؟ اور کیا میں جماعت میں شریک ہونے کے بعد اخفاتی طریقہ سے حمد و سورہ پڑھ سکتا ہوں ؟

ج: جب ماموم کی نظر میں امام کی قرائت صحیح نہ ہو تو اس کی اقتداء اور جماعت باطل ہے اور اگر اعادہ کرنے پر قادر نہ ہو تو اقتدا نہ کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے،

لیکن جہری نماز میں آہستہ سے حمد و سورہ پڑھنا جس سے امام جماعت کی اقتدار کا اظہار ثابت ہو، صحیح نہیں ہے اور نہ مجزی ہے۔

س۵۹۹ : بعض لوگوں کا خیال ہے کہ چند ائمہ جمعہ کی قرائت صحیح نہیں ہے یا تو وہ حرف کو اس طرح ادا نہیں کر پاتے کہ جس سے وہ حرف شمار کیا جائے یا حرکت کو اس طرح بدل دیتے ہیں جس سے وہ حرکت شمار نہیں ہوتی، کیا ان کے پیچھے پڑھی جانے والی نمازوں کے اعادہ کے بغیر ان کی اقتداء صحیح ہے ؟

ج : قرائت کے صحیح ہونے کا معیار عربی زبان کے علماء کے مقرر کردہ قانون کے مطابق یہ ہے کہ حروف کو ان کے مخارج سے اس طرح ادا کیا جائے کہ اہل زبان یہ کہیں کہ وہی حرف ادا ہوا ہے نہ کہ دوسرا۔ ساتھ ہی ان حروف کی بنیادی حرکات اور کلمہ کی ہیئت میں دخیل تلفظ کی رعایت کی جائے۔ پس اگر ماموم امام کی قرائت کو قواعد کے مطابق نہ پائے اور اس کی قرائت صحیح نہ ہو تو اس کی اقتدار کرنا صحیح نہیں ہے اور اگر اس صورت میں اس کی اقتدار کرے تو اس کی نماز صحیح نہ ہوگی اور دوبارہ پڑھنا واجب ہوگا۔

س۶۰۰ : اگر امام جماعت کو اثنائے نماز میں کسی کلمہ کے محل سے گزر جانے کے بعد اس کے تلفظ کی کیفیت میں شک ہو جائے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد متوجہ ہو کہ اس نے کلمہ کے تلفظ میں غلطی کی ہے تو اس کی اور ماموین کی نماز کا کیا حکم ہے ؟

ج : نماز صحیح ہے۔

س ۶۰۱ : قرآن کے مدرس اور اس شخص کی نماز کا شرعی حکم کیا ہے جو تجوید کے اعتبار سے امام جماعت کی نماز کو غلط سمجھتا ہے ایسی حالت میں اگر وہ جماعت میں شرکت نہ کرے تو لوگ اس پر مختلف قسم کی ناروا تہمتیں لگاتے ہیں؟

ج : اگر ماموم کی نظر میں امام کی قرائت صحیح نہیں ہوگی تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ماموم کی نظر میں اس کی نماز بھی صحیح نہیں ہے ، ایسی صورت میں وہ اس کی اقتداء نہیں کرسکتا لیکن عقلائی مقصد کے لئے اپنی شرکت ظاہر کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے ۔

معلول وناقص کی امامت

س ۶۰۲ : درج ذیل صورتوں میں معلول امام کی اقتداء کا کیا حکم ہے ؟

۱ - وہ معلول و معذور جن کے بدن کا کوئی عضو کٹا تو نہیں ہے لیکن پیر کے شل ہو جانے کی وجہ سے وہ عصا یا دیوار کا سہارا لے کر کھڑے ہوتے ہیں ۔

۲ - وہ معلول افراد جن کے ہاتھ یا پیر کی انگلی کی ایک پور یا پوری انگلی کٹی ہوئی ہو ۔

۳ - وہ معلول افراد جن کے ہاتھ یا ایک پیر کا کچھ حصہ یا دونوں کا کچھ حصہ کٹا ہو ۔

۴ - وہ معلول افراد جن کے ہاتھ یا پیر کی تمام انگلیاں یا دونوں کی تمام انگلیاں کٹی ہوں ۔

۵ - وہ معلول افراد جن کے بدن کا کوئی ایک عضو نہ ہو اور ہاتھوں سے معذور ہونے کے سبب وضو کرتے وقت کسی سے مدد لیتے ہوں ۔

ج : تمام صورتوں میں اگر قیام میں استقرار ہو اور وہ نماز کے افعال و اذکار کی حالت میں استقرار اور اطمینان کو برقرار رکھ سکتا ہو اور ساتوں اعضاء پر کامل رکوع و سجود کر سکتا ہے اور صحیح وضو کرنے پر بھی قادر ہو ، اور اس میں امامت کے تمام شرائط بھی پائے جاتے ہوں تو دوسروں کیلئے

نمازیں اس کی اقتداء کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور اگر یہ باتیں نہ ہوں تو صحیح و کافی نہیں ہے ۔

س ۶۰۳ : میں ایک دینی طالب علم ہوں، آپریشن کی وجہ سے میرا دایاں ہاتھ کٹ چکا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے مجھے یہ معلوم ہوا کہ امام خمینیؒ کامل کے لئے ناقص کی امامت کو صحیح نہیں سمجھتے ہیں لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ ان ماموین کی نماز کا حکم بیان فرمائیں جنہوں نے ابھی تک میری امامت میں نماز پڑھی ہے ؟

ج : ماموین کی گزشتہ نمازیں اور ان لوگوں کی نمازیں جنہوں نے حکم شرعی سے ناواقفیت کی بنا پر آپ کی اقتداء کی ہے، صحیح ہیں ۔ نہ ان پر قضا واجب ہے نہ اعادہ ۔

س ۶۰۴ : میں دینی طالب علم ہوں اور اسلامی جمہوریہ ایران پر مسلط جنگ میں میرے پاؤں کی انگلیاں زخمی ہو گئیں البتہ انگوٹھا مکمل طور پر سالم ہے اور اس وقت میں ایک امام بارگاہ میں امام جماعت ہوں ۔ اس میں کوئی شرعی اشکال ہے یا نہیں ؟ امید ہے کہ بیان فرمائیں گے ؟

ج : اگر پیر کا انگوٹھا صحیح و سالم ہے اور اثنائے سجود میں اسے زمین پر رکھا جا سکتا ہے تو ایسی حالت میں آپ کے امام جماعت ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے ۔

نماز جماعت میں عورتوں کی شرکت

س ۶۰۵ : کیا شارع مقدس نے عورتوں کو بھی مسجدوں میں نماز جماعت یا نماز جمعہ ادا کرنے کی اسی طرح ترغیب دلائی ہے جس طرح مردوں کو، یا عورتوں کا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے؟

ج : اگر عورتیں جماعت میں شرکت کرنا چاہتی ہیں تو ان کی شرکت میں کوئی اشکال نہیں ہے اور ان کو جماعت کا ثواب ملے گا۔

س ۶۰۶ : عورت کب امام جماعت بن سکتی ہے۔

ج : عورت کا عورتوں کی نماز جماعت کے لئے امام بننا جائز ہے۔

س ۶۰۷ : جب عورتیں (مردوں کی طرح) نماز جماعت میں شریک ہوتی ہوں تو استحباب و کراہت کے لحاظ سے اس کا کیا حکم ہے؟

الف : جب وہ مردوں کے پیچھے کھڑی ہوں تو اس وقت ان کا کیا حکم ہے؟

ب : کیا مردوں کے پیچھے ان کی نماز جماعت کے لئے کسی حائل یا پردے کی ضرورت ہے؟ اور اگر نماز میں وہ مردوں کے برابر کھڑی ہوں تو پردہ کے لحاظ سے کیا حکم ہے؟

اس پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ جماعت اور خطبہ کے دوران اور دوسرے مراسم میں عورتوں کا پردہ کے پیچھے کھڑے ہونا ان کی اہانت اور کسرشان ہے ؟

ج: عورتوں کے نماز جماعت میں شریک ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور جب وہ مردوں کے پیچھے کھڑی ہوں تو پردے اور حائل کی ضرورت نہیں ہے لیکن جب مردوں کے ایک جانب کھڑی ہوں تو نماز میں عورتوں کے مرد کے محاذی کھڑے ہونے کی کراہت کو رفع کرنے کے لئے حائل کی ضرورت ہے۔ اور یہ توہم کہ حالت نماز میں مرد و عورت کے درمیان حائل کا وجود عورت کی شان گھٹانے اور اس کی عظمت کو گرانے کا موجب ہے۔ فقط ایک خیال ہے جس کی کوئی اساس نہیں ہے مزید یہ کہ فقہ میں اپنی ذاتی رائے کا داخل کرنا جائز نہیں ہے۔

س ۶۰۸ : حالت نماز میں مردوں اور عورتوں کی صفوں کے درمیان پردے اور حائل کے بغیر اتصال اور عدم اتصال کی کیا کیفیت ہے ؟

ج: عورتیں فاصلہ کے بغیر مردوں کے پیچھے کھڑی ہوں۔

اہل سنت کی اقتداء

س۶۰۹ : کیا اہل سنّت کی اقتداء میں نماز جائز ہے ؟

ج: وحدت اسلامی کی خاطر ان کے پیچھے نماز جماعت پڑھنا جائز ہے۔

س۶۱۰ : میں کرد نشین علاقہ میں ملازمت کرتا ہوں وہاں ائمہ جمعہ و جماعات کی اکثریت اہل سنّت کی ہے۔ ان کی اقتداء کے سلسلے میں کیا حکم ہے ؟ اور کیا ان کی غیبت جائز ہے؟

ج: ان کے ساتھ ان کی جماعت اور نماز جمعہ میں شرکت کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور غیبت سے پرہیز کرنا لازم ہے۔

س۶۱۱ : اہل سنّت کے ساتھ معاشرت اور ان کے ساتھ میل جول کی بنا پر نماز پنجگانہ میں شرکت کے دوران بعض موقعوں پر ہم بھی ان ہی کی طرح عمل کرتے ہیں مثلاً ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا اور اپنے وقت کی رعایت و پابندی نہ کرنا اور جا نماز پر سجدہ کرنا، تو کیا ایسی نماز کا اعادہ کرنا ضروری ہے ؟

ج: اگر اسلامی اتحاد ان تمام چیزوں کا تقاضا کرے تو ان کے ساتھ نماز پڑھنا صحیح اور کافی ہے یہاں تک کہ مصلّے پر سجدہ وغیرہ میں بھی کوئی

مضائقہ نہیں ہے لیکن ان کے ساتھ ہاتھ باندھنا جائز نہیں۔ مگر یہ کہ حالات اور ضرورت اس کا بھی تقاضا کریں۔

س ۶۱۲ : مکہ اور مدینہ میں ہم اہل سنّت کے ساتھ نماز جماعت پڑھتے ہیں اور ایسا اس لئے کرتے ہیں کہ امام خمینیؒ کا فتویٰ ہے۔ اور بعض اوقات مسجدوں میں نماز کی فضیلت حاصل کرنے کی غرض سے ظہر و مغرب کی نماز کے بعد، عصر و عشاء کی نمازیں ہم اہل سنّت کی مساجد میں سجدہ گاہ کے بغیر فرادیٰ پڑھتے ہیں، ان نمازوں کا کیا حکم ہے ؟

ج: مذکورہ فرض میں نماز صحیح ہے۔

س ۶۱۳ : ہم شیعہ دوسرے شہروں میں اہل سنّت کی نماز میں کیسے شرکت کریں جبکہ وہ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے ہیں ؟ اور کیا ان کی طرح ہاتھ باندھنا ہمارے اوپر واجب ہے یا ہم ہاتھ باندھے بغیر نماز پڑھیں ؟

ج: اگر اسلامی اتحاد کی رعایت مقصود ہو تو اہل سنّت کی اقتداء جائز ہے اور ان کے ساتھ نماز پڑھنا صحیح و کافی ہے، لیکن نماز میں ہاتھ باندھنا واجب نہیں ہے بلکہ جائز بھی نہیں ہے مگر یہ کہ وہاں حالات اسی کے متقاضی ہوں۔

س ۶۱۴ : اہل سنّت کی نماز جماعت میں شرکت کے وقت قیام کی حالت میں دونوں طرف کھڑے ہوئے اشخاص کے پیروں کی چھوٹی انگلی سے انگلی ملانے کا کیا حکم ہے جبکہ وہ اس کو لازم سمجھتے ہیں ؟

ج: یہ واجب نہیں ہے، لیکن اگر ایسا کرے تو اس سے نماز کی صحت متأثر

نہیں ہوتی ۔

س ۶۱۵ : اہل سنّت وقتِ اذان مغرب سے قبل ہی مغرب کی نماز پڑھتے ہیں کیا حج کے زمانہ میں یا اس کے علاوہ ہمارے لئے ان کی اقتداء کرنا اور اس نماز پر اکتفا کرنا صحیح ہے؟

ج : یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ وقت سے پہلے نماز پڑھتے ہیں لیکن اگر مکلّف کے لئے وقت ثابت نہ ہوا ہو تو اس کا نماز میں شامل ہونا صحیح نہیں ہے ہاں اگر اسلامی اتحاد مقصود ہو تو اس وقت ان کے ساتھ نماز پڑھنے اور اس پر اکتفا کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے ۔

نماز جمعہ

س ۶۱۶ : نماز جمعہ میں شریک ہونے کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے ؟ جبکہ ہم حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی غیبت کے زمانہ میں زندگی گزار رہے ہیں، اور اگر بعض اشخاص امام جمعہ کو عادل نہ مانتے ہوں تو نماز جمعہ میں شرکت کی تکلیف ان سے ساقط ہے یا نہیں ؟

ج : نماز جمعہ اگرچہ دور حاضر میں واجب تخییری ہے اور اس میں حاضر ہونا واجب نہیں ہے لیکن نماز جمعہ میں شرکت کے فوائد و اہمیت کے پیش نظر صرف امام جمعہ کی عدالت میں شک یا بیہودہ عذر کی بنا پر مومنین خود کو ایسی نماز کی برکتوں سے محروم نہ کریں۔

س ۶۱۷ : مسئلہ نماز جمعہ میں واجب تخییری کے کیا معنیٰ ہیں ؟

ج : اس کے معنی یہ ہیں کہ جمعہ کے دن مکلف کو اختیار ہے کہ خواہ وہ نماز جمعہ پڑھے یا نماز ظہر۔

س ۶۱۸ : نماز جمعہ کو اہمیت نہ دیتے ہوئے نماز جمعہ میں شرکت نہ کرنے کے سلسلہ میں آپ کا کیا نظریہ ہے ؟

ج: عبادی و سیاسی پہلو رکھنے والی اس نماز جمعہ کو اہمیت نہ دیتے ہوئے شرکت نہ کرنا شرعی لحاظ سے مذموم ہے۔

س ۶۱۹: کچھ لوگ بیہودہ اور بے کار عذر کی بنا پر نماز جمعہ میں شریک نہیں ہوتے اور بعض اوقات نظریاتی اختلاف کے باعث شرکت نہیں کرتے اس سلسلہ میں آپ کا کیا نظریہ ہے؟

ج: نماز جمعہ اگرچہ واجب تخییری ہے لیکن اس پر کوئی شرعی دلیل نہیں ہے کہ اس میں مستقل طور پر شرکت نہ کی جائے۔

س ۶۲۰: نماز ظہر کا عین اس وقت جماعت سے منعقد کرنا، جب نماز جمعہ تھوڑے فاصلہ پر برپا ہو رہی ہو جائز ہے یا نہیں؟

ج: بذات خود اس میں کوئی مانع نہیں ہے اور اس سے مکلّف جمعہ کے دن کے فریضہ سے بری الذمہ ہو جائے گا کیونکہ دور حاضر میں نماز جمعہ واجب تخییری ہے لیکن جمعہ کے دن نماز جمعہ سے نزدیک ہی باجماعت نماز ظہر قائم کرنے کا لازمی نتیجہ مومنین کی تفریق و تقسیم ہے اور اکثر اوقات عوام کی نظر میں امام جمعہ کی اہانت و ہتک شمار کیا جاتا ہے اور اس سے نماز جمعہ کی پروا نہ کرنے کا اظہار ہوتا ہے اس لئے باجماعت نماز ظہر قائم کرنا مومنین کے لئے سزاوار نہیں ہے بلکہ اگر اس سے مفاسد اور حرام نتائج برآمد ہوتے ہوں تو اس سے اجتناب واجب ہے۔

س ۶۲۱: کیا نماز جمعہ و عصر کے درمیانی وقفہ میں امام جمعہ نماز ظہر پڑھ سکتا ہے؟ اور اگر امام جمعہ کے علاوہ کوئی اور شخص نماز عصر پڑھائے تو کیا عصر کی نماز میں اس کی اقتدا ہو سکتی ہے؟

ج: نماز جمعہ نماز ظہر سے بے نیاز کر دیتی ہے لیکن نماز جمعہ کے بعد احتیاطاً نماز ظہر پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور اگر نماز عصر کو جماعت سے پڑھنا چاہتا ہے تو کامل احتیاط یہ ہے کہ نماز عصر اس شخص کی اقتداء میں ادا کرے جس نے نماز جمعہ کے بعد احتیاطاً نماز ظہر پڑھ لی ہو۔

س ۶۲۲ : اگر نماز جمعہ کے بعد امام جماعت نماز ظہر نہ پڑھے تو ماموم احتیاطاً نماز ظہر پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

ج: اس کے لئے نماز ظہر پڑھنا جائز ہے۔

س ۶۲۳ : کیا امام جمعہ کیلئے واجب ہے کہ وہ حاکم شرعی سے اجازت حاصل کرے؟ اور حاکم شرعی کس کو کہتے ہیں؟ اور کیا یہی حکم دوسرے ملکوں پر بھی جاری ؟

ج: نماز جمعہ کی امامت کا اصل جواز اجازت پر موقوف نہیں ہے لیکن منصب امامت جمعہ کے احکام کا مرتب ہونا ولی امر مسلمین کی طرف سے منصوب ہونے پر موقوف ہے۔ اور یہ حکم ہر شہر اور ملک کے لئے عمومیت رکھتا ہے جس میں ولی امر مسلمین حاکم ہو اور لوگ اس کے فرمانبردار ہوں۔

س ۶۲۴ : کیا منصوب شدہ امام جمعہ کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اس جگہ نماز جمعہ قائم کرے جہاں اسے منصوب نہ کیا گیا ہو جبکہ وہاں اس کے لئے کوئی مانع و معارض بھی نہیں ہے ؟

ج: بذات خود نماز جمعہ قائم کرنا اس کے لئے جائز ہے لیکن اس پر امامت جمعہ کے احکام مرتب نہیں ہوں گے۔

س ۶۲۵ : کیا موقت و عارضی ائمہ جمعہ کے انتخاب کے لئے واجب ہے کہ انہیں ولی فقیہ منتخب کرے یا ائمہ جمعہ کو اتنا اختیار ہے کہ امام موقت کے عنوان سے افراد منتخب کریں؟

ج: منصوب شدہ امام جمعہ کسی کو بھی اپنا وقتی اور عارضی نائب بنا سکتا ہے۔ لیکن نائب کی امامت پر ولی فقیہ کی طرف سے نصب کئے جانے کے احکام مرتب نہیں ہوں گے۔

س ۶۲۶: اگر مکلف منصوب شدہ امام جمعہ کو عادل نہ سمجھتا ہو یا اس کی عدالت میں شک کرتا ہو تو کیا مسلمین کی وحدت کے تحفظ کی خاطر اس کی اقتداء جائز ہے؟ اور جو شخص خود نماز جمعہ میں نہیں آتا اس کے لئے جائز ہے دوسروں کو جمعہ میں شرکت نہ کرنے کی ترغیب دے؟

ج: اس کی اقتداء کرنا صحیح نہیں ہے جس کو عادل نہ سمجھتا ہو یا جس کی عدالت میں شک کرتا ہو اور نہ اس کی جماعت میں اس کی نماز صحیح ہے لیکن وحدت کے تحفّظ کی خاطر جماعت میں شریک ہونے میں کوئی مانع نہیں ہے۔ بہرحال اسے دوسروں کو نماز جمعہ میں شرکت سے روکنے کا حق نہیں ہے اور نہ دوسروں کو اس کے خلاف بھڑکانے کا حق ہے۔

س ۶۲۷: اس نماز جمعہ میں شریک نہ ہونے کا کیا حکم ہے جس کے امام جمعہ کا جھوٹا ہونا مکلف پر ثابت ہو گیا ہو؟

ج: امام جمعہ کے قول کے خلاف انکشاف ہونا اس کے کذب کی دلیل نہیں ہے ممکن ہے کہ اس نے اشتباہ، غلطی یا توریہ کے طور پر کوئی بات کہی ہو۔ لہٰذا صرف اس توہم سے کہ امام جمعہ کی عدالت ساقط ہو گئی ہے خود کو نماز جمعہ کی برکتوں سے محروم نہیں کرنا چاہئے۔

س ۶۲۸: جو امام جمعہ امام خمینیؒ یا عادل ولی فقیہ کی طرف سے منصوب ہو، کیا ماموم پر اس کی عدالت کا اثبات و تحقیق ضروری ہے یا امامت جمعہ کیلئے اس کا منصوب ہونا اس کی عدالت کے ثبوت کیلئے کافی ہے؟

ج: امام جمعہ کے عنوان سے منصوب ہونا اگر ماموم کی نظر میں امام کی عدالت کیلئے باعث وثوق واطمینان ہو تو صحت اقتداء کے لئے کافی ہے۔

س ۶۲۹: کیا مساجد کے لئے ائمہ جماعت کا ثقہ علماء کی طرف سے معین کیا جانا یا ولی فقیہ کی جانب سے ائمہ جمعہ کا معین کیا جانا اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ عادل ہیں یا ان کی عدالت کی تحقیق واجب ہے؟

ج: اگر ماموم کو ان کے امام جمعہ یا جماعت منصوب کئے جانے سے ان کی عدالت پر اطمینان و وثوق پیدا ہو جاتا ہے تو اقتداء کرنے کیلئے اس پر اعتماد کرنا جائز ہے۔

س ۶۳۰: اگر امام جمعہ کی عدالت میں شک ہو یا (خدانخواستہ) اس کے عادل نہ ہونے کا یقین ہو اور ہم نے اس کی اقتداء میں نماز پڑھ لی تو کیا اس کا اعادہ واجب ہے؟

ج: اگر عدالت میں شک ہو یا نماز کے بعد یہ معلوم ہو کہ وہ عادل نہیں ہے تو جو نماز آپ نے پڑھ لی ہے وہ صحیح ہے اور اس کا اعادہ واجب نہیں ہے۔

س ۶۳۱: اس نماز جمعہ میں شرکت کا کیا حکم ہے جو یورپی اور دوسرے ممالک میں وہاں کی یونیورسٹیوں میں پڑھنے والے اسلامی ممالک کے طلاب قائم کرتے ہیں اور ان میں شرکت کرنے والے اکثر افراد بشمول امام جمعہ اہل سنت ہوتے ہیں؟ کیا اس صورت میں نماز جمعہ کے بعد نماز ظہر پڑھنا ضروری ہے؟

ج: مسلمانوں کے درمیان وحدت و اتحاد کی خاطر اس میں شرکت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۶۳۲: پاکستان کے ایک شہر میں چالیس سال سے ایک جگہ نماز جمعہ ادا کی جارہی ہے اور اب ایک شخص نے دو جمعوں کے درمیان شرعی مسافت کی رعایت کئے بغیر دوسری نماز جمعہ قائم

کردی ہے جس سے نماز گزاروں کے درمیان اختلاف پیدا ہوگیا ہے۔ شرعاً اس عمل کا کیا حکم ہے؟

ج: کسی ایسے عمل کے اسباب فراہم کرنا جائز نہیں ہے، جس سے مسلمانوں کی صفوں میں اختلاف و تفرقہ پیدا ہو جائے بالخصوص نماز جمعہ جیسے شعائر اسلامی میں جو مسلمانوں کے اتحاد کا مظہر ہے۔

س ۶۳۳: راولپنڈی کی جامع مسجد جعفریہ کے خطیب نے اعلان کیا کہ تعمیری کام کی بنا پر مذکورہ مسجد میں نماز جمعہ نہیں ہوگی۔ اب مسجد کی تعمیر کا کام ختم ہوگیا تو ہمارے سامنے یہ مشکل کھڑی ہوگئی کہ چار کلومیٹر کے فاصلہ پر دوسری مسجد میں نماز جمعہ قائم ہونے لگی، مذکورہ مسافت کو مدنظر رکھتے ہوئے مذکورہ مسجد میں نماز جمعہ قائم کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

ج: جب دو نماز جمعہ کے درمیان ایک شرعی فرسخ کا فاصلہ نہ ہو تو بعد میں اول ایک ہی وقت میں قائم ہونے والی نماز جمعہ باطل ہے۔

س ۶۳۴: کیا نماز جمعہ، جو جماعت کے ساتھ قائم کی جاتی ہے، اسے فرادیٰ پڑھنا صحیح ہے؟ مثلاً کوئی شخص ان لوگوں کے پہلو میں فرادیٰ نماز جمعہ پڑھے جو اسے جماعت سے پڑھ رہے ہیں؟

ج: نماز جمعہ کے صحیح ہونے کے شرائط میں سے ایک یہ ہے کہ اسے جماعت سے پڑھا جائے، فرادیٰ صورت میں جمعہ صحیح نہیں ہے۔

س ۶۳۵: جب نماز گزار قصر کے حکم میں ہو اور وہ اس امام جماعت کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتا ہو جو نماز جمعہ پڑھ رہا ہے تو کیا اس کی نماز صحیح ہے؟

ج: ماموم مسافر کی نماز جمعہ صحیح ہے اور اسے ظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

س ۶۳۶: کیا دوسرے خطبہ میں حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کا اسم گرامی مسلمانوں کے ایک امام

کے عنوان سے لینا واجب ہے یا استحباب کی نیت سے آپؑ کا نام لینا واجب ہے؟

ج: ائمۂ مسلمین کا عنوان حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کو شامل نہیں ہے اور خطبۂ جمعہ میں آپؑ کا اسم گرامی لینا واجب نہیں ہے لیکن برکت کے طور پر آپؑ کے نام مبارک کا ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۶۳۷: کیا ماموم، امام جمعہ کی اقتدا کرتے ہوئے جبکہ وہ نماز جمعہ پڑھ رہا ہو کوئی دوسری واجب نماز پڑھ سکتا ہے؟

ج: اس کا صحیح ہونا محل اشکال ہے۔

س ۶۳۸: کیا ظہر کے شرعی وقت سے پہلے نماز جمعہ کے دونوں خطبے پڑھنا صحیح ہے؟

ج: زوال سے پہلے اس طرح پڑھنا جائز ہے کہ زوال آفتاب کے وقت ان سے فارغ ہوجائے۔

س ۶۳۹: جب ماموم دونوں خطبوں میں سے کچھ بھی نہ سن سکے بلکہ اثنائے نماز جمعہ میں پہنچے اور امام کی اقتدا کرے تو کیا اس کی نماز صحیح اور کافی ہے؟

ج: اس کی نماز صحیح اور کافی ہے چاہے اس نے امام کے ساتھ ایک ہی رکعت پڑھ لی ہو، اس طرح کہ نماز جمعہ کی آخری رکعت کے رکوع میں ہی اس کی شرکت ہوگئی ہو۔

س ۶۴۰: ہمارے شہر میں اذان ظہر کے ڈیڑھ گھنٹہ بعد نماز جمعہ قائم ہوتی ہے تو کیا یہ نماز ظہر کا بدل بن سکتی ہے یا نماز ظہر کا اعادہ ضروری ہے؟

ج: زوال آفتاب کے ساتھ نماز جمعہ کا وقت ہوجاتا ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ عرف عام میں ابتدار زوال کے وقت سے تاخیر نہ کرے اور یہ بعید نہیں ہے کہ نماز جمعہ کا وقت ظہر کے بعد رونما ہونے والے سایہ کے

قامتِ انسان کے ۶/۷ برابر ہونے تک باقی رہے ۔ اگر اس وقت میں نماز جمعہ نہیں پڑھی ہے تو پھر احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کے بدلے نماز ظہر پڑھے۔

س ۶۴۱ : ایک شخص میں نماز جمعہ میں پہنچنے کی طاقت نہیں ہے تو کیا وہ اوائل وقت نماز ظہر و عصر پڑھ سکتا ہے ؟ یا نماز جمعہ ختم ہونے کا انتظار کرے اور اس کے بعد نماز ظہر و عصر پڑھے ؟

ج : اس پر انتظار واجب نہیں ہے بلکہ اوّل وقت میں نماز ظہر پڑھنا جائز ہے۔

س ۶۴۲ : جب منصوب شدہ امام جمعہ صحیح و سالم ہو اور حاضر ہو تو کیا وہ موقت امام جمعہ کو نماز جمعہ پڑھانے کے لئے معین کر سکتا ہے ؟ اور کیا وہ موقّت امام جمعہ کی اقتدار کر سکتا ہے ؟

ج : منصوب امام جمعہ کی موجودگی میں نائب کیلئے جمعہ پڑھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور نہ ہی منصوب امام کا اپنے نائب کی اقتداء کرنے میں کوئی مانع ہے۔

نمازِ عیدین

س ۶۴۳ : آپ کی رائے میں نماز عیدین اور جمعہ واجبات کی کس قسم میں سے ہیں؟

ج : عصر حاضر میں نماز عیدین واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے لیکن نماز جمعہ واجب تخییری ہے۔

س ۶۴۴ : کیا نماز عیدین کے قنوت میں کمی زیادتی اس کے باطل ہونے کا سبب ہوتی ہے؟

ج : اس سے نماز باطل نہیں ہوتی ہے۔

س ۶۴۵ : ماضی میں رواج تھا کہ امام جماعت ہی مسجد میں عید الفطر کی نماز پڑھایا کرتا تھا۔ کیا اب بھی جائز ہے کہ ائمہ جماعت ہی نماز عیدین پڑھائیں یا نہیں؟

ج : ولی فقیہ کے وہ نمائندے پڑھا سکتے ہیں جن کو ولی فقیہ کی طرف سے نماز عید قائم کرنے کی اجازت ہو اسی طرح وہ ائمہ جمعہ بھی دور حاضر میں نماز عید جماعت سے پڑھا سکتے ہیں جن کو ولی فقیہ کی طرف سے منصوب کیا گیا ہو، لیکن ان کے علاوہ افراد کے لئے احتیاط یہ ہے کہ فرادیٰ پڑھیں اگرچہ رجاءً جماعت سے پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے لیکن ورود کے

قصد سے نہیں۔ ہاں اگر مصلحت کا تقاضا یہ ہو کہ شہر میں ایک ہی نماز عید قائم کی جائے تو اولیٰ یہ ہے کہ اسے ولی فقیہ کے منصوب کردہ امام کے علاوہ کوئی اور نہ پڑھائے۔

س ۶۴۶ : کیا نماز عید فطر کی قضا کی جاسکتی ہے ؟

ج : اس کی قضا نہیں ہے۔

س ۶۴۷ : کیا نماز عید فطر میں اقامت ہے ؟

ج : اس میں اقامت نہیں ہے۔

س ۶۴۸ : اگر نماز عید فطر میں امام اقامت کہے تو اس کی اور دیگر نماز گزاروں کی نماز کا کیا حکم ہے ؟

ج : اس سے امام جماعت اور دیگر ماموین کی نماز کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑیگا۔

نمازِ مسافر

س۶۴۹ : مسافر کے لئے ہر نماز کو قصر پڑھنا واجب ہے یا بعض نمازوں کو ؟

ج: قصر کا وجوب پنجگانہ نمازوں کی صرف چار رکعتی یعنی "ظہر و عصر اور عشاء" کی نمازوں سے مخصوص ہے۔ صبح اور مغرب کی نماز قصر نہیں ہے۔

س۶۵۰ : مسافر پر چار رکعتی نمازوں میں وجوب قصر کے شرائط کیا ہیں ؟

ج: یہ آٹھ شرطیں ہیں :

۱۔ سفر کی مسافت آٹھ فرسخ کے برابر ہو یعنی ایک طرف کا فاصلہ یا دونوں طرف کا مجموعی فاصلہ آٹھ فرسخ شرعی ہو، شرط یہ ہے کہ صرف جانے کی مسافت چار فرسخ سے کم نہ ہو۔

۲۔ سفر پر نکلتے وقت آٹھ فرسخ کا قصد رکھتا ہو۔ پس اگر مسافت کا قصد نہ کرے یا اس سے کم کا قصد کرے اور پھر اس منزل پر پہنچ کر دوسری جگہ کا قصد کرلے اور اس جگہ اور پچھلی منزل کے درمیان کا فاصلہ شرعی مسافت کے برابر نہ ہو لیکن جہاں سے پہلے چلا تھا وہاں سے اتنی مسافت ہے تو قصر نہیں ہے۔

۳- مسافت تمام ہونے تک عزم سفر باقی رہے۔ پس اگر چار فرسخ تک پہنچنے سے پہلے ارادہ بدل دے یا اس سفر کو جاری رکھنے میں متردّد ہو جائے تو اس پر سفر کا حکم جاری نہیں ہو گا چاہے ارادہ بدلنے سے قبل اس نے نماز قصر ہی پڑھی ہو۔

۴- سفر کے درمیان اپنے وطن سے گزرنے یا کسی جگہ دس روز یا اس سے زیادہ قیام کرنے کی نیت سے سفر ختم کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔

۵- شرعی اعتبار سے اس کا سفر جائز ہو، پس اگر معصیت یا حرام کام کے لئے سفر ہو خواہ وہ سفر خود ہی معصیت و حرام ہو جیسے لشکر (اسلام) سے فرار کرنا یا غرضِ سفر حرام ہو جیسے راہ زنی کے لئے سفر کرنا تو اس پر سفر کا حکم جاری نہیں ہو گا۔

۶- مسافر، خانہ بدوشوں میں سے نہ ہو جیسے بادیہ نشین جن کا کوئی معیّن وطن نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ صحراؤں میں گھومتے ہیں اور جہاں انھیں پانی اور چارہ مل جاتا ہے وہیں اتر پڑتے ہیں۔

۷- یہ کہ سفر اس کا پیشہ نہ ہو جیسے چوکیدار، شتربان اور ملّاح وغیرہ اور یہ حکم ان لوگوں کا بھی ہے جن کا مشغلہ سفر ہوتا ہے۔

۸- اس کا حدّ ترخّص تک پہنچنا۔ حد ترخّص وہ جگہ ہے جہاں سے شہر کی اذان نہ سنی جا سکے یا وہاں سے شہر کی دیواریں نظر نہ آئیں۔

جس شخص کا پیشہ یا پیشہ کا مقدمہ سفر ہو

س ۱۶۵ : جس شخص کا سفر اس کے پیشہ کا مقدمہ ہو، کیا وہ سفر میں پوری نماز پڑھے گا۔ یا یہ (پوری نماز پڑھنا) اس سے مخصوص ہے جس کا پیشہ ہی سفر ہو اور مرجع دینی، جیسے امام خمینیؒ کے اس قول کے کیا معنی ہیں "جس کا پیشہ سفر ہو" کیا کوئی شخص ایسا بھی پایا جاتا ہے کہ جس کا پیشہ سفر ہو؟ اس لئے کہ چرواہوں، شتربان اور ملاح وغیرہ کا عمل بھی چرانا، ہنکانا اور کشتی چلانا ہے اور مختصر یہ کہ ایسا کوئی شخص نہیں پایا جاتا کہ جس کا مقصد سفر کو پیشہ بنانا ہو؟

ج: جس کا سفر اس کے شغل کا مقدمہ ہو اگر وہ ہر دس دن میں کم از کم ایک مرتبہ کام کرنے کے لئے اس جگہ جاتا ہے جہاں کام کرتا ہے تو وہاں پوری نماز پڑھے گا اور اس کا روزہ بھی صحیح ہے اور فقہا رضوان اللہ علیہم کے کلام میں جو یہ جملہ آتا ہے کہ "جس کا شغل سفر ہو" اس سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جس کے کام کا دارومدار سفر پر ہو جیسے وہ مشاغل جو سوال میں مذکور ہیں۔

س۶۵۲ : اس شخص کے روزہ نماز کا کیا حکم ہے جس کا شغل سفر ہو جیسے کرایہ پر سفر کرنے والا ڈرائیور اور ملاح وغیرہ ؟

ج : سفر میں پوری نماز پڑھے گا اور اس کا روزہ صحیح ہے۔

س۶۵۳ : اس شخص کے روزہ نماز کا کیا حکم ہے جس کا کام سفر ہو جیسے وہ ملازم جو اپنی جائے ملازمت کی طرف سفر کرتا ہے یا وہ کاریگر جو اپنے کارخانہ کی طرف سفر کرتا ہے ؟

ج : جب وہ ہر دس دن میں کم از کم ایک مرتبہ اپنے محلّ شغل یا کام کرنے کی جگہ کی طرف سفر کرتا ہو تو روزہ کے صحیح ہونے اور پوری نماز کے واجب ہونے میں اس کا حکم وہی ہے جو اس شخص کا ہے جس کا شغل سفر ہو۔

س۶۵۴ : ان لوگوں کے روزے، نماز کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے جو جس شہر میں کام کرتے ہیں ایک سال سے زیادہ ٹھہرتے ہیں یا وہ فوجی جو کسی شہر میں فوجی خدمت انجام دینے کے لئے ایک یا دو سال قیام کرتے ہیں، کیا ان پر ہر سفر کے بعد دس روز کے قیام کی نیت کرنا واجب ہے تاکہ روزہ رکھ سکیں اور پوری نماز پڑھ سکیں اور اگر دس روز سے کم قیام کی نیت ہو تو ان کے روزہ نماز کا کیا حکم ہے ؟

ج : مفروضہ سوال میں ان کا حکم وہی ہے جو نماز قصر سے متعلق تمام مسافروں کا ہے، جب تک وہ دس دن کے قیام کی نیت نہ کریں۔

س۶۵۵ : جنگی طیاروں کے پائیلٹ، جو اکثر اوقات فوجی اڈّوں سے پرواز کرتے ہیں اور شرعی مسافت سے کہیں زیادہ فاصلہ طے کرنے کے بعد واپس آتے ہیں، ان کی نماز اور روزے کا کیا حکم ہے ؟

ج : اس سلسلہ میں ان کا حکم وہی ہے جو سفر میں نماز کے تمام ہونے اور

روزہ کے صحیح ہونے میں موٹر کار کے ڈرائیوروں، کشتی رانوں اور جہاز کے پائیلٹوں کا ہے۔

س ۶۵۶ : وہ قبائل جو اپنی قیام گاہ سے ایک یا دو مہینہ کے لئے اِدھر اُدھر منتقل ہوتے رہتے ہیں لیکن سال کا باقی حصہ گرم یا سرد علاقہ میں گذارتے ہیں تو کیا دونوں جگہیں (گرم و سرد علاقے) ان کے لئے وطن شمار ہوں گی؟ اور (نماز کے قصر یا تمام کے اعتبار سے) ان کے اس سفر کا کیا حکم ہے جو ان دو جگہوں میں قیام کے دوران کرتے ہیں؟

ج: اگر وہ ہمیشہ گرم سے سرد علاقہ اور سرد سے گرم علاقہ کی طرف منتقل ہوتے رہتے ہیں تاکہ اپنے سال کے بعض ایام ایک جگہ گزاریں اور بعض ایام کو دوسری جگہ گذاریں اور انہوں نے دونوں جگہوں کو اپنی دائمی زندگی کے لئے اختیار کر رکھا ہو تو دونوں جگہیں ان کے لئے وطن شمار ہوں گی اور دونوں پر وطن کا حکم عائد ہوگا۔ اور اگر دونوں وطنوں کے درمیان کی مسافت، شرعی مسافت کے برابر ہے تو ان کے لئے ایک وطن سے دوسرے وطن کی طرف سفر کا حکم وہی ہے جو تمام مسافروں کا ہے۔

س ۶۵۷ : میں ایک شہر میں سرکاری ملازم ہوں اور میری ملازمت کی جگہ اور گھر کے درمیان تقریباً ۳۵ کلومیٹر کا فاصلہ ہے اور روزانہ اس مسافت کو اپنی ملازمت کی جگہ پہنچنے کے لئے طے کرتا ہوں۔ پس اگر کسی کام سے میں اس شہر میں چند راتیں ٹھہرنے کا ارادہ کر لوں تو مجھ پر پوری نماز پڑھنا واجب ہے یا نہیں؟

اور مثال کے طور پر اگر میں جمعہ کو اپنے رشتہ داروں سے ملاقات کے لئے شہر سمنان

جاؤں تو مجھے پوری نماز پڑھنا ہوگی یا نہیں ؟

ج اگر آپ کا سفر آپ کی اس ملازمت کیلئے نہیں ہے جس کے لئے آپ روزانہ جاتے ہیں تو اس پر شغل کے سفر کا حکم عائد نہیں ہوگا۔ لیکن اگر سفر خود اسی ملازمت کیلئے ہو اور آپ اپنی ملازمت کی جگہ پر قیام کے دوران خاص کاموں، جیسے رشتہ داروں اور دوستوں سے ملاقات کے لئے جائیں اور اتفاق سے وہاں پر ایک رات یا چند راتیں گذارنا پڑیں تو کام کے لئے سفر کا جو حکم ہے وہ ان اسباب کی وجہ سے نہیں بدلے گا بلکہ آپ کو پوری نماز پڑھنا ہوگی اور روزہ رکھنا ہوگا۔

س ۶۵۸ : اگر ملازمت کی جگہ پر، جس کے لئے میں نے سفر کیا ہے، دفتری اوقات کے بعد ذاتی کام انجام دوں، مثلاً صبح سات بجے سے دو بجے تک دفتری کام انجام دیتا رہوں اور دو بجے کے بعد ذاتی کام انجام دوں تو میری نماز اور روزہ کا کیا حکم ہے ؟

ج دفتری کام کو انجام دینے کے بعد کسی خاص کام کا انجام دینا، دفتری کام (شغل) کے سفر کے حکم کو تبدیل نہیں کرتا۔

س ۶۵۹ : ان سپاہیوں کے روزہ و نماز کا کیا حکم ہے جو یہ جانتے ہیں کہ وہ دس دن سے زیادہ ایک جگہ قیام کریں گے لیکن اس کا اختیار خود ان کے ہاتھ میں نہیں ہے ؟ امید ہے امام خمینیؒ کا فتویٰ بھی بیان فرمائیں گے ؟

ج مذکورہ سوال میں اگر انھیں دس دن یا اس سے زیادہ ایک جگہ رہنے کا اطمینان ہو تو ان پر پوری نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا واجب ہے اور یہی فتویٰ امام خمینیؒ کا بھی ہے۔

س ٦٦٠ : ان لوگوں کے روزے نماز کا کیا حکم ہے جو فوج یا پاسداران انقلاب میں شامل ہیں اور جو دس دن سے زیادہ چھاؤنیوں میں یا سرحدی علاقوں میں رہتے ہیں ؟ برائے مہربانی امام خمینیؒ کا فتویٰ بھی بیان فرمائیں ؟

ج وہاں ان پر پوری نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا واجب ہے نیز امام خمینیؒ کا بھی یہی فتویٰ ہے ، بشرطیکہ دس دن یا اس سے زیادہ ایک جگہ قیام کا ارادہ ہو یا وہ جانتے ہوں کہ دس دن یا اس سے زیادہ وہاں رہنا ہوگا۔

س ٦٦١ : میں رمضان المبارک میں ایک ایسی جگہ قیام پذیر تھا کہ میری قیام گاہ اور ان تمام مقامات کے درمیان جن کے بارے میں اطلاع فراہم کرنا میرا فریضہ تھا ، حد ترخص کی مقدار کے برابر فاصلہ تھا ، اس صورت میں کیا مجھے نماز پوری پڑھنی ہوگی اور روزہ رکھنا واجب ہوگا ؟

ج جب آپ اپنے کام کیلئے ان تمام مقامات کا چکر لگاتے ہیں جن کی اطّلاع فراہم کرنا آپ پر واجب ہے یا ان مقامات تک جاتے ہیں جو آپ کی قیام گاہ سے شرعی مسافت کے بقدر دور نہیں ہیں ، جبکہ آپ پر اپنی قیام گاہ پر پوری نماز پڑھنے کا حکم نافذ ہو چکا ہو خواہ وہاں ایک ہی چار رکعتی نماز ادا کی ہو یا دس دن کے اندر ان مقامات تک کا سفر کُل ملا کے ایک تہائی دن یا رات یا اس سے کم کا ہو تو اس صورت میں آپ اپنی قیام گاہ اور ان مقامات پر پوری نماز پڑھیں گے اور روزہ رکھیں گے ورنہ دوسری صورت میں نماز قصر ہوگی اور روزہ رکھنا صحیح نہ ہوگا۔

س ٦٦٢ : امام خمینی رح کی توضیح المسائل کے صلاۃ المسافر کے باب میں مسئلہ ۱۳۰۶ میں

ساتویں شرط یہ ہے :

ڈرائیور پر واجب ہے کہ پہلے سفر کے بعد پوری نماز پڑھے لیکن پہلے سفر میں اس کی نماز قصر ہے خواہ سفر طویل ہی کیوں نہ ہو پس کیا پہلے سفر سے مراد وطن سے چلنا اور لوٹ کر وطن واپس آنا ہے خواہ وہ سفر ایک ماہ یا اس سے زیادہ مدت تک جاری رہے چاہے وہ اس مدت میں اپنے اصلی وطن کے علاوہ ایک شہر سے دوسرے شہر دسیوں بار اسباب منتقل کرتا رہا ہو ؟

ج: اس کا پہلا سفر اس منزل و مقصد تک پہنچنے کے بعد پورا ہوتا ہے جس کا اس نے اپنے وطن یا قیام گاہ سے نکلتے وقت قصد کیا تھا تاکہ سواریوں کو وہاں منتقل کرے یا اسباب پہنچائے اور واپس وطن تک لوٹنا اس کا جزء نہیں ہے مگر یہ کہ اس کا سفر منزل و مقصد کی طرف سواریوں کو منتقل کرنے کے لئے یا اس جگہ سے سامان وہاں لے جانے کے لئے ہو جہاں سے اس نے سفر شروع کیا تھا۔

س ۶۶۳ : وہ شخص جس کا دائمی پیشہ ڈرائیوری نہ ہو بلکہ مختصر مدت کے لئے ڈرائیوری اس کا فریضہ بن گیا ہے ، جیسے چھاؤنیوں میں یا نگہبانی کے فرائض انجام دینے والوں پر موٹر گاڑی چلانے کی ذمہ داری عائد کر دی جاتی ہے کیا ایسا شخص مسافر کے حکم میں ہے یا اس پر پوری نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا واجب ہے ؟

ج: جب عرف عام میں اس کو اس وقتی مدت میں ڈرائیور کہا جائے تو اس مدت میں اس کا وہی حکم ہے جو تمام ڈرائیوروں کا ہے۔

س ۶۶۴ : اجب ڈرائیور کی گاڑی میں کوئی نقص پیدا ہو جائے اور وہ اس کے پرزے اور اسباب لینے کیلئے دوسرے شہر جائے تو کیا اس سفر میں وہ پوری نماز پڑھے گا یا قصر جبکہ اس سفر میں اس کی گاڑی اس کے ساتھ نہیں ہے ؟

ج: جب اس سفر میں اس کا شغل ڈرائیوری نہ ہو تو اس کا حکم وہی ہے جو تمام مسافروں کا ہے۔

طلبہ کا حکم

س ٦٦٥ : یونیورسٹیوں کے ان طلبہ کا کیا حکم ہے جو ہفتہ میں کم از کم دو دن تحصیل علم کیلئے سفر کرتے ہیں یا ان ملازمین کا کیا حکم ہے جو ہر ہفتہ اپنے کام کے لئے سفر کرتے ہیں؟ واضح رہے کہ وہ ہر ہفتہ سفر کرتے ہیں لیکن کبھی یونیورسٹی میں چھٹی ہو جائے یا دفتر و کارخانہ میں چھٹی ہو جائے تو ایک ماہ اپنے اصل وطن میں رہتے ہیں اور اس ایک ماہ کی مدت میں سفر نہیں کرتے تو جب وہ ایک ماہ کے بعد پھر سے سفر کا آغاز کریں گے تو کیا اس پہلے سفر میں انکی نماز قاعدہ کے مطابق قصر ہوگی اور اس کے بعد وہ پوری نماز پڑھیں گے؟

ج: تحصیل علم کیلئے جانے والوں کی نماز قصر ہے اور روزہ رکھنا صحیح نہیں ہے خواہ ان کا سفر ہفتہ وار ہو یا روزانہ ہو لیکن جو شخص کام کے لئے سفر کرتا ہے خواہ اس کا کام آزاد ہو یا دفتری لہٰذا اگر وہ دس دن میں کم از کم ایک مرتبہ اپنے کام کرنے کی جگہ سے اپنے وطن یا محل سکونت کی طرف جاتا ہے تو کام کے لئے کیے جانے والے دوسرے سفر میں وہ پوری نماز پڑھے گا اور اس کا روزہ رکھنا بھی صحیح ہوگا اور جب وہ کام والے سفر کے دوران

اپنے وطن میں یا غیر وطن میں دس دن قیام کرے تو اس کام کے لئے کئے جانے والے پہلے سفر میں نماز قصر پڑھے گا اور روزہ نہیں رکھے گا۔

س ۶۶۶ : دینی طالب علم یہ نیت کرلے کہ تبلیغ کو اپنا مشغلہ بنائے گا تو مذکورہ فرض کے مطابق وہ سفر میں پوری نماز پڑھ سکتا ہے اور روزہ رکھ سکتا ہے یا نہیں ؟ اور جب اس کا سفر تبلیغ، دعوت ہدایت اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے نہ ہو بلکہ کسی اور کام کے لئے سفر کرے تو اس کے روزے نماز کا کیا حکم ہے ؟

ج اگر تبلیغ و ہدایت اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو عرف عام میں اس کا شغل و عمل کہا جاتا ہے تو ان چیزوں کے لئے اس کے سفر کا حکم وہی ہے جو شغل کے لئے تمام سفر کرنے والوں کا ہے اور اگر کبھی ان کے علاوہ کسی اور غرض کے لئے سفر کرے تو قصر نماز پڑھنے اور روزہ نہ رکھنے میں اس کا وہی حکم ہے جو تمام مسافروں کا ہے۔

س ۶۶۷ : حوزۂ علمیہ کے طالب علم یا حکومت کے ملازمین وغیرہ جو کسی شہر میں غیر معین مدت کے لئے مامور کئے جاتے ہیں ان کے روزوں اور نمازوں کا کیا حکم ہے ؟

ج تعلیم و تحقیق اور ملازمت کی جگہ پر جب تک وہ دس دن کے قیام کا قصد نہ کریں اس وقت تک نماز قصر پڑھیں گے اور روزہ نہیں ہوگا اور ان کی حالت بقیہ مسافروں کی سی ہے۔

س ۶۶۸ : ایک طالب علم دوسرے شہر میں تعلیم حاصل کرتا ہے اور ہر ہفتہ اپنے گھر آتا ہے، اس کے گھر اور درس گاہ کے درمیان شرعی مسافت ہے تو درس گاہ میں اسکی

نماز قصر ہے یا نہیں ؟

ج: تعلیم و تدریس کے سفر پر پیشہ کے سفر کا حکم جاری نہیں ہوگا بلکہ تعلیم کے لئے سفر میں طالب علم تمام مسافروں کے حکم میں ہے ۔

س ۶۶۹ : اگر دینی طالب علم اس شہر میں رہتا ہے جو اس کا وطن نہیں ہے اور وہاں دس روز قیام کی نیت کرنے سے قبل وہ جانتا ہے یا یہ قصد رکھتا ہے کہ شہر کے کنارے پر واقع مسجد میں ہر ہفتے جائے گا ۔ آیا وہ دس دن کے قیام کی نیت کر سکتا ہے یا نہیں ؟

ج: قصد اقامت کے دوران ایک گھنٹہ یا اس سے زیادہ یہاں تک قیام گاہ سے ایک تہائی (۱/۳) دن یا رات کے برابر شرعی مسافت سے کم باہر جانے کا ارادہ قصد اقامت کو ختم نہیں کرتا ہے اور جس جگہ جانے کا ارادہ ہے وہ محل اقامت میں داخل ہے یا نہیں ؟ اس کی تشخیص عرف عام پر منحصر ہے ۔

قصدِ مسافت اور دس دن کی نیّت

س ٦٧٠ : میں جس جگہ ملازمت کرتا ہوں وہ قریبی شہر سے شرعی مسافت سے کم فاصلہ پر واقع ہے اور چونکہ دونوں جگہ میرا وطن نہیں ہے لہٰذا میں اپنی ملازمت کی جگہ دس روز ٹھہرنے کا قصد کرتا ہوں تاکہ پوری نماز پڑھ سکوں اور روزہ رکھ سکوں اور جب میں اپنے کام کی جگہ دس روز قیام کرنے کا قصد کرتا ہوں تو دس روز یا اس کے بعد قریبی شہر میں جانے کا قصد نہیں کرتا پس درج ذیل حالات میں شرعی حکم کیا ہے ؟ :

۱۔ جب میں اچانک کسی کام سے دس دن کامل ہونے سے پہلے ہی اس شہر کو جاؤں اور تقریباً دو گھنٹے وہاں ٹھہرنے کے بعد کام کی جگہ واپس آجاؤں ۔

۲۔ جب میں دس روز کامل ہونے کے بعد اس شہر کے معیّن محلّہ میں جاؤں اور یہ فاصلہ شرعی مسافت سے زیادہ نہ ہو اور ایک رات وہاں قیام کرکے اپنی ملازمت کی جگہ واپس آجاؤں ۔

۳۔ جب میں دس روز قیام کے بعد اس شہر کے کسی معیّن محلہ کے قصد سے نکلوں لیکن وہاں پہنچنے کے بعد میرا ارادہ بدل جائے اور میں شہر کے اس محلہ میں جانے کی نیت کرلوں

جو میری قیام گاہ سے شرعی مسافت سے زیادہ دور ہے ؟

ج ۱-۲ قیام گاہ پر پوری نماز پڑھ لینے کے بعد خواہ ایک چار رکعتی نماز ہی پڑھی ہو شرعی مسافت سے کم فاصلہ تک جانے میں کوئی حرج نہیں ہے خواہ سفر گھنٹہ دو گھنٹے کا ہو اور ایک دن میں ہو یا کئی دنوں میں اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اپنی قیام گاہ سے دس دن کامل ہونے کے بعد نکلے یا دس دن کامل ہونے سے قبل بلکہ نئے سفر سے پہلے تک پوری نماز پڑھے گا اور روزہ رکھے گا ۔

۳- جب نیت بدلنے کی جگہ سے شرعی مسافت تک کے سفر کا قصد کرے اور پھر اس مسافت کو طے کر کے اپنی قیام گاہ تک لوٹ آئے تو اس سے سابقہ قیام کا حکم ختم ہو جائے گا اور قیام گاہ پر لوٹنے کے بعد از سر نو دس دن کے قیام کی نیت کرنا ضروری ہے ۔

س ٦٧١ : مسافر اپنے وطن سے نکلنے کے بعد اگر اس راستے سے گزرے جہاں سے اس کی اصلی وطن کی آوازِ اذان سنائی دیتی ہے یا اس کے وطن کے گھروں کی دیوار یں دکھائی پڑتی ہیں تو کیا اس سے قطع مسافت پر کوئی اثر پڑتا ہے ؟

ج اگر اپنے وطن سے نہ گزرے تو اس سے قطع مسافت پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور نہ اس سے سفر کا سلسلہ منقطع ہوتا ہے لیکن جب تک اس جگہ ہے اس وقت تک اس پر سفر کا حکم جاری نہیں ہو گا ۔

س ٦٧٢ : جہاں میں ملازم ہوں اور آج کل سکونت پذیر ہوں وہ میرا اصل وطن نہیں ہے

اور اس جگہ کے اور میرے اصلی وطن کے درمیان شرعی مسافت سے زیادہ فاصلہ ہے۔ ملازمت کی جگہ کو میں نے اپنا اصلی وطن نہیں بنایا ہے۔ اور یہ ممکن ہے کہ وہاں میں چند سال رہوں بعض اوقات وہاں سے دفتری امور کے لئے مہینے بھر میں ایک دو دن کے سفر پر بھی جاتا ہوں پس جب میں اس شہر سے نکل کر جس میں، میں سکونت پذیر ہوں حد شرعی سے زیادہ دور جاؤں اور پھر وہیں لوٹ آؤں تو کیا مجھ پر واجب ہے کہ دس دن کے قیام کی پھر سے نیت کروں یا اس کی ضرورت نہیں ہے؟

اور اگر دس دن کے قیام کی نیت واجب ہے تو شہر کے اطراف میں کتنی مسافت تک میں جا سکتا ہوں؟

ج آپ جس شہر میں سکونت پذیر ہیں اگر وہاں سے شرعی مسافت تک جاتے ہیں تو سفر سے لوٹ کر اس شہر میں آنے پر از سر نو دس دن کے قیام کی نیت ضروری ہے اور جب صحیح طریقہ سے آپ کا دس دن کے قیام کا قصد متحقق ہو جائے اور پوری نماز پڑھنے کا حکم آپ کا فریضہ بن جائے، اور چاہے ایک ہی چار رکعتی نماز پڑھی ہو، تو اس کے بعد محل سکونت سے نکل کر شرعی مسافت سے کم فاصلہ تک سفر کرنے سے دس دن کے قیام کی نیت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا جیسا کہ دس دن کے دوران شہر کے باغوں اور کھیتوں پر جانے سے اقامت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

س ۶۷۳: اگر ایک شخص ــــ چند سال سے ــــ اپنے وطن سے چار کلومیٹر دور

رہتا ہے اور ہفتہ میں ایک مرتبہ گھر جاتا ہے پس اگر یہ شخص سفر کرے اور اس کے اور اس کے وطن کے درمیان ۲۵ کلومیٹر کا فاصلہ طے ہوجائے لیکن جس جگہ وہ تعلیم حاصل کرتا ہے وہاں سے یہ فاصلہ ۲۲ کلومیٹر ہو تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: جب وہ تعلیم و تحقیق کے مرکز سے کسی دوسری جگہ کا قصد کرے جس کا فاصلہ شرعی مسافت سے کم ہو تو اس پر سفر کا حکم جاری نہیں ہوگا لیکن اگر وطن سے اس مقصد کا ارادہ کرے تو اس پر سفر کا حکم مرتب ہوگا۔

س ۶۷۴: ایک مسافر نے تین فرسخ تک جانے کا قصد کیا لیکن ابتداء ہی سے اس کا ارادہ تھا کہ وہ ایک کام کی انجام دہی کیلئے ایک فرعی راستہ سے ایک فرسخ تک جائے گا پھر اصلی راستہ پر آجائے گا اور اپنے سفر کو جاری رکھے گا تو اس سفر میں اس کے روزہ نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اس پر مسافر کا حکم جاری نہیں ہوگا اور مسافت کو پورا کرنے کیلئے راستے سے ہٹنا اور دوبارہ اس پر لوٹ آنا کافی نہیں ہے۔

س ۶۷۵: امام خمینیؒ کے (اس) فتوے کے پیش نظر کہ جب آٹھ فرسخ کا سفر ہو تو روزہ رکھنا جائز نہیں اور نماز قصر ہے پس اگر جانے کا راستہ چار فرسخ سے کم ہو لیکن واپسی پر سواری نہ ملنے پر یا راستے کی مشکلات کے پیش نظر اس شخص پر لازم ہو کہ ایسا راستہ اختیار کرے جو چھ فرسخ سے زیادہ ہے۔ اس صورت میں نماز روزہ کا کیا حکم ہے؟

ج: جب جانا چار فرسخ سے کم ہو اور واپسی کا راستہ بھی شرعی مسافت کے برابر نہ ہو تو نماز پوری پڑھے گا اور روزہ رکھے گا۔

س ۶۷۶: جو شخص اپنے محل سکونت سے ایسی جگہ جائے جس کا فاصلہ شرعی مسافت سے کم ہو، ہفتہ بھر میں اس جگہ سے متعدد بار دوسری جگہوں کا سفر کرے اس طرح کہ کل مسافت آٹھ فرسخ سے زیادہ ہو جائے تو اس کا کیا فریضہ ہے؟

ج: اگر وہ گھر سے نکلتے وقت مسافت کا قصد نہیں رکھتا تھا اور نہ اس کی پہلی منزل اور ان جگہوں کے درمیان کا فاصلہ شرعی مسافت کے برابر تھا تو اس پر سفر کا حکم جاری نہیں ہوگا۔

س ۶۶۷ : اگر ایک شخص اپنے شہر سے کسی خاص جگہ کے قصد سے نکلے اور پھر اس جگہ سے اِدھر اُدھر جائے تو کیا اس کا یہ اِدھر اُدھر جانا مسافت میں شمار ہوگا جو اس نے اپنے گھر سے طے کی ہے؟

ج اس جگہ سے ادھر اُدھر جانا مسافت میں شمار نہیں ہوگا۔

س ۶۶۸ : کیا دس دن قیام کی نیّت کے وقت یہ نیّت رکھنا جائز ہے کہ روزانہ محلِّ اقامت سے محلِّ شغل تک جاتا رہوں گا جبکہ ان دو جگہوں کا فاصلہ چار فرسخ سے کم ہو۔؟

ج دس دن قیام کی نیت کے ساتھ شرعی مسافت سے کم فاصلہ تک جانے کی نیت رکھنا قصدِ اقامت کے لئے اسی وقت نقصان دہ ہے جب عرفِ عام کہا جائے کہ یہ شخص محل اقامت میں "دس دن نہیں ٹھہرا ہے" جیسے کوئی شخص پورا دن باہر رہے۔ لیکن اگر وہ شخص دن رات میں چند گھنٹہ کے لئے باہر جائے اور دن یا رات کے ایک تہائی حصہ تک باہر رہے یا دن یا رات میں ایک دفعہ باہر جائے یا چند بار باہر جائے لیکن مجموعی طور پر دن یا رات کے ایک تہائی حصہ سے زیادہ نہ ہو تو ایسی نیّت قصد امامت کی صحت کے لئے مضر نہیں ہے۔

س ۶۶۹ : اس بات کے پیش نظر کہ ایک شخص اپنے محل سکونت سے اپنی جائے ملازمت تک جاتا ہے اور دونوں (محل سکونت و محل ملازمت) کے درمیان ۲۴ کلومیٹر سے زیادہ فاصلہ ہے جو پوری نماز پڑھنے کا موجب ہے، پس اگر میں ان شہروں کے حدود سے باہر نکلوں جہاں ملازمت کرتا ہوں یا کسی دوسرے شہر کی طرف جاؤں جس کا فاصلہ میرے کام کرنے کی

جگہ سے شرعی مسافت سے کم ہے اور ظہر سے قبل یا بعد واپس ہو جاؤں تو کیا میری نماز پھر بھی پوری ہے ؟

ج: صرف محل ملازمت سے شرعی مسافت سے کم نکلنے پر آپ کے روزہ نماز کا حکم نہیں بدلے گا چاہے روزانہ کے عمل سے اس کا کوئی واسطہ نہ ہو اور اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ آپ وہاں ظہر سے قبل واپس آئیں یا بعد میں۔

س ٦٨٠ : میں اطراف اصفہان کا رہنے والا ہوں اور ایک عرصہ سے شاہین شہر کی یونیورسٹی میں ملازمت کرتا ہوں جو اصفہان کے تابع ہے اور اصفہان کے حد ترخص سے شاہین شہر تک تقریباً بیس کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔ لیکن یونیورسٹی تک، جو اطراف شہر میں واقع ہے، تقریباً ۲۵ کلومیٹر سے زیادہ مسافت ہے لہٰذا جبکہ یونیورسٹی شاہین شہر میں واقع ہے اور میرا راستہ شہر کے درمیان سے گذرتا ہے مگر میرا اصلی مقصد یونیورسٹی ہے پس مجھے مسافر شمار کیا جائے گا یا نہیں ؟

ج: اگر دونوں شہروں کے درمیان چار شرعی فرسخ سے کم فاصلہ ہے تو اس پر سفر کا حکم مرتب نہیں ہوگا۔

س ٦٨١ : میں ہر ہفتہ سیدۂ معصومہ "علیہا السلام" کے مرقد کی زیارت اور مسجد جمکران کے اعمال بجالانے کی غرض سے قم جاتا ہوں۔ اس سفر میں، مجھے پوری نماز پڑھنا چاہیئے یا قصر؟

ج: اس سفر میں وجوب قصر کے سلسلہ میں آپ کا حکم وہی ہے جو تمام مسافروں کا ہے۔

س ٦٨٢ : شہر "کاشمر" میری جائے ولادت ہے اور ۱۳۴۵ھ ش سے ۱۳٦۹ھ ش تک

میں تہران میں مقیم رہا اب تین سال سے اپنے خاندان کے ساتھ ادارہ کی طرف سے بندر عباس میں تعینات ہوں اور ایک سال کے اندر پھر تہران لوٹ آؤں گا، اس کے پیش نظر کہ جب میں بندر عباس میں مقیم تھا وہاں سے میں کسی بھی وقت ادارہ کے ضروری کام سے چھوٹے چھوٹے شہروں میں جایا کرتا تھا اور کچھ مدت وہاں ٹھہرتا تھا لیکن ادارے کے جو کام میرے ذمہ ہوتے تھے ۔ اس سے میں وقت کا اندازہ نہیں لگا سکتا تھا ۔

برائے مہربانی پہلے میرے روزہ نماز کا حکم بیان فرمائیں گے ؟

دوسرے : اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ میں اکثر اوقات یا سال کے چند مہینوں میں کام کے سلسلے میں سفر میں رہتا ہوں ، میرے اوپر کثیر السفر کا عنوان صادق آتا ہے یا نہیں ؟

اور تیسرے : میری زوجہ کی نماز و روزہ کا حکم ہے ، وہ میری شریک حیات ہے ، اس کی جائے پیدائش تہران ہے اور میری وجہ سے بندر عباس میں رہتی ہے ؟

ج اس وقت جہاں آپ ڈیوٹی پر ہیں اور جو آپ کا وطن نہیں ہے ، وہاں آپ کے روزہ اور نماز کا وہی حکم ہے جو مسافر کے روزہ و نماز کا حکم ہے ، یعنی نماز قصر ہے اور روزہ صحیح نہیں ہے ۔ مگر یہ کہ آپ وہاں دس دن قیام کرنے کی نیت کرلیں یا دس دن میں کم از کم ایک مرتبہ مربوط ذمہ داری کی انجام دہی کے لئے شرعی مسافت تک جائیں لیکن آپ کی زوجہ جو آپ کے ساتھ ہے اگر وہاں دس روز ٹھہرنے کی نیت کرلیتی ہے تو اس کی نماز تمام اور روزہ صحیح ہے ورنہ نماز قصر اور روزہ رکھنا صحیح نہیں ہے ۔

س ۶۸۳ : ایک شخص نے ایک جگہ دس دن ٹھہرنے کا قصد کیا، اس طرح کہ وہ جانتا تھا کہ وہاں دس روز تک ٹھہرے گا یا اس نے اس امر کا ارادہ کر لیا پھر اس نے ایک چار رکعتی نماز پوری پڑھ لی جس سے اس کا قیام متحقق ہو گیا۔ اب اسے ایک غیر ضروری سفر درپیش ہو گیا، کیا اس کے لئے یہ سفر جائز ہے ؟

ج : اس کے سفر میں کوئی مانع نہیں ہے خواہ سفر غیر ضروری ہو۔

س ۶۸۴ : اگر کوئی شخص امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لئے سفر کرے اور یہ جانتا ہو کہ وہاں دس روز سے کم قیام رہے گا لیکن نماز پوری پڑھنے کی غرض سے دس روز ٹھہرنے کی نیت کر لے تو اس کا کیا حکم ہے ؟

ج : اگر وہ جانتا ہو کہ وہاں دس روز قیام نہیں کرے گا تو اس کا اقامت عشرہ کی نیت کرنا بے معنی ہے اور اس کی اس نیت کا کوئی اثر نہیں ہے اور وہ وہاں قصر نماز پڑھے گا۔

س ۶۸۵ : شہر سے باہر کے ملازمت پیشہ لوگ جو اس شہر میں دس روز قیام نہیں کرتے اور ان کا سفر بھی شرعی مسافت سے کم ہوتا ہے تو نماز کے سلسلہ میں ان کا کیا حکم ہے قصر پڑھیں یا پوری ؟

ج : جب وطن اور محل ملازمت کے درمیان یا آمد و رفت دونوں ملاکر شرعی مسافت کے برابر فاصلہ نہ ہو، تو ان پر مسافر کے احکام جاری نہیں ہوں گے اور جس شخص کے وطن اور جائے ملازمت کے درمیان شرعی مسافت کے برابر فاصلہ ہو اور دس روز کے اندر وہ کم از کم ایک مرتبہ دونوں

کے درمیان سفر کرے اس پر پوری نماز پڑھنا واجب ہے ورنہ دس دن کے قیام کے بعد سفرِ اوّل میں اس کا وہی حکم ہے جو تمام مسافروں کا ہے۔

س ۶۸۶ : اگر کوئی شخص کسی جگہ سفر کرے اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ وہاں کتنے دن قیام کرنا ہے، دس روز یا اس سے کم تو اسے کس طرح نماز پڑھنی چاہئے ؟

ج: قصر نماز پڑھے گا۔

س ۶۸۷ : جو شخص دو مقامات پر تبلیغ کرتا ہے اور اس علاقہ میں دس روز قیام کا قصد رکھتا ہے اس کے روزہ نماز کا کیا حکم ہے ؟

ج: اگر عرف عام میں یہ دو علاقے ہیں تو مذکورہ صورت میں وہ نہ دونوں میں قصد اقامت کر سکتا۔ اور نہ ایک مقام پر جبکہ دوسرے مقام تک جانے کا قصد بھی رکھتا ہو۔

حدّ ترخّص

س ٦٨٨ : جرمنی اور یورپ کے بعض شہروں کا درمیانی فاصلہ ایک سو میٹر سے زیادہ نہیں ہوتا اور دونوں شہروں کے مکانات اور راستے ایک دوسرے سے متصل ہوتے ہیں، ایسے موارد میں حد ترخّص کہاں سے شروع ہوتی ہے ؟

ج : جہاں دو شہر ایک دوسرے اس طرح متصل ہوں جیسا کہ سوال میں ہے تو ایسے دو شہر ایک شہر کے دو محلوں کے حکم میں ہیں یعنی ایک سے خارج ہونے اور دوسرے شہر میں داخل ہونے کو سفر شمار نہیں کیا جائے گا کہ اس کے لئے حد ترخّص معیّن کی جائے ۔

س ٦٨٩ : حد ترخّص کا معیار شہر کی اذان سننا اور شہر کی دیواروں کا دیکھنا ہے، کیا (حد ترخص میں) ان دونوں کا ایک ساتھ ہونا ضروری ہے یا دونوں میں سے ایک کافی ہے؟

ج : احتیاط یہ ہے کہ دونوں علامتوں کی رعایت کی جائے اگرچہ حد ترخّص کی تعیین کے لئے اذان کا نہ سنائی دینا ہی کافی ہے ۔

س ٦٩٠ : کیا حد ترخّص میں شہر کے ابتدائی گھروں ــ جہاں سے مسافر شہر میں داخل

ہوتا ہے ـــــ کی اذان کا سنائی دینا معیار ہے یا شہر کے درمیانی آبادی کی آواز اذان کا سنائی دینا ؟

ج: شہر کے اس آخری حصّے کی اذان سننا معیار ہے جہاں سے مسافر شہر سے نکلتا ہے یا اس میں داخل ہوتا ہے ۔

س ۶۹۱ : ایک علاقہ کے لوگوں کے درمیان شرعی مسافت کے بارے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں : شہر کے گھروں کی وہ آخری دیواریں معیار ہیں جو ایک دوسرے سے متصل ہیں بعض کہتے ہیں کہ گھروں کے حدود سے باہر جو کارخانے اور کمپنیاں ہوتی ہیں ، ان کی دیواریں معیار ہیں ۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ شہر کے آخر سے مراد کیا ہے ؟

ج: شہر کی آخری حدود کی تعیین عرف عام پر موقوف ہے ۔

س ۶۹۲ : ہم یونیورسٹی کے طلبہ ہیں اور ہماری کلاسیں شہر طبس کے ایک گاؤں میں لگتی ہیں اور یہ قریہ ہمارے وطن سے سو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے جبکہ شہر طبس کا فاصلہ ۵ کلومیٹر ہے لیکن طبس اور اس گاؤں کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہونے کی وجہ سے اس گاؤں کی دیواریں تو شہر طبس سے دکھائی دیتی ہیں مگر اذان سنائی نہیں دیتی ہے ایسی صورت میں اگر ہم اس گاؤں میں دس روز کے قیام کی نیت کریں اور پھر دو گھنٹے سے زیادہ کے لئے طبس چلے جائیں تو اس سے ہماری نیت برقرار رہے گی یا نہیں ؟

ج: دیواروں کے اوجھل ہونے سے مراد خود دیواروں اور ان کی شکلوں کا اوجھل ہونا ہے ۔ لہٰذا ان کا دھندلا سا دکھائی دینا کافی نہیں ہے ، اس فرض پر کہ گاؤں کی دیواریں شہر طبس سے اوجھل ہوتی

ہوں تو یہاں اگر وہ گاؤں طبس کا جزو شمار ہوتا ہے یا شہر کے باغات یا
یا مزارع میں شامل ہے تو اس صورت میں گاؤں میں قصد اقامت کی
نیت کے دوران طبس آنے جانے سے اقامت عشرہ کی نیت متأثر
نہ ہوگی لیکن اس کی تشخیص خود مکلف پر موقوف و منحصر ہے۔

سفرِ معصیت

س ۶۹۳ : جب انسان یہ جانتا ہو کہ وہ جس سفر پر جا رہا ہے اس میں گناہ و حرام میں مبتلا ہوگا تو اس کی نماز قصر ہے یا نہیں ؟

ج: جب تک اس کا سفر ترک واجب یا فعل حرام کی غرض سے نہ ہو تو نماز کے قصر ہونے میں اس کا وہی حکم ہے جو تمام مسافروں کا ہے۔

س ۶۹۴ : جس شخص نے گناہ کی غرض سے سفر نہیں کیا لیکن درمیان راہ اس نے معصیت کی غرض سے اپنے سفر کو تمام کرنے کی نیت کی تو یہ شخص پوری نماز پڑھے گا یا قصر؟ اور اثنائے سفر میں جو قصر نمازیں پڑھی ہیں وہ صحیح ہیں یا نہیں ؟

ج: جس وقت سے اس نے اپنے سفر کو گناہ و معصیت کی غرض سے جاری رکھنے کی نیت کی ہے اسی وقت سے اس پر پوری نماز پڑھنا واجب ہے اور معصیت کی نیت کے بعد جو نمازیں اس نے قصر پڑھی ہیں ان کا دوبارہ پوری پڑھنا واجب ہے۔

س ۶۹۵ : اس سفر کا کیا حکم ہے جو تفریح یا ضروریات زندگی کے خریدنے کے لئے کیا جائے اور اس سفر میں ادائیگی نماز کے لئے جگہ اور اس کے مقدمات ممکن و میسر نہ ہوں ؟

ج: اگر وہ جانتا ہے کہ اس سفر میں اس سے بعض وہ چیزیں چھوٹ جائیں گی جو نماز میں واجب ہیں تو ایسے سفر کو ترک کرنا احتیاط واجب ہے مگر یہ کہ سفر ترک کرنے میں ضرر و حرج ہو۔

احکامِ وطن

س ٦٩٦ : میری جائے پیدائش تہران ہے جبکہ میرے والدین کا وطن "مہدی شہر" ہے ۔ لہٰذا وہ سال میں متعدد بار "مہدی شہر" جاتے ہیں ان کے ساتھ میں بھی سفر کرتا ہوں۔ پس میرے روزہ و نماز کا کیا حکم ہے؟ واضح رہے کہ میں اپنے والدین کے وطن کو اپنا وطن نہیں بنانا چاہتا بلکہ میرا ارادہ تہران ہی میں رہنے کا ہے؟

ج: مذکورہ فرض میں تمہارے والدین کے وطن میں تمہارے روزہ نماز کا حکم وہی ہے، جو مسافر کے روزہ نماز کا ہے ۔

س ٦٩٧ : میں ایک سال میں چھ ماہ ایک شہر میں اور چھ ماہ دوسرے شہر میں رہتا ہوں جو کہ میری جائے پیدائش ہے اور یہی شہر میرا اور میرے خاندان والوں کا مسکن بھی ہے لیکن پہلے شہر میں مستقل قیام نہیں رہتا بلکہ وقفہ وقفہ سے رہتا ہے ۔مثلاً: دو ہفتے، دس روز یا اس سے کم وہاں رہا پھر اس کے بعد اپنی جائے پیدائش اور اپنے خاندان والوں کے وطن لوٹ آتا ہوں ۔میرا سوال یہ ہے کہ اگر میں پہلے شہر میں دس روز سے کم ٹھہرنے کی نیت کرتا ہوں تو میرا حکم مسافر کا ہے یا نہیں ؟

ج: اگر وہ شہر آپ کا وطن نہیں ہے اور اسے وطن بنانے کا ارادہ بھی نہیں ہے تو جس زمانہ میں آپ وہاں دس روز سے کم رہتے ہیں اس میں آپ کا حکم وہی ہے جو مسافر کا ہے ۔

س ۶۹۸ : تقریباً بارہ سال سے وطن کا قصد کئے بغیر ایک شہر میں رہتا ہوں، کیا یہ شہر میرا وطن ہو جائے گا اور اس شہر کو میرا وطن ہو جانے میں کتنی مدت درکار ہے؟ اور یہ امر کیسے ثابت ہوگا کہ عرف میں لوگ اس شہر کو میرا وطن سمجھنے لگے ہیں؟

ج: وطن نہیں بن سکتا مگر یہ کہ دائمی طور پر اقامت گزینی کی نیت کرے اور ایک مدت تک اس قصد کے ساتھ اس شہر میں رہے یا مستقل رہائش کے قصد کے بغیر اتنی طویل مدت تک اس شہر میں رہے کہ وہاں کے باشندے اسے اس شہر کا باشندہ کہنے لگیں۔

س ۶۹۹ : ایک شخص کا وطن تہران ہے اور اب وہ تہران کے قریب دوسرے شہر کو وطن بنانا چاہتا ہے جبکہ اس کا روزانہ کا کسب کار تہران میں ہے لہٰذا وہ دس روز بھی اس شہر میں نہیں رہ سکتا چہ جائیکہ چھ ماہ تک رہے جس سے وہ اس کا وطن ہو جائے، وہ روزانہ اپنی محل ملازمت پر جاتا ہے اور رات کو اس شہر میں لوٹ آتا ہے۔ اس کے نماز روزہ کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر شہر جدید میں وطن بنانے کا ارادہ کر کے اس میں سکونت اختیار کرلے تو پھر عنوان وطن کے اثبات کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ چھ ماہ تک مسلسل اسی جگہ رہے بلکہ اس کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال کو وہاں ساکن کردے اور اپنے روزمرہ کے کام سے فارغ ہونے کے بعد ان کے پاس لوٹ آئے اور رات ان کے پاس گزارے یہاں تک کہ اہل محلہ اسے اسی محلّہ کا شمار کرنے لگیں۔

س ۷۰۰ : میری اور میری زوجہ کی جائے پیدائش "کاشمر" ہے لیکن جب سے سرکاری ملازمت پر میرا تقرر ہوا ہے اس وقت سے میں نیشاپور منتقل ہو گیا ہوں اگرچہ ماں باپ کاشمر میں ہی رہتے ہیں نیشاپور کی طرف ہجرت کے ابتدائی زمانہ میں ہم نے اصلی وطن (کاشمر) سے اعراض کر لیا تھا مگر ۱۵ سال گزر جانے کے بعد میں اس قصد سے منصرف ہو گیا ہوں۔ امید ہے کہ درج ذیل سوالات کے جواب مرحمت فرمائیں گے:

۱۔ جب ہم اپنے والدین کے گھر جاتے ہیں اور چند روز ان کے پاس قیام کرتے ہیں تو میری اور میری زوجہ کی نماز کا حکم کیا ہے؟

۲۔ اور ہمارے والدین کے وطن (کاشمر) کے سفر میں اور وہاں چند روز قیام کے دوران ہمارے ہمارے ان بچوں کا کیا فریضہ ہے جو ہماری موجودہ رہائش گاہ نیشاپور میں پیدا ہوئے اور اب بالغ ہو چکے ہیں؟

ج: جب آپ نے اپنے اصلی وطن (کاشمر) سے اعراض کر لیا تو اب وہاں آپ دونوں پر وطن کا حکم جاری نہیں ہوگا، مگر یہ کہ آپ زندگی گزارنے کیلئے دوبارہ وہاں لوٹ جائیں اور کچھ مدت تک وہاں اس نیت سے رہیں، اسی طرح یہ شہر آپ کی اولاد کا وطن نہیں ہے بلکہ اس شہر میں آپ سب مسافر کے حکم میں ہیں۔

س ۷۰۱: ایک شخص کے دو وطن ہیں (دونوں میں پوری نماز پڑھتا ہے اور روزہ رکھتا ہے) پس برائے مہربانی یہ فرمائیں کہ کیا اس کے بیوی بچوں پر جن کی وہ کفالت کرتا ہے، اس مسئلہ میں اپنے ولی و سرپرست کا اتباع واجب ہے؟ یا اس سلسلہ میں وہ مستقل نظریہ قائم کر سکتے ہیں؟

ج: زوجہ کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے شوہر کے وطن کو اپنا وطن نہ بنائے۔ لیکن جب تک اولاد کم سن ہے اور اپنی زندگی و ارادہ میں خود کفیل اور مستقل نہیں ہیں یا اس مسئلہ میں باپ کے ارادہ کے تابع ہیں تو باپ کا وطن ان کے لئے وطن شمار ہوگا۔

س ۷۰۲: اگر ولادت کا ہسپتال باپ کے وطن سے دور ہو یعنی وضع حمل کی خاطر ماں کے لئے چند روز اس ہسپتال میں داخل ہونا ضروری ہو اور بچہ کی ولادت کے بعد وہ پھر اپنے گھر لوٹ آئے تو اس پیدا ہونے والے بچہ کے وطن کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر ہسپتال والدین کے اس وطن میں ہے جس میں وہ زندگی گزارتے ہیں تو وہی شہر بچہ کا بھی وطن ہے ورنہ کسی شہر میں پیدا ہونے سے وہ شہر اس بچہ کا وطن نہیں بنتا بلکہ اس کا وطن وہی ہے جو اس کے والدین کا ہے جہاں بچہ ولادت کے بعد منتقل ہوتا ہے اور جس میں ماں باپ کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے۔

س ۷۰۳: ایک شخص چند سال سے شہر اہواز میں رہتا ہے لیکن اسے وطن ثانی نہیں بنایا ہے۔ اگر وہ شہر سے کہیں شرعی مسافت سے کم یا زیادہ فاصلہ پر جاتا اور دوبارہ واپس آتا ہے تو اس کے نماز روزے کا کیا حکم ہے؟

ج: جب اہواز میں اس نے قصد اقامت کر لیا اور کم از کم ایک چار رکعتی نماز پڑھنے سے اس کے لئے پوری نماز پڑھنے کا حکم جاری ہو گیا تو جب تک وہ شرعی مسافت طے نہیں کرتا ہے اس وقت تک وہاں پوری نماز پڑھے گا اور روزہ رکھے گا اور اگر وہاں سے شرعی مسافت یا اس سے زیادہ دور جائے گا تو اس شہر میں اس کا حکم وہی ہے جو تمام مسافروں کا ہے۔

س ۷۰۴: میں عراقی ہوں اور اپنے وطن عراق سے اعراض کرنا چاہتا ہوں کیا میں پورے ایران کو اپنا وطن بنا سکتا ہوں؟ یا صرف اسی جگہ کو اپنا وطن قرار دے سکتا ہوں جہاں میں ساکن ہوں؟ یا وطن بنانے کے لئے اس شہر میں گھر خریدنا ضروری ہے؟

ج: جدید وطن کے لئے شرط ہے کہ کسی مخصوص اور معین شہر کو وطن بنانے کا قصد کیا جائے اور ایک مدت تک اس میں اس طرح زندگی بسر کی جائے کہ عرف عام میں یہ کہا جانے لگے کہ یہ شخص اسی شہر کا باشندہ ہے لیکن اس

شہر میں گھر وغیرہ کا مالک ہونا شرط نہیں ہے۔

س ۷۰۵ : جس شخص نے بلوغ سے قبل اپنی جائے پیدائش سے ہجرت کی تھی اور وہ ترک وطن و اسکے مسئلہ کو نہیں جانتا تھا اور اب وہ بالغ ہوا ہے تو وہاں اس کے روزہ نماز کا کیا حکم ہے ؟

ج اگر باپ کی متابعت میں اس نے اپنی جائے پیدائش سے ہجرت کی تھی اور اس شہر میں دوبارہ اس کے باپ کا زندگی بسر کرنے کا ارادہ نہیں تھا تو اس جگہ اس پر وطن کا حکم جاری نہیں ہوگا۔

س ۷۰۶ : اگر ایک جگہ انسان کا وطن ہے اور وہ فی الحال وہاں نہیں رہتا لیکن کبھی کبھی اپنی زوجہ کے ہمراہ وہاں جاتا ہے کیا شوہر کی طرح زوجہ بھی وہاں پوری نماز پڑھے گی یا نہیں ؟ اور جب تنہا اس جگہ جائے گی تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے ؟

ج شوہر کے وطن کا زوجہ کے لئے وطن ہونا کافی نہیں ہے کہ اس پر وطن کے احکام جاری ہوں۔

س ۷۰۷ : کیا جائے ملازمت وطن کے حکم میں ہے ؟

ج کسی جگہ ملازمت کرنے سے وہ جگہ اس کا وطن نہیں بنتی ہے لیکن اگر وہ دس روز کی مدت میں کم از کم ایک مرتبہ اپنے مسکن سے اپنے کام کرنے کی جگہ جو کہ اس کے رہائشی مکان سے شرعی مسافت کے فاصلہ پر ہے، جاتا ہو تو وہ جگہ اس کے وطن کے حکم میں ہے اور وہاں پوری نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا صحیح ہے۔

س ۷۰۸ : کسی شخص کے اپنے وطن سے اعراض و روگردانی کرنے کے کیا معنی ہیں ؟ اور کیا عورت کے شادی کر لینے اور شوہر کے ساتھ چلے جانے پر وطن سے اعراض ثابت ہو جاتا ہے یا نہیں ؟

ج اعراض سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے وطن سے اس قصد سے نکلے کہ اب دوبارہ اس میں زندگی نہیں گزارے گا، اور صرف عورت کے دوسرے شہر میں شوہر کے گھر جانے کا لازمہ یہ نہیں ہے کہ اس نے اپنے اصل وطن سے اعراض کرلیا ہے۔

س ۷۰۹: گزارش ہے کہ وطن اصلی اور وطن ثانی کے متعلق اپنا نظریہ بیان فرمائیں؟

ج وطن اصلی: اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں انسان پیدا ہوتا ہے اور ایک مدت وہاں رہتا ہے اور وہیں نشو و نما پاتا ہے۔

وطنِ ثانی: اس جگہ کو کہتے ہیں جسے مکلّف اپنی دائمی سکونت کیلئے منتخب کرے چاہے سال میں چند ماہ ہی اس میں رہے۔

س ۷۱۰: میرے والدین شہر "ساوہ" کے باشندے ہیں دونوں بچپنے میں تہران آگئے تھے اور وہیں سکونت اختیار کرلی تھی۔ شادی کے بعد شہر جالوس منتقل ہوگئے اور وہاں اس لئے سکونت اختیار کرلی کہ وہ وہاں ملازمت کرتے تھے، پس اس وقت میں تہران و ساوہ میں کس طرح نماز پڑھوں، واضح رہے میری پیدائش تہران میں ہوئی ہے لیکن وہاں کبھی نہیں رہا ہوں۔؟

ج اگر آپ نے تہران میں پیدا ہونے کے بعد وہاں نشو و نما نہیں پائی ہے تو تہران آپ کا اصلی وطن نہیں ہے اور اگر آپ نے تہران و ساوہ میں کسی کو اپنا اصلی وطن قرار نہیں دیا ہے تو ان دونوں میں آپ کیلئے وطن کا حکم جاری نہیں ہوگا۔

س ۷۱۱: اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے جس نے اپنے وطن سے اعراض نہیں

کیا ہے اور وہ اب چھ سال سے دوسرے شہر میں مقیم ہے پس جب وہ اپنے وطن جاتا ہے تو وہاں اس کو پوری نماز پڑھنا چاہئے یا قصر؟ واضح رہے وہ امام خمینیؒ کی تقلید پر باقی ہے۔

ج: اگر اس نے سابق وطن سے اعراض نہیں کیا ہے تو وطن کا حکم اپنی جگہ پر باقی ہے اور وہاں پوری نماز پڑھے گا اور روزہ رکھے گا۔

س ۷۱۲: ایک طالب علم نے شہر تبریز کی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے تبریز میں چار سال کے لئے کرایہ پر گھر لیا، اب اس کا ارادہ ہے کہ اگر ممکن ہوا تو دائمی طور پر تبریز ہی میں رہے گا آج کل وہ رمضان مبارک میں کبھی اپنے اصلی وطن جاتا ہے کیا دونوں جگہوں کو اس کا وطن شمار کیا جائے گا یا نہیں؟

ج: اگر محل تعلیم کو وطن بنانے کا پختہ ارادہ نہیں کیا ہے تو وہ جگہ اس کے وطن کے حکم میں نہیں ہے لیکن اس کا اصلی وطن حکم وطن پر باقی ہے جب تک وہ اس سے اعراض نہ کرے۔

س ۷۱۳: میں شہر "کرمانشاہ" میں پیدا ہوا ہوں اور چھ سال سے تہران میں مقیم ہوں لیکن نہ اپنے اصلی وطن سے اعراض کیا ہے اور نہ تہران کو وطن بنانے کا قصد ہے لہٰذا جب ہم ایک سال یا دو سال کے بعد تہران کے ایک محلہ سے دوسرے محلہ میں منتقل ہوتے ہیں تو اس میں میرے روزہ نماز کا کیا حکم ہے؟ اور چونکہ ہم چھ ماہ سے تہران کے نئے علاقہ میں رہتے ہیں تو ہم پر یہاں وطن کا حکم جاری ہوگا یا نہیں؟ اور ہمارے روزہ نماز کا کیا حکم ہے جبکہ ہم دن بھر تہران کے مختلف علاقوں کا گشت کرتے رہتے ہیں؟

ج: اگر آپ نے موجودہ تہران یا اس کے کسی محلہ کو وطن بنانے کا قصد کیا ہے

تو پورا تہران آپ کا وطن ہے اور موجودہ تہران کا ہر علاقہ آپ کا وطن ہے وہاں پوری نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا صحیح ہے اور تہران کے اندر اِدھر اُدھر جانے سے سفر کا حکم نہیں لگے گا۔

س ۷۱۴ : ایک شخص دیہات کا رہنے والا ہے اور آج کل ملازمت کی وجہ سے تہران میں رہتا ہے اور اس کے والدین دیہات میں رہتے ہیں اور ان کے پاس زمین وجائداد بھی ہے، وہ شخص ان کی احوال پرسی اور مدد کے لیۓ وہاں جاتا ہے لیکن وطن کے قصد سے وہاں واپسی کا قصد نہیں رکھتا، واضح رہے کہ وہ اس شخص کی زادگاہ بھی ہے۔ لہٰذا وہاں اس کے روزہ نماز کا کیا حکم ہے؟

ج اگر اس نے اس گاؤں میں زندگی بسر کرنے اور اس کو وطن بنانے کی نیت نہیں کی ہے تو وہاں اس پر وطن کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔

س ۷۱۵ : کیا جائے ولادت کو وطن سمجھا جائے گا خواہ پیدا ہونے والا وہاں نہ رہتا ہو؟

ج اگر ایک زمانہ تک وہاں زندگی گزارے اور وہیں نشو و نما پائے تو جب تک وہ اس جگہ سے اعراض نہیں کرے گا اس وقت تک وہاں اس پر وطن کا حکم جاری ہوگا ورنہ نہیں۔

س ۷۱۶ : اس شخص کی نماز، روزہ کا کیا حکم ہے جو اس شہر میں طویل مدّت (۹ سال) سے مقیم ہے اور فی الحال وہ اپنے وطن میں ممنوع الورود ہے لیکن اسے یہ یقین ہے کہ ایک دن وطن واپسی ہوگی!

ج جس شہر میں وہ اس وقت مقیم ہے وہاں اس کے روزہ اور نماز کا وہی حکم ہے جو تمام مسافروں کا ہے۔

س ۷۱۷ : میں نے اپنی عمر کے چھ سال گاؤں میں اور آٹھ سال شہر میں گذارے ہیں۔

حال ہی میں بغرض تعلیم مشہد آیا ہوں پس ان تمام مقامات پر میرے روزہ نماز کا کیا حکم ہے ؟

ج جو قریہ آپ کی جائے پیدائش ہے وہی وطن ہے اور وہاں آپ کا روزہ اور نماز پوری ہے بشرطیکہ اس سے اعراض نہ کیا ہو۔ لیکن مشہد کو آپ جب تک وطن بنانے کا قصد نہ کریں وہاں آپ مسافر کے حکم میں ہیں اور جس شہر میں آپ نے آٹھ سال گزارے ہیں اگر اسے وطن بنایا تھا تو وہ بھی اس وقت تک آپ کے وطن کے حکم میں رہے گا جب تک وہاں سے اعراض نہ کریں ورنہ اس میں بھی مسافر کے حکم میں رہیں گے۔

زوجہ کی تابعیّت

س ۱۸۷ : کیا وطن اور اقامت کے بارے میں زوجہ شوہر کی تابع ہے ؟

ج صرف زوجیت قہری طور پر شوہر کے تابع ہونے کی موجب نہیں ہے . بلکہ زوجہ کو یہ حق حاصل ہے کہ قصد اقامت اور وطن اختیار کرنے میں شوہر کا اتّباع نہ کرے ہاں اگر زوجہ اپنے ارادہ اور زندگی بسر کرنے میں مستقل نہ ہو بلکہ وطن اختیار کرنے یا اس سے اعراض کرنے میں وہ شوہر کے ارادہ کی پابند ہو تو اس سلسلہ میں اس کے شوہر کا قصد ہی اس کے لئے کافی ہے پس اس کا شوہر جس شہر میں دائمی زندگی بسر کرنے کے لئے منتقل ہوتا ہے وہ اس کا بھی وطن ہے ۔ اسی طرح اگر شوہر اس وطن کو چھوڑ دے جس میں وہ دونوں رہتے ہیں اور کسی دوسری جگہ کو وطن بنائے تو یہ اپنے وطن سے زوجہ کا اعراض بھی شمار ہوگا ، اور سفر میں دس دن کے قیام کے سلسلہ میں اس کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ شوہر کے قصد اقامت سے آگاہ ہو جبکہ وہ اپنے شوہر کے ارادہ کے تابع ہو بلکہ اس وقت بھی یہی حکم ہے جب وہ اقامت کے دوران

اپنے شوہر کے ساتھ وہاں رہنے پر مجبور ہو۔

س ۱۹: کیا منگنی کے زمانہ میں بھی زوجہ، مسافر کی نماز کے مسائل میں اپنے شوہر کے تابع ہے؟

ج زوجیت کے رشتہ کا اقتضا یہ نہیں ہے کہ قصد سفر و اقامت یا اختیار وطن و ترک وطن میں زوجہ شوہر کے تابع ہو بلکہ اس سلسلہ میں وہ خود مختار ہے

س ۲۰: ایک جوان نے دوسرے شہر کی لڑکی سے شادی کی ہے پس جس وقت لڑکی اپنے والدین کے گھر جائے تو کیا پوری نماز پڑھے گی یا قصر؟

ج جب تک وہ اپنے اصلی وطن سے اعراض نہ کرے گی اس وقت تک وہاں پوری نماز پڑھے گی۔

س ۲۱: کیا بیوی بچے امام خمینیؒ کی توضیح المسائل کے مسئلہ "۱۲۸۴" کے زمرے میں آتے ہیں؟ (یعنی سفر کے تحقق میں بیوی بچوں کے لئے بھی سفر کی نیت شرط نہیں ہے) اور کیا باپ کے وطن میں اس کے تابع افراد پوری نماز پڑھیں گے؟

ج اگر سفر میں قہری طور پر ہی سہی وہ باپ کے تابع ہیں تو سفر کے لئے باپ کا قصد کافی ہے بشرطیکہ انھیں اس کی اطلاع ہو، لیکن وطن اختیار کرنے یا اس سے اعراض کرنے میں اگر وہ اپنے ارادہ اور زندگی گزارنے میں خود مختار نہ ہوں، بلکہ باپ کے تابع ہوں تو قہری طور پر وطن سے اعراض کرنے اور نیا وطن اختیار کرنے کے سلسلہ میں جہاں ان کا باپ دائمی طور پر ان کے ساتھ زندگی گزارنے کے لئے منتقل ہوا ہے وہ ان کا وطن بھی ہو گا۔

بڑے شہروں کے احکام

س ۷۲۲ : بڑے شہروں میں قصد توطّن اور قصد اقامت کے شرائط کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے ؟

ج بڑے اور مشہور شہروں میں ، احکام مسافر، قصد توطّن اور دس روز قیام کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے بلکہ بڑے شہر میں کسی مخصوص محلہ کی تعیین کے بغیر قصد توطّن کرنے اور کچھ مدت اس شہر میں زندگی گزارنے سے اس پر وطن کا حکم جاری ہو جائے گا جیسا کہ اگر کوئی شخص محلہ کی تعیین کے بغیر ایسے شہر میں دس روز قیام کی نیّت کرے تو وہ تمام شہر میں پوری نماز پڑھ سکے گا اور روزہ رکھ سکے گا۔

س ۷۲۳ : ایک شخص کو اس فتوے کی اطّلاع نہیں تھی کہ امام خمینیؒ نے تہران کو بڑا شہر قرار دیا ہے انقلاب کے بعد اسے امام خمینیؒ کے فتوے کا علم ہوا لہٰذا اس کے ان روزوں اور نمازوں کا کیا حکم ہے جو کہ عادی طریقہ سے اس نے انجام دیئے ہیں ؟

ج اگر ابھی تک وہ اس مسئلہ میں امام خمینیؒ کی تقلید پر باقی ہے تو اس پر ان گزشتہ اعمال کا اعادہ واجب ہے جو امام خمینیؒ کے فتوے کے

مطابق نہ ہوں، چنانچہ جو نمازیں اس نے قصر کی جگہ پوری پڑھی تھیں
ان کو قصر کی صورت میں بجالائے اور ان روزوں کی قضا کرے جو
اس نے مسافرت کی حالت میں رکھے ہیں۔

نماز اجارہ

س ۴۲۴ : مجھ میں نماز پڑھنے کی طاقت نہیں ہے۔ کیا میں دوسرے شخص سے اپنی نیابت میں نماز پڑھوا سکتا ہوں اور کیا اجرت اور بغیر اجرت کے نائب بنانے میں کوئی فرق ہے؟

ج شرع کے اعتبار سے ہر مکلف پر واجب ہے کہ جب تک وہ زندہ ہے اپنی واجب نماز خود ادا کرے، نائب کا نماز ادا کرنا کافی نہیں ہے اور اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ اجرت پر نائب بنایا ہو یا اجرت کے بغیر۔

س ۴۲۵ : جو شخص اجارہ کی نماز پڑھتا ہے:

اول : کیا اس پر، اذان و اقامت کہنا، تین سلام پھیرنا اور مکمل طور پر تسبیحات اربعہ پڑھنا واجب ہے؟

دوسرے : اگر ایک دن مثلاً ظہر و عصر کی نماز بجالائے اور دوسرے دن مکمل طور پر نماز پنجگانہ پڑھے، کیا اس میں ترتیب ضروری ہے؟

تیسرے : نماز اجارہ میں میت کے خصوصیات بیان کرنا ضروری ہیں یا نہیں؟

ج میت کے خصوصیات بیان کرنا ضروری نہیں ہے۔ صرف نماز ظہر و عصر

اور نماز مغربین میں ترتیب کی رعایت ضروری ہے، جب تک عقد اجارہ میں اجیر کے لئے خاص کیفت کی شرط نہ رکھی گئی ہو اور نہ ہی لوگوں کے ذہنوں میں کوئی ایسی خاص کیفیت ہو جس پر مطلقاً لفظ اجارہ صادق آسکے، تو ایسی صورت میں اس پر لازم ہے کہ نماز کو متعارف مستحبات کے ساتھ بجالائے لیکن اس پر واجب نہیں ہے کہ وہ ہر نماز کے لئے جداگانہ اذان کہے۔

نمازِ آیات

س ۲۶ ٤ : نمازِ آیات کیا ہے اور شرع کے اعتبار سے اس کے واجب ہونے کے اسباب کیا ہیں؟

ج یہ دو رکعت ہے اور ہر رکعت میں پانچ رکوع اور دو سجدے ہیں ، شرع کے لحاظ سے اس کے واجب ہونے کے اسباب یہ ہیں : سورج گہن اور چاند گہن خواہ ان دونوں کے بعض حصّہ ہی کو کیوں نہ لگے۔ اسی طرح زلزلہ اور ہر وہ چیز جس سے اکثر لوگ خوف زدہ ہو جائیں ، جیسے غیر معمولی سرخ وسیاہ اور پیلی آندھیاں یا شدید تاریکی (بجلی کی) کڑک گرج اور وہ سرخی جو کبھی آسمان میں نظر آتی ہے۔ سورج گہن ، چاند گہن اور زلزلہ کے علاوہ جس چیز سے عام لوگ خوف زدہ نہ ہوں ان پر نماز نہیں ہے۔ اسی طرح شاذ و نادر لوگوں کے خوف کا بھی اعتبار نہیں ہے۔

س ۲۷ ٤ : نمازِ آیات پڑھنے کا کیا طریقہ ہے ؟

ج اسے بجا لانے کی چند صورتیں ہیں :

پہلی صورت : نیّت اور تکبیرۃ الاحرام کے بعد حمد و سورہ پڑھے

پھر رکوع میں جائے اس کے بعد رکوع سے بلند ہو اور حمد و سوۃ پڑھے اور رکوع میں جائے، پھر رکوع سے بلند ہو کر حمد و سورہ پڑھے پھر رکوع بجالائے پھر سر اٹھائے اور حمد و سورہ پڑھے اسی طرح ایک رکعت میں پانچ رکوع بجالائے پھر سجدے میں جائے اور دو سجدے بجالانے کے بعد کھڑا ہو کر پہلی رکعت کی طرح دوسری رکعت بھی بجالائے اور اس کے بعد تشہد اور سلام پڑھے۔

دوسرا طریقہ: نیت و تکبیرۃ الاحرام کے بعد سورۂ حمد اور کسی سورہ کی ایک آیت پڑھ کر رکوع میں جائے۔ رکوع کے بعد اسی سورہ کی دوسری آیت پڑھے اور رکوع میں جائے۔ پھر سر اٹھا کر اسی سورہ کی تیسری آیت پڑھے۔ اسی طرح پانچویں رکوع تک بجالائے یہاں تک کہ وہ سورہ تمام ہو جائے۔ جس کی آیتیں آخری رکوع سے پہلے پڑھی تھیں اس کے بعد پانچواں رکوع اور پھر دو سجدے بجالائے۔ دوسری رکعت کو بھی پہلی رکعت کی طرح بجالائے اور تشہد و سلام پڑھ کر نماز ختم کر دے، لیکن اگر اس نے رکوع سے پہلے ایک سورہ کی ایک آیت پر اکتفا کیا ہو تو۔ سورۂ حمد کو پہلی رکعت میں ایک مرتبہ سے زیادہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔

تیسری صورت: مذکورہ دونوں طریقوں میں سے ایک رکعت کو مثلاً پہلے طریقہ سے اور دوسری کو دوسرے طریقہ سے بجالائے۔

چوتھی صورت: اس سورہ کو دوسرے یا تیسرے یا چوتھے

قیام میں پورا کرے جس کی ایک آیت پہلے قیام میں پڑھی تھی، پس رکوع سے سر اٹھانے کے بعد سورۂ حمد اور ایک دوسرا سورہ پڑھنا واجب ہے یا اس سورہ کی ایک آیت پڑھے اگر پانچویں قیام سے پہلے ہو۔ اب اگر پانچویں قیام سے پہلے ایک آیت پر اکتفا کرے تو پانچویں رکوع سے قبل اس سورہ کا ختم کرنا واجب ہے۔

س ۷۲۸: کیا نماز آیات اسی شخص پر واجب ہے جو اس شہر میں تھا جس میں اسباب نماز آیات رونما ہوئے ہیں۔ یا ہر اس مکلف پر واجب ہے جسے اس کا علم ہو گیا ہو خواہ وہ اسباب اس کے شہر میں رونما نہ ہوئے ہوں؟

ج: نماز آیات اسی شخص پر واجب ہے جو اس شہر میں ہو جس میں آثار رونما ہوئے ہوں اسی طرح اس شخص پر بھی واجب ہے جو اس شہر کے نزدیک والے شہر میں رہتا ہو، اتنا نزدیک کہ دونوں کو ایک شہر کہا جاتا ہو۔

س ۷۲۹: اگر زلزلہ کے وقت ایک شخص بے ہوش ہو اور زلزلہ ختم ہو جانے کے بعد ہوش میں آئے تو کیا اس پر بھی نماز آیات واجب ہے؟

ج: اگر زلزلہ کے فوراً بعد ہوش میں آجائے اور اس کو زلزلہ کی خبر ہو جائے تو اس پر نماز آیات واجب ہے ورنہ نہیں ہے۔

س ۷۳۰: کسی علاقہ میں زلزلہ آنے کے بعد مختصر مدت کے درمیان بہت ہی معمولی دسیوں زلزلے اور زمینی جھٹکے آتے ہیں ایسے موارد میں نماز آیات کا کیا حکم ہے؟

ج: ہر مستقل زلزلہ پر، خواہ وہ شدید ہو یا خفیف نماز آیات واجب ہے۔

س ۳۱ : جب زلزلوں کی پیشین گوئی کرنے والا مرکز یہ اعلان کرے کہ زمین کو کئی خفیف جھٹکے آئے ہیں، مرکز اس علاقہ کے جھٹکوں کی تعداد بھی بتائے جس میں ہم رہتے ہیں لیکن ہم نے انھیں قطعی محسوس نہ کیا ہو تو کیا اس صورت میں ہمارے اوپر نماز آیات واجب ہے ؟

ج اگر آپ لوگوں نے وقوع زلزلہ کے دوران یا اس کے فوراً بعد زلزلہ خود محسوس نہیں کیا ہے تو آپ پر نماز آیات واجب نہیں ہے۔

نوافل

س ۳۲: کیا نافلہ نمازوں کو بلند آواز سے پڑھنا واجب ہے یا آہستہ ؟

ج دن کی نافلہ نمازوں کو آہستہ پڑھنا اور شب کی نافلہ نمازوں کو بلند آواز سے پڑھنا مستحب ہے۔

س ۳۳: نماز شب کو (جو دو دو رکعت کرکے پڑھی جاتی ہے) کیا دو مرتبہ چار، چار رکعت، ایک مرتبہ دو رکعت اور ایک مرتبہ ایک رکعت (وتر) پڑھ سکتے ہیں ؟

ج نماز شب کو چار، چار رکعت پڑھنا جائز نہیں ہے۔

س ۳۴: کیا نماز شب پڑھنے کے لئے واجب ہے کہ ہمیں کوئی نماز شب پڑھتے ہوئے نہ دیکھے یا یہ واجب ہے کہ ہم تاریکی میں نماز شب پڑھیں ؟

ج تاریکی میں نماز شب پڑھنا اور اسے دوسروں سے چھپانا شرط نہیں ہے ہاں اس میں ریا جائز نہیں ہے۔

س ۳۵: نافلہ ظہر و عصر نماز ظہر و عصر کے بعد خود نافلہ کے وقت میں قضا کی نیت سے پڑھی جائیں گی یا کسی اور نیت سے ؟

ج احتیاط یہ ہے کہ قربتہً الی اللہ کی نیّت سے پڑھی جائیں ادا و قضا کی نیّت نہ کی جائے۔

س ۲۳۶: جو شخص نماز جعفر طیّار پڑھتا ہے کیا صرف یہ نماز پڑھنے سے اس کا مکمل ثواب حاصل ہو جاتا ہے یا چند دیگر امور کی رعایت کرنا بھی واجب ہے؟

ج ممکن ہے دعا کے مستجاب ہونے میں کچھ اور امور بھی دخیل ہوں، بہرحال نماز جعفر طیّار پڑھنے کے بعد آپ حاجت روائی اور خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس ثواب کے حصول کی اُمید رکھیں جیسا کہ اس کی بجاآوری کے عوض وعدہ کیا گیا ہے۔

س ۲۳۷: برائے مہربانی ہمیں نماز شب کے طریقہ سے تفصیل کے ساتھ مطلع فرمائیں۔

ج نماز شب مجموعاً گیارہ رکعات ہیں، ان میں سے آٹھ رکعتوں کو، جو دو، دو رکعت پڑھی جاتی ہیں، نماز شب کہتے ہیں اور ان کے بعد کی دو رکعت کو نماز شفع کہتے ہیں یہ نماز صبح کی طرح پڑھی جاتی ہے۔ اس مجموعہ کی آخری ایک رکعت کو نماز وتر کہتے ہیں، اس کے قنوت میں مومنین کے لئے استغفار و دعا کرنا اور خدائے منّان سے حاجت طلب کرنا مستحب ہے، اس کی ترتیب دعاؤں کی کتابوں میں مذکور ہے۔

س ۲۳۸: نماز شب کا کیا طریقہ ہے؟ یعنی اس میں کونسا سورہ، استغفار اور دعا واجب ہے؟

ج نماز شب میں کوئی سورہ، استغفار اور دعا اس کے جزء کے عنوان سے معتبر نہیں ہے اور نہ وجوب تکلیفی کے اعتبار سے معتبر ہے بلکہ تکبیرۃ الاحرام کے بعد ہر رکعت میں سورۂ حمد پڑھنا، رکوع و سجود اور ان دونوں میں ذکر پڑھنا اور تشہد و سلام پڑھنا کافی ہے۔

متفرقاتِ نماز

س ۴۳۹ : وہ کون سا طریقہ ہے جس سے گھر والوں کو نماز صبح کے لئے بیدار کرنا جائز ہے؟

ج اس سلسلے میں گھر کے افراد کے لئے کوئی خاص طریقہ نہیں ہے۔

س ۴۴۰ : ان لوگوں کے روزہ نماز کا کیا حکم ہے جو مختلف پارٹیوں اور گروہوں سے تعلق رکھتے ہیں اور بلا سبب ایک دوسرے پر شک یا ایک دوسرے سے حسد کرتے ہیں بلکہ ایک دوسرے سے عداوت رکھتے ہیں۔؟

ج مکلّف کے لئے دوسروں کے بارے میں بغض و حسد اور عداوت کا اظہار کرنا جائز نہیں ہے لیکن یہ روزہ نماز کے باطل ہونے کا سبب نہیں ہے۔

س ۴۴۱ : اگر محاذ جنگ پر قتال کرنے والا شدید حملوں کی وجہ سے سورۂ فاتحہ نہ پڑھ سکے یا سجود یا رکوع نہ کر سکے تو کیسے نماز پڑھے گا ؟

ج جیسے ممکن ہو پڑھے اور جب رکوع و سجود کرنے پر قادر نہ ہو تو دونوں کو اشارہ سے بجا لائے گا۔

س ۴۴۲ : والدین پر بچّہ کو کس سن میں احکام و عبادات شرعی کی تعلیم دینا واجب ہے ؟

ج: ولی کے لئے مستحب ہے کہ جب بچہ سن تمیز کو پہنچ جائے تو اسے شریعت کے احکام و عبادات کی تعلیم دے۔

س ۴۴۳: بعض بسوں کے ڈرائیور جو ایک شہر سے دوسرے شہر جاتے ہیں، مسافروں کی نماز کو اہمیت نہیں دیتے ہیں وہ سواریوں کے کہنے پر بس نہیں روکتے کہ وہ لوگ اتر کر نماز پڑھ سکیں لہٰذا بسا اوقات ان کی نماز قضا ہو جاتی ہے، اس سلسلہ میں بس ڈرائیوروں کی کیا ذمہ داری ہے؟ اور ایسی صورت میں اپنی نماز کے سلسلہ میں سواریوں کا کیا فریضہ ہے؟

ج: سواریوں پر واجب ہے کہ جب انھیں نماز کے قضا ہو جانے کا خوف ہو تو اس وقت کسی مناسب جگہ پر ڈرائیور سے بس روکنے کا مطالبہ کریں اور ڈرائیور پر واجب ہے کہ وہ مسافروں کے کہنے پر بس روک دے۔ لیکن اگر وہ معقول عذر کی بنا پر یا بلا سبب گاڑی نہ روکے اور وقت ختم ہو جانے کا خوف ہو تو اس وقت چلتی گاڑی میں نماز پڑھیں اور قبلہ، قیام، رکوع اور سجود کی جہاں تک ہو سکے رعایت کریں۔

س ۴۴۴: یہ جو کہا جاتا ہے کہ "شراب خوار کا روزہ نماز چالیس دن تک (قبول) نہیں ہے" کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس مدت میں اس پر نماز پڑھنا واجب نہیں ہے اور وہ اس مدت کے بعد فوت ہو جانیوالی نمازوں کی قضا بجا لائے؟ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ قضا و ادا دونوں واجب ہے؟ یا پھر اس کا مقصد یہ ہے کہ اس پر قضا واجب نہیں ہے بلکہ ادا کافی ہے لیکن اس کا ثواب دوسری نمازوں سے کم ہے؟

ج: اس کا مطلب یہ ہے کہ شراب خواری نماز، روزہ کی قبولیت میں

مانع ہے نہ کہ اس کی وجہ سے شراب خوار سے نماز، روزہ کا فریضہ ہی ساقط ہو جائے گا۔

س۴۵: اس وقت میرا شرعی فریضہ کیا ہے جب میں کسی شخص کو نماز کے کسی فعل کو غلط بجالاتے ہوئے دیکھتا ہوں؟

ج اس سلسلہ میں آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے مگر یہ کہ جب وہ حکم سے ناواقف ہونے کی بنا پر کوئی غلطی کرے تو احتیاط یہ ہے کہ اس کی ہدایت کریں۔

س۴۶: نماز سے فراغت کے بعد نماز گزاروں کے مصافحہ کرنے کے سلسلے میں آپ کا کیا نظریہ ہے؟ اس بات کی وضاحت کر دینا بھی مناسب ہے کہ بعض بڑے علماء کہتے ہیں کہ اس موضوع سے متعلق ائمہ معصومین علیہم السلام سے کوئی حدیث وارد نہیں ہوئی ہے، پس معلوم ہوتا ہے کہ مصافحہ کرنے کا کوئی محرک نہیں ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ مصافحہ سے نماز گزاروں کی دوستی اور محبت میں اضافہ ہوتا ہے؟

ج سلام اور نماز سے فراغت کے بعد مصافحہ کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور بالعموم مومنین سے مصافحہ کرنا مستحب ہے۔

کتاب صوم

روزہ کے وجوب اور صحت کے شرائط

س ۴۷ : اگر کوئی لڑکی سن بلوغ تک پہنچنے کے بعد جسمانی اعتبار سے کمزور ہونے کی وجہ سے ماہ رمضان کے روزے نہ رکھ سکتی ہو اور نہ آنے والے رمضان تک ان کی قضا کی طاقت رکھتی ہو تو اس کے روزوں کا کیا حکم ہے؟

ج صرف کمزوری و ناتوانی کے سبب روزہ اور اس کی قضا سے معذوری قضا کو ساقط نہیں کرتی بلکہ اس پر ماہ رمضان کے روزوں کی قضا واجب ہے۔

س ۴۸ : اگر نو بالغ لڑکیوں پر روزہ حد سے زیادہ شاق ہو تو ان کے روزوں کا کیا حکم ہے ؟ اور کیا لڑکیوں کے لئے سن بلوغ نو سال ہے ؟

ج مشہور یہ ہے کہ قمری نو سال پورے ہونے کے بعد لڑکیاں بالغ ہو جاتی ہیں، اس وقت ان پر روزہ رکھنا واجب ہے اور کسی عذر کی وجہ سے ان کے لئے روزہ ترک کرنا جائز نہیں ہے لیکن اگر روزہ دن کے دوران انھیں ضرر پہنچائے یا عسر و حرج کا سبب ہو تو اس وقت ان کے لئے افطار کرنا جائز ہے۔

س ۴۹ : میں قطعی طور سے نہیں جانتا کہ کب بالغ ہوا ہوں لہذا یہ بتائیے کہ مجھ پر کب سے

نماز و روزوں کی قضا واجب ہے اور کیا مجھ پر روزوں کی قضا کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہے جبکہ میں مسئلہ سے واقف نہیں تھا ؟

ج جب سے آپ کو بلوغ کا یقین ہوا ہے اسی وقت سے آپ پر نماز اور روزوں کی قضا واجب ہو گی لیکن ان روزوں کی قضا کے ساتھ کفّارہ بھی واجب ہے جن کے بارے میں آپ کو یقین ہے کہ یہ روزے آپ نے جان بوجھ کر اس وقت چھوڑے جب بالغ ہو چکے تھے ۔

س ۷۵۰ : اگر نو سالہ لڑکی روزہ تاب نہ ہونے کی وجہ سے توڑ دے تو کیا اس کی قضا واجب ہے؟

ج ماہ رمضان کے جو روزے اس نے توڑے ہیں ان کی قضا واجب ہے ۔

س ۷۵۱ : اگر کوئی شخص پچاس فیصد سے زیادہ احتمال اور معقول عذر کی بنا پر یہ خیال کرے کہ اس پر روزہ واجب نہیں ہے اور روزہ نہ رکھے ۔ لیکن وقت گذر جانے کے بعد اس پر واضح ہوا کہ روزہ واجب تھا تو کیا اس پر قضا کے ساتھ کفّارہ بھی واجب ہے ؟

ج اگر اس نے صرف اس احتمال کی بنا پر روزے نہیں رکھے کہ اس پر روزے واجب نہیں ہیں تو مذکورہ سوال کی روشنی میں اس پر قضا و کفّارہ دونوں واجب ہیں ۔ لیکن اگر اس نے نقصان کے خوف سے روزے نہ رکھے ہوں اور اس خوف کی کوئی عقلائی وجہ بھی ہو تو اس صورت میں قضا واجب ہے کفّارہ واجب نہیں ہے ۔

س ۷۵۲ : ایک شخص فوج میں ملازم ہے اور سفر اور ڈیوٹی پر رہنے کی وجہ سے پچھلے سال روزے نہیں رکھ سکا ۔ دوسرا رمضان بھی شروع ہو چکا ہے اور وہ ابھی تک اسی علاقہ ہی میں

ہے اور احتمال ہے کہ اس سال بھی روزے نہیں رکھ سکے گا تو جب اس نے فوجی خدمت سے فارغ ہونے کے بعد ان دو ماہ کے روزے رکھنے کا ارادہ کر لیا ہے، کیا اس پر روزوں کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہے ؟

ج اگر سفر کی وجہ سے روزے ترک ہوئے ہوں اور یہ عذر دوسرے رمضان تک باقی ہو تو (اس صورت میں) صرف قضا واجب ہے۔ اس کے ساتھ فدیہ دینا واجب نہیں ہے۔

س ۷۵۳ : اگر روزہ دار اذان ظہر سے قبل تک متوجہ نہ ہو کہ مجنب ہوا ہے پھر اس کے بعد جب متوجہ ہو تو غسل ارتماسی کر ڈالے تو کیا اس سے اس کا روزہ باطل ہو جائے گا ؟ اور اگر غسل ارتماسی کے بعد متوجہ ہو کہ وہ روزے سے تھا تو کیا اس پر روزے کی قضا واجب ہے ؟

ج اگر روزے سے غفلت و فراموشی کی بنا پر غسل ارتماسی کر لیا ہو تو اس کا روزہ اور غسل صحیح ہے اور اس پر روزہ کی قضا واجب نہیں ہے۔

س ۷۵۴ : اگر روزہ دار کا یہ ارادہ ہو کہ زوال سے قبل محل اقامت تک پہنچ جائے گا لیکن کسی عذر کی وجہ سے نہ پہنچ سکا تو کیا اس کے روزے میں اشکال ہے ؟ اور کیا اس پر کفارہ بھی واجب ہے یا صرف اس دن کے روزہ کی قضا کرے گا ؟

ج سفر میں اس کا روزہ صحیح نہیں ہے اور جس دن وہ زوال سے پہلے قیامگاہ تک نہیں پہنچ سکا تھا صرف اس دن کے روزہ کی قضا کرے گا، کفارہ واجب نہیں ہے۔

س ۷۵۵ : سطح زمین سے کافی بلندی پر ڈھائی تین گھنٹے کی پرواز کرنے والے پائلٹ

اور جہاز کے میزبانوں کو جسمی توازن برقرار رکھنے کے لئے ہر بیس منٹ پر پانی پینے کی ضرورت ہے تو کیا ایسی صورت میں قضا و کفارہ دونوں لازم ہیں ؟

ج: اگر روزہ مضر ہو تو پانی پی کر افطار کر سکتا ہے لیکن بعد میں صرف قضا کریگا ایسی حالت میں کفارہ واجب نہیں ہے ۔

س ۵۶ : اگر غروب آفتاب سے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ قبل روزہ دار عورت حائضہ ہو جائے تو کیا اس کا روزہ باطل ہوگا ؟

ج: باطل ہو جائے گا ۔

س ۵۷ : اگر غوطہ خوری کے مخصوص لباس کو پہن کر کوئی شخص پانی میں جائے جس سے اس کا جسم تر نہ ہو تو اس کے روزے کا کیا حکم ہے ؟

ج: اگر لباس سر سے چسپیدہ ہو تو اس کے روزہ کا صحیح ہونا مشکل ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ قضا کرے ۔

س ۵۸ : کیا روزہ کی زحمت سے فرار کی خاطر عمداً سفر کرنا جائز ہے ؟

ج: کوئی مضائقہ نہیں ہے ۔ چاہے اگر روزہ سے بچنے کے لئے ہی سفر پر نکلے اس پر افطار کرنا واجب ہے ۔

س ۵۹ : اگر کسی شخص کے ذمہ روزۂ واجب ہو اور اس نے روزہ رکھنے کا ارادہ کیا ہو لیکن کوئی ایسا عذر پیش آجائے جو روزہ رکھنے میں مانع ہو مثلاً طلوع آفتاب کے بعد در پیش سفر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکا اور ظہر کے بعد گھر واپس ہوا اور راستہ میں کسی روزہ شکن چیز کا استعمال نہیں کیا تھا مگر واجب روزہ کی نیت کا وقت گذر چکا تھا اور یہ دن ان ایام میں سے تھا جس میں روزہ رکھنا مستحب ہے تو کیا یہ شخص مستحب روزہ کی نیت کر سکتا ہے ؟

ج جب تک ماہ رمضان کے روزوں کی قضا اس پر واجب ہو سنّتی روزہ کی نیت صحیح نہیں ہو گی خواہ واجب روزہ کی نیت کا وقت گذر ہی کیوں نہ چکا ہو۔

س ۶۰ : میں سگریٹ نوشی کا بہت عادی ہوں اور رمضان مبارک میں ہر چند کوشش کرتا ہوں کہ مزاج میں تندی نہ آئے مگر پیدا ہو جاتی ہے جس کے سبب بیوی بچوں کے لئے باعث اذیّت ہو جاتا ہوں اور میں خود بھی اپنی اس تند مزاجی سے رنجیدہ ہوں۔ ایسی صورت میں میری شرعی تکلیف کیا ہے ؟

ج آپ پر ماہ رمضان کے روزے واجب ہیں اور روزہ کی حالت میں سگریٹ نوشی جائز نہیں ہے ۔ بلا عذر دوسروں سے تندخوی بھی جائز نہیں ہے اور سگریٹ ترک کرنے کا غصہ سے کوئی ربط نہیں ہے۔

حاملہ اور دودھ پلانے والی کے احکام

س ۷۶۱ : کیا حمل کے ابتدائی مہینوں میں عورت پر روزے واجب ہیں ؟

ج صرف حمل روزہ کے واجب ہونے میں مانع نہیں ہوتا لیکن اگر روزہ رکھنے میں ماں یا بچے کے لئے ضرر کا خوف ہو اور اس خوف کی وجہ عقلائی ہو تو پھر روزہ واجب نہیں ہے۔

س ۷۶۲ : اگر حاملہ یہ نہ جانتی ہو کہ اس کا روزہ بچہ کیلئے نقصان دہ ہے یا نہیں تو کیا اس پر روزہ واجب ہے؟

ج اگر اس کے روزہ سے بچے کو نقصان پہنچنے کا ڈر ہو اور اس ڈر کی معقول وجہ ہو تو روزہ ترک کرنا واجب ہے ورنہ اس پر روزہ رکھنا واجب ہے۔

س ۷۶۳ : اگر کسی عورت نے زمانۂ حمل میں بچوں کو دودھ بھی پلایا اور روزے بھی رکھے لیکن جو بچہ پیدا ہوا وہ مردہ تھا اب اگر ضرر کا احتمال پہلے سے تھا اس کے باوجود اس نے روزے رکھے تو ایسی صورت میں :

الف ۔ ماں کے روزے صحیح ہوں گے یا نہیں ؟

ب ۔ ماں پر بچہ کی دیت واجب ہے یا نہیں ؟

ج ۔ اور اگر پہلے ضرر کا احتمال نہیں تھا لیکن بعد میں ثابت ہوا کہ نقصان روزوں ہی سے پہنچا ہے تو اس صورت میں کیا حکم ہے ؟

ج اگر ضرر کا خوف رہا ہو اور خوف کا سبب بھی عقلائی ہو اس کے باوجود روزے رکھے یا بعد میں ثابت ہو کہ روزے بچہ یا حاملہ کے لئے نقصان دہ تھے تو روزے باطل ہیں اور ان کی قضا واجب ہے ۔ لیکن دیت اس وقت عائد ہوگی جب یہ ثابت ہو جائے کہ بچّہ کی موت روزے ہی سے ہوئی ہو۔

س ۶۴ : خالق نے مجھے بچہ عطا فرمایا جسے میں دودھ پلا رہی ہوں اور ماہ رمضان انشاء اللہ آنے والا ہے ۔ رمضان میں روزہ بھی رکھ سکتی ہوں لیکن روزوں کی وجہ سے دودھ خشک ہو جائے گا ۔ یہ واضح رہے کہ میں جسمانی اعتبار سے کمزور ہوں اور ہر دس منٹ کے وقفہ سے بچہ کو دودھ پلانے کی ضرورت ہے ایسے میں میرا شرعی فریضہ کیا ہے ؟

ج اگر روزوں کی وجہ سے دودھ خشک ہو جائے یا کم ہو جائے اور اس سے بچہ کو خطرہ درپیش ہو تو ایسی صورت میں روزہ ترک کرنا جائز ہے لیکن ہر روزے کے عوض تین پاؤ (۷۵۰ گرام) فدیہ فقیر کو دینا ہوگا اور عذر برطرف ہو جانے پر روزوں کی قضا کرنا پڑے گی۔

بیماری اور ڈاکٹر کی طرف سے ممانعت

س۶۵ : بعض غیر متدین ڈاکٹر خوفِ ضرر کی دلیل سے مریض کو روزہ سے روکتے ہیں، ڈاکٹروں کا قول حجت ہے یا نہیں ؟

ج اگر ڈاکٹر دیانت دار نہیں ہے اور مریض کو اس کے قول پر اطمینان بھی نہیں ہے اور نہ ہی روزوں سے ضرر کا خوف ہے تو ایسی صورت میں اس کے قول کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔

س۶۶ : میری والدہ تقریباً ۱۳ سال بیمار رہیں لہٰذا روزے رکھنے سے محروم رہیں اور مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ اس فریضہ سے ان کی محرومیت کی وجہ یہ تھی کہ دن میں ان کے لئے دوا کا استعمال ضروری تھا، اب برائے مہربانی یہ فرمائیں کہ کیا ان پر روزوں کی قضا واجب ہے ؟

ج اگر وہ مرض کی وجہ سے روزے رکھنے پر قادر نہیں تھیں تو پھر قضا نہیں ہے۔

س۶۷ : میں نے آغاز بلوغ سے بارہ سال کی مدت تک اپنی جسمانی کمزوریوں کی وجہ سے روزے نہیں رکھے، اس وقت میرا فریضہ کیا ہے ؟

ج بلوغ کے بعد جتنے روزے ترک ہوئے ہیں ان کی قضا واجب ہے اور اگر عمداً و اختیاراً اور کسی شرعی عذر کے بغیر ترک کئے ہیں تو قضا کے ساتھ

کفارہ بھی واجب ہے۔

س۷۶۸ : آنکھوں کے ڈاکٹر نے مجھے روزے رکھنے سے منع کیا اور کہا کہ تمہاری آنکھ میں جو مرض ہے، اس کی وجہ سے تمہارے لئے روزہ رکھنا کسی صورت بھی جائز نہیں ہے لیکن میرا دل نہیں مانا اور میں نے روزے شروع کر دیے جس کی وجہ سے مجھے مشکلیں پیش آئیں کسی دن تو افطار تک مجھے کسی تکلیف کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ اور کسی دن عصر کے وقت تکلیف شروع ہوجاتی تھی اور میں اس شک و تردید کی حالت میں کہ روزہ توڑ دوں یا رکھوں، روزہ پورا کرتا تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا مجھ پر روزہ رکھنا واجب ہے؟ اور جن ایام میں میں روزہ رکھتا تھا لیکن نہیں جانتا تھا کہ مغرب تک روزہ رکھ پاؤں گا کیا ان میں مجھے روزے کی حالت میں باقی رہنا چاہئے؟ اور یہ کہ میری نیت کیا ہونی چاہئے؟

ج اگر متدین اور امین ڈاکٹر کے کہنے پر آپ کو اطمینان حاصل ہوگیا کہ روزہ آپ کیلئے باعث ضرر ہے یا روزے سے آپ کی آنکھوں کو خطرہ ہے تو ایسی صورت میں روزہ واجب نہیں ہے۔ بلکہ روزہ رکھنا جائز ہی نہیں ہے اور ضرر کے خوف کے ساتھ روزہ کی نیت کرنا بھی صحیح نہیں ہے۔ اور اگر خوف ضرر نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن آپ کا روزہ اسی وقت صحیح ہوگا جب واقعی ضرر نہ پایا جاتا ہو۔

س۷۶۹ : میری آنکھوں کی بینائی بہت کمزور ہے۔ اور میں بڑے نمبر والی عینک استعمال کرتا ہوں میرے ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ اگر آنکھوں کی تقویت کا خیال نہ کیا تو بینائی مزید کم ہوجائے گی ایسی صورت میں اگر ماہ رمضان کے روزے نہ رکھ سکوں تو میرا فریضہ کیا ہوگا؟

ج اگر روزہ آنکھوں کے لئے مضر ہے تو واجب نہیں ہے بلکہ روزہ نہ رکھنا آپ پر واجب ہے اور اگر یہ عذر اگلے رمضان المبارک تک باقی

رہے تو ہر روزے کے بدلے ایک مد طعام فقیر کو دیا جائے گا۔

س ۷۷۰ : میری والدہ ایک شدید مرض میں مبتلا ہیں اور والد صاحب بھی بہت کمزور ہیں لیکن اس کے باوجود روزے رکھتے ہیں۔ اکثر اوقات معلوم ہوتا ہے کہ روزہ ان کے مرض میں اضافہ کا باعث ہوتا ہے میں بار بار سمجھا رہا ہوں کہ بیماری میں روزہ ساقط ہے لیکن والدین مطمئن نہیں ہوتے ایسی صورت میں آپ میری راہنمائی فرمائیں؟

ج: اگر یہ علم ہو کہ روزہ نقصان دہ ہے اس کے باوجود روزہ رکھا جائے تو حرام ہے لیکن روزہ کس وقت باعث مرض ہوگا، کب مرض میں اضافہ کا سبب بنے گا اور کب رکھنے کی طاقت وقوت نہیں ہے ،ان سارے امور کی تعیین و تشخیص خود روزہ دار پر منحصر ہے۔

س ۷۷۱ : گزشتہ سال میں نے اپنے گردوں کا آپریشن اس کے ماہر ڈاکٹر سے کرایا اس کی تجویز یہ تھی کہ میں کبھی بھی روزے نہ رکھوں فی الحال میں معمول کے مطابق کھاتا پیتا ہوں اور کسی قسم کا احساس مرض اپنے میں نہیں پاتا اس وقت میرا شرعی فریضہ کیا ہے؟

ج: اگر آپ اپنے تئیں روزہ رکھنے میں خوف ضرر نہیں محسوس کرتے اور ترک صوم کیلئے کوئی عذر شرعی بھی نہیں پاتے تو آپ پر رمضان کا روزہ واجب ہے۔

س ۷۷۲ : اگر مسائل شرعیہ سے ناواقف ڈاکٹر روزہ نہ رکھنے کا حکم دیتے ہیں تو کیا ان کی تجویز پر عمل کیا جا سکتا ہے؟

ج: اگر مریض کو ڈاکٹر کے قول و تجویز کی بناء پر یا اس کے خبر دینے یا کسی اور معقول ذریعہ سے اطمینان پیدا ہو جائے کہ روزہ اس کے لئے مضر ہے تو اس پر روزہ واجب نہیں ہے۔

س ۷۷۳ : میرے گردوں میں پتھری ہے۔ اس سے چھٹکارے کا واحد راستہ یہ ہے کہ

یں مسلسل رقیق چیزیں استعمال کرتا رہوں ڈاکٹروں کا عقیدہ ہے کہ روزہ رکھنا میرے لئے جائز نہیں ہے۔ پس ماہ رمضان کے روزوں کے سلسلہ میں میرا کیا فریضہ ہے؟

ج> اگر دن میں پانی یا اس جیسی چیز کے استعمال سے ہی پیتھری سے چھٹکارا مل سکتا ہے تو ایسی صورت میں آپ پر روزہ واجب نہیں ہے۔

س ۷۷۴ : چونکہ شکر کے مریض مجبور ہوتے ہیں کہ روزانہ دو ایک مرتبہ انسولین کا انجکشن کریں۔ اور (اس حالت میں) دیر سے کھانا کھانے یا کھانے میں زیادہ فاصلہ، خون میں شکر کی مقدار کم ہونے کی باعث ہوتی ہے اور اس طرح بے ہوشی اور تشنج کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے بسا اوقات ڈاکٹر ایسے مریض کو دن میں چار بار کھانا کھانے کی تاکید کرتے ہیں۔ ایسے افراد کے روزے کے سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج> اگر صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے سے پرہیز ان کیلئے ضرر کا باعث ہو تو ان پر روزہ واجب نہیں بلکہ جائز نہیں ہے۔

وہ امور جن سے امساک واجب ہے

س ۷۷۵ : اگر روزہ دار کے منہ سے خون خارج ہو تو کیا اس سے روزہ باطل ہو جاتا ہے؟

ج روزہ باطل تو نہیں ہوتا لیکن خون کو گلے تک نہیں پہنچنا چاہئے۔

س ۷۷۶ : کیا حالت روزہ میں نسوار لی جا سکتی ہے؟

ج اگر ناک کے راستے حلق تک جانے کا اندیشہ ہو تو روزہ دار کے لئے اس کا لینا جائز نہیں ہے۔

س ۷۷۷ : "نسوار" جو تمباکو سے بنائی جاتی ہے اور جس کو کچھ دیر زبان کے نیچے رکھنے کے بعد تھوک دیا جاتا ہے۔ کیا اس کا استعمال روزہ کو باطل کر دیتا ہے۔؟

ج اگر لعاب دہن سے مخلوط ہو کر حلق سے نیچے اتر جائے تو روزہ باطل ہے۔

س ۷۷۸ : جو افراد تنفس کے شدید مریض ہیں ان کے لئے ایک طبی اسپرے (SPRAY) ہے۔ جسے دہن میں چھڑکا جاتا ہے، حلق کے ذریعہ دوا مریض کے پھیپھڑوں تک منتقل ہوتی ہے جس سے سانس لینے میں آسانی ہو جاتی ہے۔ بسا اوقات تو مریض کو دن میں کئی کئی بار اس کی

ضرورت محسوس ہوتی ہے بغیر اس کے یا تو وہ روزہ رکھ نہیں سکتا یا اس کے لئے بہت سخت ہوگا۔ کیا مریض کے لئے اس اسپرے (SPRAY) کے ساتھ روزہ جائز ہے؟

ج اگر اسپرے (SPRAY) کے ذریعہ جس مادّہ کو پھیپھڑوں تک پہنچایا ہے، صرف ہوا ہے تو اس سے روزے پر کوئی اثر نہیں پڑتا لیکن اگر اس میں دوا ملی ہوئی ہے خواہ غبار و سفوف ہی کی شکل میں کیوں نہ ہو اور اگر وہ حلق میں داخل ہوجائے تو ایسی صورت میں روزہ کا صحیح ہونا مشکل ہے۔ اس سے اجتناب واجب ہے۔ لیکن اگر اس کے بغیر روزہ رکھنا مشقّت و زحمت کا باعث ہو تو پھر استعمال کیا جاسکتا ہے۔

س۷۹: بسا اوقات میرے لعاب دہن میں مسوڑھوں کا خون مل جاتا ہے لہٰذا جو لعاب میرے پیٹ میں جاتا ہے اس کے بارے میں مجھے نہیں معلوم کہ اس میں خون بھی ملا ہے یا نہیں۔ اس حالت میں میرے روزوں کا کیا حکم ہے اور یہ مشکل کیسے حل ہوسکتی ہے؟

ج مسوڑھوں کا خون اگر لعاب دہن سے مل کر مستہلک و نابود ہوجائے تو پاک ہے اس کے نگلنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور اگر شک ہو کہ لعاب خون آلود ہوا ہے یا نہیں تو اسے نگلا جاسکتا ہے اور اس سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

س۸۰: میں نے رمضان کے ایام میں ایک دن اپنے دانتوں کو برش نہیں کیا۔ دانتوں میں پھنسی ہوئی غذا میں نے جان بوجھ کر نہیں نگلی لیکن وہ خودبخود اندر چلی گئی

کیا مجھے اس روزہ کی قضا کرنی پڑے گی ؟

ج: اگر آپ کو یہ علم نہیں تھا کہ غذا دانتوں میں پھنسی رہ گئی ہے یا یہ یقین نہیں تھا کہ غذا اندر چلی جائے گی۔ اگر توجہ و اختیار کے بغیر وہ اندر چلی جائے تو آپ کا روزہ صحیح ہے۔

س ۸۱ : اگر روزہ دار کے مسوڑھے سے کافی مقدار میں خون خارج ہو تو کیا اس کا روزہ باطل ہو جائے گا اور کیا وہ کسی برتن سے اپنے سر پر پانی ڈال سکتا ہے ؟

ج: جب تک خون نگلا نہ جائے روزہ باطل نہیں ہوتا، اسی طرح برتن وغیرہ سے سر پر پانی ڈالنے سے بھی اس کے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

س ۸۲ : بعض نسوانی امراض کے علاج کے لئے کچھ "انیما" جیسی خاص دوائیں ہیں جن کو شرم گاہ سے داخل کرتے ہیں، کیا اس سے روزہ باطل ہو جاتا ہے ؟

ج: ان دواؤں کے استعمال سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔

س ۸۳ : روزے کی حالت میں درد کو روکنے کے لئے دانتوں کے ڈاکٹر جو انجکشن لگاتے ہیں اور اسی طرح دوسرا انجکشن جو مریض روزہ داروں کو لگائے جاتے ہیں، ان کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر انجکشن قوّت کے لئے نہیں ہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اگر قوت کا ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ روزہ کی حالت میں اس سے پرہیز کیا جائے۔

س ۸۴ : آج کل رگوں کے ذریعہ طاقت کی دوائیں جسم میں منتقل کی جاتی ہیں، کیا یہ روزہ کو باطل کر دیتی ہیں؟

ج: روزہ کی حالت میں رگوں کے ذریعہ دواؤں کا اندر تک منتقل کیا جانا محلِ اشکال ہے۔ لہٰذا اس سے اجتناب کی احتیاط کو ترک نہ کیا جائے۔

س۸۵ : کیا بلڈ پریشر کے مریض روزہ کی حالت میں ٹیبلٹ (TABLET) کا استعمال کرسکتے ہیں؟

ج اگر ٹیبلٹ کا استعمال ضروری ہے تو کھائی جاسکتی ہے لیکن روزہ باطل ہوجائیگا۔

س۸۶ : عرف عام میں علاج کے لئے ٹیبلٹ کے استعمال پر "کھانا پینا" نہیں کہا جاتا، کیا اس بنیاد پر حالت صوم میں ٹیبلٹ کا استعمال کیا جاسکتا ہے؟

ج اگر شیاف (SUPPOSITORY) یعنی شرمگاہ کے ذریعہ ٹیبلٹ چڑھائی جائے تو روزہ صحیح رہے گا لیکن نگلنے کی صورت میں روزہ باطل ہوجائے گا۔

س۸۷ : ماہ رمضان میں میری زوجہ نے مجھے جماع پر مجبور کیا، اب ہمارے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

ج آپ دونوں پر عمداً روزہ توڑنے کا حکم عائد ہوتا ہے لہٰذا آپ پر قضا کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہے۔

س۸۸ : کیا روزہ کی حالت میں اپنی زوجہ سے خوش فعلی کی جاسکتی ہے؟

ج اگر منی خارج ہونے کا سبب نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے ورنہ ناجائز ہے۔

حالتِ جنابت پر باقی رہنا

س۷۸۹ : اگر کوئی شخص بعض زحمتوں کی وجہ سے صبح کی اذان تک غسل جنابت نہ کر سکے تو کیا اس کا روزہ صحیح رہے گا ؟

ج رمضان کے علاوہ کسی اور روزے یا اس کی قضا میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن رمضان کے روزے یا اس کی قضا کے لئے اگر صبح کی اذان تک کسی عذر کی وجہ سے غسل جنابت نہ کر سکے تو اذان سے قبل تیمّم واجب ہے، اور اگر تیمّم بھی نہیں کیا تو روزہ صحیح نہیں ہے۔

س۷۹۰ : اگر کوئی شخص نہ جانتا ہو کہ جنابت سے پاک ہونا روزے کے صحیح ہونے کیلئے شرط ہے اور اسی حالت میں چند روزے بھی رکھ ڈالے تو کیا صرف ان کی قضا واجب ہے یا کفّارہ بھی ؟

ج اگر جنابت کی طرف متوجہ تھا لیکن خود پر غسل یا تیمّم کے واجب ہونے کو نہیں جانتا تھا تو بنا بر احتیاط قضا کے ساتھ کفّارہ بھی واجب ہے۔ مگر یہ کہ اس کی جہالت کا سبب اس کی اپنی کوتاہی نہ رہی ہو تو اس صورت

میں ظاہراً کفّارہ واجب نہیں ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ کفارہ بھی ادا کرے۔

س ۷۹۱ : اگر مجنب قضا یا مستحبی روزہ رکھنا چاہتا ہو تو کیا اس کے لئے طلوع آفتاب کے بعد غسل جنابت جائز ہے ؟

ج اگر عمداً غسل جنابت نہیں کیا اور صبح ہو گئی تو رمضان کا روزہ اور اس کی قضا صحیح نہیں ہے۔ لیکن ان دونوں کے علاوہ اگر کوئی روزہ ہو، خاص کر مستحبی روزہ تو اقویٰ یہ ہے کہ وہ صحیح ہے۔

س ۷۹۲ : ایک مرد مومن نے مجھ سے بتایا کہ، اس نے رمضان سے دس روز پہلے شادی کی تھی اور اس نے یہ سنا تھا کہ ماہ رمضان میں اذان صبح کے بعد مجنب ہونے والا اگر قبل از اذانِ ظہر غسل کرے تو اس کا روزہ صحیح رہے گا - اس کا خیال تھا کہ یقینی طور پر حکم یہی ہے - لہٰذا اس خیال کے تحت وہ بعد از اذانِ صبح اپنی زوجہ سے جماع کرتا تھا بعد میں اس پر واضح ہوا کہ وہ مسئلہ غلط تھا - اب اس کی ذمہ داری کیا ہے ؟

ج اذان صبح کے بعد عمداً مجنب ہونے والے کا حکم وہی ہے جو عمداً افطار کرنے والے کا ہے - اس پر قضا و کفّارہ دونوں واجب ہیں۔

س ۷۹۳ : ایک مرد مومن ماہ رمضان میں ایک صاحب کے یہاں مہمان ہوتے آدھی رات کو محتلم ہو گئے - ان کے پاس مہمان ہونے کی وجہ سے زائد لباس نہیں تھا لہٰذا روزے سے بچنے کے لئے سفر کا ارادہ کر لیا اور اذان صبح کے بعد کچھ کھائے پیئے بغیر سفر پر نکل پڑے اب سوال یہ ہے کہ قصد سفر اس شخص کو کفّارہ سے بچا سکتا ہے یا نہیں ؟

ج جب اس کو معلوم تھا کہ مجنب ہے اور اذان صبح سے قبل غسل یا تیمم نہیں کیا تو پھر نہ رات میں قصد سفر کفارہ سے بچا سکتا ہے اور نہ ہی دن میں سفر کرنے سے کفارہ ساقط ہو سکتا ہے۔

س ۹۴ : جس شخص کے پاس پانی نہ ہو یا تنگی وقت کے علاوہ کوئی اور عذر ہو جس کی وجہ سے غسل جنابت نہ کر سکتا ہو تو کیا ماہ مبارک کی راتوں میں عمداً اپنے کو مجنب کر سکتا ہے؟

ج اگر فریضہ تیمم ہو اور تیمم کیلئے وقت بھی کافی ہو تو اپنے کو مجنب کرنا جائز ہے۔

س ۹۵ : ایک شخص رمضان کی راتوں میں اذانِ صبح سے پہلے بیدار ہوا مگر وہ متوجہ نہیں ہوا کہ محتلم ہے لہذا پھر سو گیا۔ اذان کے درمیان آنکھ کھلی تو اپنے کو محتلم پایا اور یہ بھی یقین ہے کہ اذان سے قبل محتلم ہوا ہے تو ایسی صورت میں روزہ کا کیا حکم ہے ؟

ج اگر اذان سے قبل اپنے احتلام کی طرف متوجہ نہیں تھا تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

س ۹۶ : اذان صبح کے بعد بیدار ہونے والا اگر اپنے کو محتلم پائے اور دوبارہ طلوع آفتاب تک نماز صبح پڑھے بغیر سو جائے اور اذان ظہر کے بعد غسل کر کے ظہرین بجالائے تو اس کے روزے کا کیا حکم ہے ؟

ج اس کا روزہ صحیح ہے اور ظہر تک غسل جنابت کی تاخیر اس کے لئے مضر نہیں ہے۔

س ۹۷ : اگر مکلف ماہ مبارک رمضان میں اذان صبح سے پہلے بیدار ہو اور شک کرے کہ کہیں محتلم تو نہیں ہے لیکن اپنے شک کو اہمیت نہ دیتے ہوئے دوبارہ سو جائے اذان صبح کے بعد جب اٹھے تو اپنے کو محتلم پائے اور اس کو یقین بھی ہو کہ اذان سے پہلے محتلم ہوا ہے تو اس کے روزہ کا کیا حکم ہے ؟

ج> اگر پہلی مرتبہ اٹھنے کے بعد احتلام کی کوئی علامت نہ دیکھے صرف احتلام کا شک ہی ہو اور اپنی حالت کی تفتیش کے بغیر سو جائے اور اذان کے بعد اٹھے تو ایسی صورت میں روزہ صحیح ہے خواہ بعد میں یہ ثابت کیوں نہ ہو جائے کہ اذان سے قبل محتلم ہوا تھا۔

س ۷۹۸: اگر ماہ مبارک میں کسی نے نجس پانی سے غسل کیا اور ایک ہفتہ بعد اس کو پانی کی نجاست کا علم ہوا تو اس مدت میں اس کی نماز و روزوں کا کیا حکم ہے۔

ج> نماز تو باطل ہے اس کی قضا کرے گا لیکن روزہ صحیح ہے۔

س ۷۹۹: ایک شخص جب پیشاب کرتا ہے تو گھنٹہ بھر یا اس سے زیادہ دیر تک پیشاب کے قطرے ٹپکتے رہتے ہیں۔ اسی طرح جب رمضان کی بعض راتوں میں ایک گھنٹہ اذان سے قبل مجنب ہوتا ہے تو احتمال یہ رہتا ہے کہ پیشاب کے ساتھ منی بھی خارج ہو رہی ہے۔ ایسے میں طہارت کے ساتھ روزہ شروع کرنے کے لئے اس کی کیا ذمہ داری ہے؟

ج> اگر اذان صبح سے قبل غسل یا تیمم کر لے تو روزہ صحیح ہے چاہے غسل کے بعد بلا اختیار منی خارج کیوں نہ ہو۔

س ۸۰۰: اگر کوئی شخص اذان صبح سے قبل یا اس کے بعد سو جائے اور جب اذان کے بعد بیدار ہو تو اپنے کو محتلم پائے یہ شخص کب تک غسل میں تاخیر کر سکتا ہے؟

ج> مفروضہ سوال کی روشنی میں جنابت اس دن کے روزہ کے لئے مضر نہیں ہے لیکن نماز کے لئے غسل واجب ہے لہذا وقت نماز تک تاخیر کر سکتا ہے۔

س ۸۰۱: اگر رمضان یا کسی اور روزے کیلئے غسل جنابت بھول جائے اور دن میں کسی وقت یاد آئے تو اس کے روزے کا کیا حکم ہے؟

ج> اگر ماہ مبارک کے روزوں کیلئے اذان صبح سے پہلے غسل جنابت بھول جائے اور جنابت کی حالت میں صبح کرے تو اس کا روزہ باطل ہے۔ اور احتیاط واجب یہ ہے کہ رمضان کے قضا روزے کیلئے بھی یہی حکم ہے لیکن دوسرے روزے غسل جنابت کی فراموشی سے باطل نہیں ہوتے۔

استمناء کے احکام

س ۸۰۲ : تقریباً سات سال قبل میں نے اپنے رمضان مبارک کے کچھ روزوں کو استمناء سے باطل کیا مجھے ان دنوں کی تعداد یاد نہیں ہے کہ میں نے ماہ مبارک کے تین مہینوں میں کتنے روزے توڑے ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ ۲۵، ۳۰ دن سے کم بہرحال نہیں ہیں۔ اب میرا شرعی فریضہ کیا ہے براہ کرم کفارہ کی قیمت بھی معین فرمائیں؟

ج: استمناء ایک فعل حرام ہے۔ اس عمل سے روزہ باطل کرنے پر دو کفارے واجب ہیں۔ یعنی ساٹھ روزے رکھنا اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔ کھانا کھلانے کے بجائے یہ ممکن ہے کہ آپ ساٹھ آدمیوں کو علیحدہ علیحدہ ایک مد طعام دے دیں۔ لیکن نقد رقم کو کفارہ میں شمار نہیں کیا جائے گا البتہ نقد پیسہ اگر فقیر کو دیا جائے کہ وہ آپ کا نائب بن کر طعام خریدے اور بعد میں اس کو کفارہ میں قبول کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ چونکہ طعام کفارہ کی قیمت کی تعیین چاول، گیہوں یا دوسرے کھانوں کی جنس کے تابع ہے جسے آپ کفارہ کے طور پر دینا چاہتے ہیں۔ لہٰذا قیمت بھی اسی

اعتبار سے کم و زیادہ ہوگی۔
رہ گیا باطل روزوں کی تعداد کا تعین جن کو آپ نے استمناء کے ذریعہ باطل کیا ہے تو ان کی قضا اور کفارہ دینے میں آپ کے لئے ان کی یقینی مقدار پر اکتفا کرنا جائز ہے۔

س ۸۰۳ : اگر مکلف جانتا ہو کہ استمناء سے روزہ باطل ہوجاتا ہے اس کے باوجود وہ جان بوجھ کر اس کا مرتکب ہوجائے، تو کیا اس پر دوہرا کفارہ واجب ہے؟ اور اگر اسے علم نہ ہو کہ استمناء سے روزہ باطل ہوتا ہے تو اس وقت اس کا حکم کیا ہے؟

ج دونوں صورتوں میں اگر استمناء عمداً کیا ہے تو اس پر دوہرے کفارے واجب ہیں۔

س ۸۰۴ : میں رمضان المبارک میں ایک نامحرم عورت سے فون پر بات کررہا تھا گفتگو کے دوران جو تصورات پیدا ہوئے اس سے بے اختیار منی خارج ہوگئی جبکہ خروج منی کا کوئی سبب نہیں تھا اور نہ ہی گفتگو لذت و شہوت کی نیت سے کی گئی تھی۔ برائے مہربانی یہ فرمایئے کہ میرا روزہ باطل ہے یا نہیں؟ اور اگر باطل ہے تو مجھ پر کفارہ بھی واجب ہے یا نہیں؟

ج اگر اس سے قبل عورتوں سے بات کرتے وقت منی خارج نہیں ہوتی تھی اور جس گفتگو میں منی خارج ہوئی وہ بھی لذت و شہوت کی نیت سے نہ رہی ہو اس کے باوجود غیر اختیاری طور پر منی نکل جائے تو اس سے روزہ باطل نہیں ہوتا اور آپ پر قضا و کفّارہ بھی واجب نہیں ہے۔

س ۸۰۵ : ایک شخص برسوں سے ماہ مبارک رمضان میں اور اس کے علاوہ استمناء کا مرتکب ہوتا رہا اس کے نماز روزہ کا کیا حکم ہے؟

ج استمناء مطلقاً حرام ہے اور اگر منی خارج ہو جائے تو غسل جنابت واجب ہے اور اگر روزہ کی حالت میں استمناء کیا جائے تو وہ حرام چیز سے روزہ توڑنے کے حکم میں ہے۔ اب اگر غسل جنابت یا تیمّم کے بغیر نمازیں پڑھی یا روزے رکھے ہوں تو دونوں باطل ہیں اور دونوں کی قضا واجب ہے۔

س ۸۰۶ : کیا شوہر کے لئے بیوی کے ہاتھوں استمناء کرانا جائز ہے اور کیا اس سلسلہ میں جماع اور غیر جماع کے احکام میں کوئی فرق ہے ؟

ج شوہر کا زوجہ سے خوش فعلی کرنا اور اپنے بدن کو اس کے بدن سے مس کرنا یہاں تک کہ منی نکل آئے اور یوں ہی زوجہ کا شوہر کے آلۂ تناسل سے کھیلنا یہاں تک کہ منی خارج ہو جائے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس کو حرام استمناء نہیں کہتے۔

س ۸۰۷ : اگر کسی غیر شادی شدہ کو اپنی منی کی طبّی جانچ کرانا ہو اور منی کا اخراج بغیر استمناء کے ممکن نہ ہو تو کیا استمناء کر سکتا ہے ؟

ج اگر علاج اسی پر موقوف ہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۸۰۸ : بعض طبّی مراکز استمناء کے ذریعہ مرد سے منی لینا چاہتے ہیں تاکہ جانچ کر سکیں کہ یہ شخص جماع پر قادر ہے یا نہیں۔ کیا یہ استمناء جائز ہے ؟

ج اس کے لئے استمناء شرعاً جائز نہیں ہے خواہ قوّت تولید کی تحقیق کی خاطر ہی کیوں نہ ہو لیکن اگر شادی کے بعد اولاد نہ ہو رہی ہو اور اس کی تحقیق استمناء پر منحصر ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۸۰۹ : کیا پاخانے کے مقام میں انگلی سے شہوانی غدود کو حرکت میں لا کر منی خارج کرنا

جائز ہے جبکہ ایسی حالت میں نہ بدن میں سستی پیدا ہوتی ہے اور نہ منی اُچھل کر نکلتی ہے؟

ج: یہ فعل بذاتہ جائز نہیں ہے کیونکہ یہ حرام استمناء کے زمرے میں آتا ہے۔

س ۸۱۰ : جس شخص کی زوجہ دور ہو کیا وہ اپنی شہوت کو بڑھانے کیلئے اس کا تصور کر سکتا ہے؟

ج: اگر شہوانی تصورات اخراج منی کی خاطر ہوں یا تصور کرنے والا جانتا ہو کہ ان شہوانی تصورات سے منی خارج ہو جائے گی تو حرام ہے۔

س ۸۱۱ : ایک شخص نے ابتداء بلوغ سے روزے رکھے لیکن روزوں کے درمیان استمناء کے ذریعہ اپنے کو مجنب کرتا رہا چونکہ وہ نہیں جانتا تھا کہ روزہ کیلئے غسل جنابت ضروری ہے۔ لہٰذا حالت جنابت میں روزے بھی رکھے آیا اس شخص پر صرف قضا ہے یا کفارہ بھی؟

ج: سوال کی روشنی میں قضا و کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔

س ۸۱۲ : ایک روزہ دار نے شہوت ابھارنے والے منظر کو دیکھا جس کے بعد مجنب ہو گیا۔ کیا اس کا روزہ باطل ہے؟

ج: اگر اس ارادہ سے دیکھے کہ منی خارج ہو جائے یا وہ اپنے بارے میں جانتا ہو کہ دیکھنے سے مجنب ہو جائے گا یا اس کی عادت یہ ہو کہ ایسا منظر دیکھنے سے مجنب ہو جاتا ہو اور عمداً دیکھے اور مجنب ہو جائے تو وہ عمداً مجنب ہونے والے کے حکم میں ہے۔

احکامِ افطار

س ٨١٣ : آیا سرکاری اور عوامی اجتماعات وغیرہ میں روزہ افطار کے لئے اہل سنت کی پیروی جائز ہے اور اگر مکلّف یہ دیکھے کہ ان کی پیروی نہ تقیہ کے مصادیق میں سے ہے اور نہ کسی اور وجہ سے ضروری ہے تو اس کی ذمہ داری کیا ہے ؟

ج افطار میں غیروں کے وقت کا اتباع جائز نہیں ہے. جب تک شرعی طور پر دلیل سے یا ذاتی وجدان سے رات کے داخل ہونے اور دن کے خاتمہ کا یقین نہ ہو جائے اختیاری طور سے افطار کرنا جائز نہیں ہے۔

س ٨١٤ : میں روزے سے تھا میری والدہ نے مجھے کھانے یا پینے پر مجبور کر دیا تو کیا اس سے میرا روزہ باطل ہو گیا؟

ج کھانے پینے سے روزہ باطل ہو جاتا ہے خواہ کسی کے شدید اصرار پر ہو یا کسی کی دعوت پر۔

س ٨١٥ : اگر کوئی زبردستی کسی روزہ دار کے منھ میں کوئی چیز ڈال دے یا اس کے سر کو پانی میں ڈبو دے یا مجبور کرے کہ اگر روزہ نہیں توڑا تو تمہاری جان و مال کو خطرہ ہے، تو اگر وہ خطرہ ٹالنے کے لئے کچھ کھالے تو کیا اس کا روزہ باطل ہو جائے گا ؟

ج روزہ دار کے اختیار کے بغیر زبردستی اس کے منہ میں کوئی چیز ڈالنے

یا پانی میں اس کا سر ڈبونے سے روزہ باطل نہیں ہوتا لیکن اگر کسی کے مجبور کر دینے پر خود کچھ کھالے تو روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

س ۸۱۶ : اگر روزہ دار کو معلوم نہ ہو کہ زوال سے پہلے حد ترخّص تک نہ پہنچا تو افطار کرنا جائز نہیں ہے اور وہ اپنے کو مسافر تصوّر کرتے ہوئے حد ترخّص سے پہلے ہی کچھ کھا پی لے تو اس شخص کا کیا حکم ہے کیا اس پر قضا واجب ہے یا اس کا حکم کچھ اور ہے ؟

ج اس کا حکم وہی ہے جو عمداً افطار کرنے والے کا ہے۔

س ۸۱۷ : زکام میں مبتلا ہونے کی وجہ سے میرے حلق میں تھوڑا بلغم جمع ہو گیا، جسے میں تھوکنے کے بجائے نگل گیا تو میرا روزہ صحیح ہے یا نہیں ؟

نیز اس ماہ رمضان کے کچھ دنوں اپنے عزیز کے گھر رہا اور شرم و حیا اور زکام کی وجہ سے غسل جنابت کے بدلے تیمم کرتا رہا اور ظہر تک غسل نہیں کر سکا۔ چند روز تک یہی سلسلہ چلتا رہا۔ اب سوال یہ ہے کہ ان دنوں کے روزے صحیح ہیں یا نہیں اور صحیح نہ ہونے کی صورت میں کیا قضا کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہے ؟

ج آپ نے جو بلغم اور ناک کی رطوبت نگلی ہے اس سے آپ کے روزے پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ جب بلغم دہن کی فضا تک آجائے اور آپ اسے نگل لیں تو اس روزے کی قضا کی جائے گی۔

اب رہا روزے کے دن طلوع فجر سے پہلے آپ کا غسل جنابت نہ کرنا، اور اس کے بدلے تیمم کرنا۔ اگر یہ عذر شرعی کی وجہ سے تھا یا آپ نے آخر وقت میں وقت کی تنگی کی وجہ سے تیمم کیا تھا تو اس تیمم

کے ساتھ آپ کا روزہ صحیح تھا اور اگر ایسا نہیں تھا تو ان دنوں میں آپ کے روزے باطل ہیں۔

س ۸۱۸ : میں لوہے کی کان میں ملازمت کرتا ہوں اور مجھے اپنی ملازمت کے پیش نظر ہر روز اس میں اترنا پڑتا ہے اور مشینوں سے کام کرتے وقت غبار منہ میں جاتا ہے اور پورے سال یہی سلسلہ جاری رہتا ہے۔ میری ذمہ داری کیا ہے؟ میرا روزہ اس حالت میں صحیح ہے یا نہیں؟

ج گرد و غبار کا روزے کی حالت میں نگلنا، روزہ کو باطل کر دیتا ہے۔ اس سے پرہیز واجب ہے۔ لیکن صرف گرد و غبار کے ناک اور منہ میں جانے سے روزہ باطل نہیں ہوتا جب تک اسے نگلا نہ جائے۔

س ۸۱۹ : اگر روزہ دار ایسا انجکشن لگوائے جس میں غذائیت اور ڈامن ہوں تو اس کے روزے کا کیا حکم ہے؟

ج اگر اسے رگ میں انجکشن لگوانا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ روزہ دار اس سے پرہیز کرے اور اگر ایسا کر لیا ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس روزے کی قضا کرے۔

س ۸۲۰ : ایک شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور روزوں کے درمیان ایسے کام انجام دیئے جن کے بارے میں یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ یہ روزوں کے لئے مضر ہیں۔ لیکن رمضان کے بعد ثابت ہوا کہ وہ مضر نہیں تھے۔ اس کے روزہ کا کیا حکم ہے؟

ج اگر روزہ توڑنے کا ارادہ نہیں کیا اور نہ روزہ توڑنے والی چیز کا استعمال کیا تو روزہ صحیح ہے۔

احکام کفّارہ

س ۸۲۱ : کیا فقیر کو ایک مُد (۷۵۰ گرام) طعام کی قیمت دیدینا کہ وہ اپنے لئے کھانے کا انتظام کرلے کافی ہے ؟

ج اگر اطمینان ہو کہ فقیر وکالتاً اس کی طرف سے کھانے کو خرید کر پھر خود اس کو کفّارہ کے عنوان سے قبول کرلے گا تو کوئی مضائقہ نہیں ہے ۔

س ۸۲۲ : اگر کوئی شخص چند مسکینوں کو کھانا کھلانے پر وکیل ہو تو کیا وہ مالِ کفّارہ میں سے پکانے کی مزدوری اور اپنی اجرت لے سکتا ہے ؟

ج کام اور پکانے کی اجرت کا مطالبہ کرنا اس کے لئے جائز ہے لیکن یہ جائز نہیں ہے کہ مال کفارہ سے اس کا حساب کرے ۔

س ۸۲۳ : ایک خاتون حاملگی یا زمانۂ ولادت کے قریب ہونے کی وجہ سے روزہ رکھنے پر قادر نہیں تھیں اور یہ مسئلہ جانتی تھیں کہ ولادت کے بعد آنے والے رمضان سے پہلے قضا کرنی ہوگی لیکن اس نے چند برسوں تک جان بوجھ کر یا غفلت کی وجہ سے قضا نہیں کی کیا اس پر صرف اسی سال کا کفارہ واجب ہے یا جتنے سال اس نے روزے رکھنے میں تاخیر

کی ان سب کا کفارہ دینا واجب ہے ؟ اس کی بھی وضاحت فرمادیں کہ عمدی اور غیر عمدی میں کیا فرق ہے؟

ج تاخیر چاہے جتنے سال کی ہو اس کا فدیہ صرف ایک مرتبہ واجب ہے۔ فدیہ سے مراد ہر روزے کے بدلے ایک مد طعام ہے۔ اور یہ بھی اس وقت ہے جب قضا کی ادائیگی سستی کی وجہ سے اور عذر شرعی کے بغیر ہو۔ لیکن اگر تاخیر ایسے عذر کی وجہ سے ہو جو روزہ کے صحیح ہونے میں مانع ہو تو فدیہ بھی نہیں ہے۔

س ۸۲۴ : ایک خاتون بیماری کی وجہ سے رمضان کا روزہ نہیں رکھ سکیں اور آنے والے رمضان تک ادا کرنے پر قادر بھی نہیں تھیں ایسی حالت میں خود مریضہ پر کفارہ واجب ہے یا ان کے شوہر پر؟

ج مفروضہ سوال کی روشنی میں ہر دن کے بدلے ایک مدّ طعام خود مریضہ پر واجب ہے اس کے شوہر پر نہیں۔

س ۸۲۵ : ایک شخص کے ذمہ رمضان کے دس روزے قضا تھے اس نے شعبان کی بیسویں سے اس قضا کو ادا کرنا شروع کیا اب یہ شخص کیا زوال سے قبل یا زوال کے بعد عمداً افطار کر سکتا ہے؟ اور اگر وہ زوال سے پہلے یا اس کے بعد افطار کرے تو مقدار کفّارہ کیا ہو گی ؟

ج مذکورہ سوال کی روشنی میں اس کے لئے عمداً افطار کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اگر زوال سے پہلے عمداً افطار کرے تو اس پر کفارہ نہیں ہے ۔لیکن زوال کے بعد افطار کرنے پر کفارہ میں دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہوگا اور اگر اس پر قادر نہیں ہے تو اس پر تین روزے واجب ہوں گے ۔

س ۸۲۶ : ایک عورت دو سال میں دو مرتبہ حاملہ ہوئی جس کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکی لیکن اب وہ روزہ رکھنے پر قادر ہے۔ اس کے روزوں کا کیا حکم ہے ؟ کیا اس پر

کفارۂ جمع واجب ہے یا صرف قضا واجب ہے اور اس نے جو تاخیر کی ہے اس کا حکم کیا ہے ؟

ج> اگر عذر شرعی کی وجہ سے روزے ترک ہوئے ہیں تو اس پر صرف قضا واجب ہے۔ اور اگر افطار کی وجہ یہ تھی کہ روزے سے حمل یا بچے کو ضرر پہنچنے کا ڈر تھا تو ایسی صورت میں قضا کے ساتھ ہر روزے کے بدلے ایک مد طعام بھی فقیر کو دینا ہوگا۔ اسی طرح اگر دوسرے رمضان تک بغیر عذر شرعی کے قضا میں تاخیر کی تو بھی ہر روزے کے عوض ایک مد طعام فقیر کو دینا ہوگا۔

س ۸۲۷ : کیا روزوں کے کفارے میں قضا اور کفارہ کے درمیان ترتیب واجب ہے؟

ج> واجب نہیں ہے۔

احکام قضا

س ۸۲۸ : میں نے دینی امور کی انجام دہی کے لئے ماہ مبارک میں ۱۸ دن سفر میں گذارے تو میری تکلیف شرعی کیا ہے اور کیا مجھ پر قضا واجب ہے ؟

ج سفر کی وجہ سے ماہ رمضان کے جو روزے چھوٹے ہیں انکی قضا واجب ہے۔

س ۸۲۹ : اگر اجرت پر روزے رکھنے والا زوال کے بعد افطار کرے تو اس پر کفّارہ واجب ہے یا نہیں؟

ج کفّارہ واجب نہیں۔

س ۸۳۰ : جن افراد نے مذہبی امور کی انجام دہی کی وجہ سے رمضان میں سفر کیا اور روزے نہیں رکھے اب جبکہ کئی برس گذرنے کے بعد انہوں نے روزہ رکھنے کا ارادہ کیا ہے تو کیا قضا کے ساتھ ساتھ ان پر کفارہ بھی واجب ہے؟

ج اگر دوسرے رمضان تک عذر شرعی باقی رہنے کی وجہ سے قضا روزے نہ رکھ پائے ہوں تو ان کے لئے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا ہی کافی ہے۔ ہر روزے کے لئے ایک مد طعام دینا واجب نہیں ہے، اگرچہ احتیاط (مستحب) یہ ہے کہ روزے بھی رکھیں اور طعام فدیہ بھی دیں، لیکن تاخیر قضا کی وجہ

اگر سستی ہو تو ایسی صورت میں ان پر قضا و فدیہ دونوں واجب ہیں۔

س ۸۳۱: ایک شخص نے جہالت کی وجہ سے دس سال نہ نماز پڑھی اور نہ روزے رکھے اب اس نے توبہ کی ہے اللہ کی طرف رجوع کیا ہے اور ان روزوں اور نمازوں کی قضا کا ارادہ کر لیا ہے لیکن فی الوقت وہ تمام روزوں کی قضا پر قدرت نہیں رکھتا اور نہ کفارہ کیلئے مال رکھتا ہے تو کیا ایسی صورت میں صرف استغفار پر اکتفا کر سکتا ہے؟

ج: چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا بہر حال معاف نہیں ہے لیکن کفارے میں اگر دو ماہ کے روزے اور ساٹھ مسکین کے کھانا کھلانے پر قادر نہیں ہے تو بقدر امکان فقیروں کو صدقہ دے۔

س ۸۳۲: اگر آنے والے رمضان تک کسی نے روزوں کی قضا اس وجہ سے ادا نہ کی ہو کہ وہ آنیوالے رمضان سے پہلے وجوب قضا سے بے خبر تھا تو اس وقت اس کی شرعی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: آنے والے رمضان سے پہلے وجوب قضا کا علم نہ ہونے کی صورت میں بھی تاخیر قضا کا فدیہ ادا کرنا ہوگا۔

س ۸۳۳: ایک شخص کے ذمے ۱۲۰ دن کے روزے ہیں تو کیا ہر روزے کے بدلے ساٹھ روزے رکھنے ہوں گے یا نہیں اور کفارہ واجب ہے یا نہیں؟

ج: ماہ رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا واجب ہے اور اگر عذر شرعی کے بغیر عمداً چھوڑا ہے تو قضا کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہے اور ہر روزے کا کفارہ ساٹھ دن کے روزے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔ یا ساٹھ مسکینوں میں سے ہر ایک کو ایک مد طعام دینا ہے۔

س ۸۳۴ : میں نے تقریباً ایک ماہ اس نیت سے روزے رکھے کہ اگر میرے ذمہ کچھ روزے ہیں تو یہ ان کی قضا ہے ورنہ صرف خدا کی قربت کی نیت سے ہے۔ کیا یہ ایک مہینہ اُن قضا روزوں میں حساب ہوگا جو میری گردن پر ہیں ؟

ج اگر آپ کی نیت یہ رہی ہو کہ اس وقت میرے ذمہ واجب و سنّت جو روزے ہیں میں ان کو ادا کر رہا ہوں اور اتفاق سے آپ کے ذمہ روزوں کی قضا تھی تو یہ روزے ان میں محسوب ہو جائیں گے۔

س ۸۳۵ : اگر قضا روزوں کی تعداد معلوم نہ ہو اور اس فرض کے ساتھ کہ اس کے ذمّے قضا واجب ہے مستحبی روزہ رکھے تو کیا یہ روزہ واجب روزوں میں محسوب ہوگا اور اگر اس نے اس نیت سے روزہ رکھا ہو کہ اس کے ذمّے قضا روزہ نہیں ہے تو کیا حکم ہے ؟

ج مستحب کی نیّت سے رکھا جانے والا روزہ قضا روزوں میں محسوب نہیں ہوگا۔

س ۸۳۶ : اگر کوئی شخص جاہل مسئلہ ہونے کی بناء پر بھوک و پیاس کے سبب عمداً افطار کرے تو کیا اس پر قضا کے ساتھ کفّارہ بھی واجب ہے ؟

ج اگر مسئلہ سے لاعلمی و کوتاہی کی وجہ سے ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ قضا کے ساتھ کفّارہ بھی ادا کرے۔

س ۸۳۷ : اگر کوئی شخص ابتدائے بلوغ میں ضعف و ناتوانی کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکے تو کیا اس پر صرف قضا واجب ہے یا قضا کے ساتھ کفّارہ بھی واجب ہے ؟

ج اگر روزہ اس پر حرج وضرر کا باعث نہ تھا اس کے باوجود اس نے عمداً افطار کیا ہو تو قضا کے ساتھ کفّارہ بھی واجب ہے۔

س ۸۳۸ : جس کو ترک شدہ روزے اور نمازوں کی تعداد معلوم نہ ہو اور روزوں کے بارے میں یہ بھی معلوم نہ ہو کہ عذر شرعی سے چھوٹے ہیں یا عمداً ترک ہوئے ہیں تو اس انسان کا فریضہ کیا ہے؟

ج اس تعداد پر اکتفا کرنا جائز ہے جس سے یقین پیدا ہو جائے کہ قضا نمازیں اور روزے ادا ہو گئے۔ اور اگر شک ہو کہ عمداً افطار کیا تھا یا نہیں تو کفارہ واجب نہیں ہے۔

س ۸۳۹ : اگر کوئی شخص رمضان میں روزے رکھتا ہو لیکن کسی روز سحر کھانے کیلئے نہ اٹھ پایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مغرب تک روزہ کو پورا نہ کر سکا اور دن میں اس کو ایک حادثہ پیش آگیا اور اس نے افطار کر لیا۔ کیا اس شخص پر قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں؟

ج اگر اس نے روزہ رکھا لیکن بعد میں روزہ بھوک پیاس وغیرہ کی وجہ سے مشقت کا سبب بن گیا اور افطار کر لیا تو اس پر صرف قضا واجب ہے کفارہ نہیں۔

س ۸۴۰ : اگر مجھے شک ہو کہ اپنے قضا روزے ادا کئے ہیں یا نہیں تو میری شرعی ذمہ داری کیا ہے؟

ج اگر آپ کو روزوں کی قضا کا یقین تھا تو ان کے ادا کرنے کا یقین پیدا کرنا بھی واجب ہے۔

س ۸۴۱ : اگر کسی شخص نے ابتدائے بلوغ کے سال گیارہ روزے رکھے ایک روزہ ظہر کے وقت توڑ دیا اور اٹھارہ روزے چھوڑ دیئے۔ اور ان اٹھارہ روزوں کے بارے میں نہیں جانتا تھا کہ اس پر کفارہ واجب ہو جائے گا تو اب اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

ج اگر رمضان کا روزہ عمداً اور اختیار سے توڑا ہے تو خواہ کفارہ سے آگاہ ہو یا نہ ہو قضا کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہے۔

س ۸۴۲ : اگر ڈاکٹر کی تجویز یہ ہو کہ روزہ مضر ہے اور مریض نے اس پر اعتبار کرتے ہوئے روزہ نہیں رکھا برسوں کے بعد معلوم ہوا کہ اس طبیب کی تشخیص غلط تھی تو کیا اس پر قضا اور کفارہ واجب ہے؟

ج اگر ماہر و امین ڈاکٹر کے کہنے سے خوف ضرر پیدا ہو جائے یا کوئی معقول وجہ ہو جس کی وجہ سے روزہ ترک کیا ہو تو صرف قضا واجب ہے۔

روزہ کے متفرّق احکام

س ۸۴۳ : اگر عورت کو نذر معیّن کے روزہ کے درمیان خون حیض آجائے تو اس کے روزہ کا کیا حکم ہے؟

ج حیض آنے سے روزہ باطل ہوجائے گا اور طہارت کے بعد اس پر قضا واجب ہے۔

س ۸۴۴ : ایک شخص "دیر" کی بندرگاہ کا رہنا والا ہے۔ اس نے یکم رمضان سے ستائیسویں رمضان تک روزے رکھے۔ اٹھائیسویں کی صبح کو دبئی کے لئے روانہ ہوا اور انتیسویں کو وہاں پہنچ گیا۔ دبئی میں اس دن عید تھی تو کیا وطن واپس آنے کے بعد اس پر فوت شدہ روزے کی قضا واجب ہے؟ اب اگر اس نے ایک دن کی قضا کی تو ماہ رمضان اس کے لئے ۲۸ دن کا ہوجائے گا اور اگر دو دن کی قضا کی تو جس دن وہ دبئی پہنچ گیا تھا وہاں عید کا اعلان ہوچکا تھا۔ ایسے شخص کا حکم کیا ہے؟

ج اگر عید کا اعلان ۲۹ ویں رمضان کو شرعی ضابطوں کے مطابق تھا تو اس دن کے روزہ کی قضا واجب نہیں ہے لیکن اس سے یہ واضح ہوجائیگا کہ ابتدائے ماہ کے روزے اس سے چھوٹے ہیں تو اس پر واجب ہے کہ یقینی طور سے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کرے۔

س ۸۴۵ : اگر روزہ دار نے اپنے شہر میں افطار کیا اور پھر کسی ایسے شہر کا سفر کیا جہاں ابھی سورج غروب نہیں ہوا ہے تو اس کے روزے کا کیا حکم ہے۔ کیا یہ شخص اس شہر کے غروب آفتاب سے قبل اس شہر میں کھا پی سکتا ہے ؟

ج روزہ صحیح ہے اور جب اپنے شہر میں غروب آفتاب کے بعد افطار کرچکا ہے تو جس شہر میں ابھی غروب نہیں ہوا ہے وہاں کھا پی سکتا ہے۔

س ۸۴۶ : ایک شہید نے اپنے دوست کو وصیت کی کہ میری شہادت کے بعد احتیاطاً کچھ روزے میری طرف سے رکھ لینا، شہید کے ورثاء ان باتوں کے پابند نہیں ہیں اور نہ ہی ان کو اس پر آمادہ کیا جاسکتا ہے جبکہ شہید کے دوست کیلئے روزہ رکھنا سخت ہے کیا اس کا کوئی اور حل ہے ؟

ج اگر شہید نے دوست سے وصیّت کی تھی تو شہید کے ورثاء سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اب اگر دوست پر نیابتاً روزہ رکھنا باعث مشقت ہے تو اس پر سے تکلیف ساقط ہے۔

س ۸۴۷ : میں کثیر الشک بلکہ کثیر الوسواس ہوں۔ فروعی مسائل میں تو بہت زیادہ شکّی ہوں۔ فی الحال مجھے شک ہے کہ رمضان میں جو روزے رکھے تھے کہیں ایسا تو نہیں کہ جو گرد و غبار منہ میں گیا تھا اس کو نگل لیا ہو۔ یا جو پانی منہ میں لیا تھا اس کو ٹھیک سے تھوکا تھا یا نہیں۔ کیا اس شک کے بعد روزہ صحیح ہے ؟

ج اس سوال کی روشنی میں روزہ صحیح ہے اور اس طرح کے شک کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

س ۸۴۸ : کیا حدیث کساء معتبر ہے جس کی روایت حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا سے ہے اور روزوں میں اس کی نسبت شہزادیؑ کی طرف دی جاسکتی ہے ؟

ج: اگر شہزادیؑ کی طرف نسبت "حکایت" اور ان کتابوں کے ذریعہ "نقل قول" ہو جن میں حدیث کساء منقول ہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۸۴۹: میں نے بعض علماء اور غیر علماء سے یہ سنا ہے کہ اگر کسی کو مستحبی روزے میں کسی نے دعوت دی تو اس کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے کھا پی لینے سے روزہ باطل نہیں ہوتا اور ثواب بھی باقی رہتا ہے۔ آپ کا اس سلسلہ میں کیا نظریہ ہے؟

ج: مومن کی دعوت کو مستحب روزے میں قبول کرنا رجحان شرعی رکھتا ہے اور اس کی دعوت پر کھا پی لینے سے روزہ تو باطل ہو جاتا ہے لیکن روزے کے اجر و ثواب سے محروم نہیں رہے گا۔

س ۸۵۰: ماہ مبارک کے پہلے روز سے تیسویں روز تک کے لئے مخصوص دعائیں وارد ہوئی ہیں۔ اگر ان کی صحت میں شک ہو تو ان کے پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر یہ دعائیں اس نیت سے پڑھی جائیں کہ وارد ہوئی ہیں اور مطلوب ہیں تو ان کے پڑھنے میں بہر حال کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۸۵۱: ایک شخص روزے رکھنے کے ارادے سے سو گیا لیکن سحر کے وقت کھانے کیلئے بیدار نہ ہو سکا جس کے سبب اس میں روزہ رکھنے کی طاقت نہ رہی تو روزہ نہ رکھنے کا عذاب خود اس پر ہے یا اس شخص پر ہے جس نے اس کو بیدار نہیں کیا۔ اور کیا سحر کھائے بغیر اس کا روزہ رکھنا صحیح ہے؟

ج: ناتوانی کی وجہ سے روزہ افطار کر لینا اگرچہ سحر نہ کھانے کی وجہ سے ہو گناہ اور معصیت نہیں ہے۔ بہر حال نہ جگانے والے پر کوئی گناہ

نہیں ہے اور سحر کھائے بغیر روزہ رکھنا صحیح ہے۔

س ۸۵۲ : اگر کوئی شخص مسجد الحرام میں اعتکاف کر رہا ہو تو تیسرے دن کے روزے کا کیا حکم ہے؟

ج اگر اعتکاف کرنے والا مسافر ہے اور مکہ مکرمہ میں دس روز اقامت کا ارادہ رکھتا ہے۔ یا سفر میں روزہ رکھنے کی نذر کی ہے تو دو روز روزہ رکھنے کے بعد اعتکاف کو پورا کرنے کے لئے تیسرے دن کا روزہ واجب ہے۔ اور اگر دس روز اقامت کی نیت نہیں کی اور نہ سفر میں روزہ رکھنے کی نذر کی تو اس کا سفر میں روزہ رکھنا درست نہیں ہے اور روزے کی صحت کے بغیر اعتکاف صحیح نہیں ہے۔

رویتِ ہلال

س ۸۵۲ : آپ جانتے ہیں کہ ابتداء ماہ اور آخر ماہ میں چاند حسب ذیل حالتوں میں سے کسی ایک حالت میں ہوتا ہے :

۱۔ غروب آفتاب سے پہلے (چاند) ہلال ڈوب جاتا ہے۔

۲۔ کبھی چاند اور سورج دونوں ایک ساتھ غروب ہو جاتے ہیں۔

۳۔ کبھی چاند آفتاب کے بعد غروب ہوتا ہے۔

مہربانی کر کے ان چند امور کی وضاحت فرمائیں :

الف۔ مذکورہ تین حالتوں میں سے وہ کون سی حالت ہے جس کو فقہی نقطۂ نظر سے مہینے کی پہلی تاریخ مانا جائے گا۔

ب۔ اگر ہم یہ مان لیں کہ آج کے الیکٹرانک دور میں مذکورہ تمام شکلوں کو دنیا کے آخری نقطے میں دقیق الیکٹرانک نظام کے حساب سے دیکھ لیا جاتا ہے، تو کیا اس نظام کے تحت ممکن ہے کہ پہلی تاریخ کو پہلے سے طے کر لیا جائے یا آنکھ سے ہلال کا دیکھنا ضروری ہے۔؟

ج اوّل ماہ کا معیار اس چاند پر ہے جو غروب آفتاب کے بعد غروب ہوتا ہے اور جس کو غروب سے پہلے عام طریقہ سے دیکھا جا سکتا ہو۔

س ۸۵۴ : اگر شوال کا چاند ملک کے کسی شہر میں دکھائی نہیں دیا لیکن ریڈیو اور ٹی وی نے اوّل ماہ کا اعلان کر دیا تو کیا یہ اعلان کافی ہے یا تحقیق ضروری ہے ؟

ج اگر رویت ہلال کا یقین ہو جائے یا اعلانِ رویت ولی فقیہ کی طرف سے ہو تو پھر تحقیق کی ضرورت نہیں ہے۔

س ۸۵۵ : اگر رمضان کی پہلی تاریخ یا شوال کی پہلی تاریخ کا تعین بادل یا دیگر اسباب کی وجہ سے ممکن نہ ہو اور رمضان و شعبان کے تیس دن پورے نہ ہوئے ہوں تو کیا ایسی صورت میں جبکہ ہم لوگ جاپان میں ہوں، ایران کے افق پر عمل کر سکتے ہیں یا جنتری پر اعتماد کر سکتے ہیں؟

ج اگر اوّل ماہ نہ چاند دیکھ کر ثابت ہو، چاہے ان قریبی شہروں کے افق میں سہی جن کا افق ایک ہو ، نہ دو شاہد عادل کی گواہی سے اور نہ حکم حاکم سے ثابت ہو تو ایسی صورت میں احتیاط واجب ہے کہ اول ماہ کا یقین حاصل کیا جائے ۔ اور چونکہ ایران، جاپان کے مغرب میں واقع ہے اس لئے جاپان میں رہنے والوں کے لئے ایران میں چاند کا ثابت ہو جانا کوئی اعتبار نہیں رکھتا ۔

س ۸۵۶ : رویتِ ہلال کے لئے اتحادِ افق کا معتبر ہونا شرط ہے یا نہیں ؟

ج کسی شہر میں چاند کا دیکھا جانا اس کے ہم افق یا نزدیک کے افق والے شہروں کے لئے کافی ہے اسی طرح مشرق میں واقع شہروں کی رویت

مغرب میں واقع شہروں کے لئے کافی ہے۔

س ۸۵۷ : اتحاد افق سے کیا مراد ہے ؟

ج اس سے وہ شہر مراد ہیں جو ایک طول البلد پر واقع ہوں اور اگر دو شہر ایک طول البلد پر واقع ہوں تو ان کو متحد الافق کہا جاتا ہے یہاں طول البلد علم ہیئت کی اصطلاح کے اعتبار سے ہے۔

س ۸۵۸ : اگر ۲۹ تاریخ کو خراسان اور تہران میں عید ہو تو کیا بوشہر کے رہنے والے کو بھی افطار کر لینا جائز ہے جبکہ بوشہر اور تہران کے افق میں فرق ہے ؟

ج اگر دونوں شہروں کے درمیان اختلاف افق اتنا ہو کہ اگر ایک شہر میں چاند دیکھا جائے تو دوسرے شہر میں دکھائی نہ دے تو ایسی صورت میں مغربی شہروں کی رؤیت مشرقی شہروں کے لئے کافی نہیں ہے کیونکہ مشرقی شہروں میں سورج مغربی شہروں سے پہلے غروب ہوتا ہے۔ لیکن اس کے برخلاف اگر مشرقی شہروں میں چاند دکھائی دے تو رؤیت ثابت و محقق مانی جائے گی۔

س ۸۵۹ : اگر ایک شہر کے علماء کے درمیان رؤیت ہلال کے ثابت ہونے میں اختلاف ہو گیا ہو یعنی بعض کے نزدیک ثابت ہو اور بعض کے نزدیک ثابت نہ ہو اور مکلف کی نظر میں دونوں گروہ کے علماء عادل اور قابل اعتماد ہوں تو اس کا فریضہ کیا ہے ؟

ج اگر اختلاف شہادتوں کی وجہ سے ہے یعنی بعض کے نزدیک چاند کا ہونا ثابت ہو اور بعض کے نزدیک چاند کا نہ ہونا ثابت ہو، ایسی صورت

میں چونکہ دونوں شہادتیں ایک دوسرے سے متعارض ہیں لہذا قابل عمل نہیں ہوں گی۔ اس لئے مکلّف پر واجب ہے کہ اصول کے مطابق عمل کرے۔ لیکن اگر اختلاف خود رویت ہلال میں ہو یعنی بعض کہیں کہ چاند دیکھا ہے اور بعض کہیں کہ چاند نہیں دیکھا ہے۔ تو اگر رؤیت کے مدّعی دو عادل ہوں تو مکلّف کے لئے ان کا قول دلیل اور حجّت شرعی ہے۔ اور اس پر واجب ہے کہ ان کی پیروی کرے اسی طرح اگر حاکم شرع نے ثبوتِ ہلال کا حکم دیا ہو تو اس کا حکم بھی تمام مکلّفین کے لئے شرعی حجّت ہے اور اور ان پر واجب ہے کہ اس کا اتباع کریں۔

س ۸۶۰ : اگر ایک شخص نے چاند دیکھا اور اس کو علم ہو کہ اس شہر کا حاکم شرعی بعض وجوہ کی بناء پر رؤیت سے آگاہ نہیں ہو پائے گا تو کیا اس شخص پر لازم ہے کہ حاکم کو رؤیت کی خبر دے ؟

ج خبر دینا واجب نہیں ہے بشرطیکہ نہ بتانے پر کوئی فساد نہ برپا ہو۔

س ۸۶۱ : زیادہ تر فقہاء افاضل کی توضیح المسائل میں ماہ شوال کی پہلی تاریخ کے اثبات کے لئے پانچ طریقے بتائے گئے ہیں مگر حاکم شرع کے نزدیک ثابت ہونے کا اس میں ذکر نہیں ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر اکثر مومنین مراجع عظام کے نزدیک ماہ شوال کا چاند ثابت ہونے پر کیونکر افطار کرتے ہیں۔ اور اس شخص کی تکلیف کیا ہے جس کو اس طریقے رویت کے ثابت ہونے پر اطمینان نہ ہو ؟

ج جب تک حاکم ثبوتِ ہلال کا حکم نہ دے اتباع واجب نہیں ہے پس

تنہا اس کے نزدیک چاند کا ثابت ہونا دوسروں کے اتباع کے لئے کافی نہیں ہے لیکن حکم نہ دینے کے باوجود اگر ثبوت ہلال پر اطمینان حاصل ہوجائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۸۶۲ : اگر ولی امر مسلمین یہ حکم فرمائیں کہ کل عید ہے اور ریڈیو اور ٹی وی بھی اعلان کریں کہ فلاں فلاں شہر میں چاند دیکھا گیا ہے تو کیا تمام شہروں کے لئے عید ثابت ہوجائیگی یا صرف ان شہروں کے لئے ہوگی جو افق میں متحد ہیں؟

ج اگر حکم حاکم تمام ملکوں کے لئے ہے تو اس کا حکم ان ممالک کے تمام شہروں کے لئے معتبر ہے۔

س ۸۶۳ : چاند کا باریک ہونا یا چھوٹا ہونا یا اس میں اوّل ماہ کی علامات کا موجود ہونا کیا اس بات کی نشانی ہے کہ گذشتہ شب چاند رات نہیں بلکہ ماہ گذشتہ کی تیسویں رات تھی اور اگر کسی شخص پر عید ثابت ہوگئی ہو مگر پھر ان طریقوں یعنی علامات وغیرہ سے اسے یقین ہوجائے کہ کل عید نہیں تھی تو کیا اس پر تیسویں رمضان کے روزہ کی قضا واجب ہے؟

ج چاند کا چھوٹا ہونا، نیچے ہونا، بڑا ہونا، بلند ہونا یا چوڑا یا باریک ہونا گذشتہ شب یا دوسری رات کے چاند ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ لیکن اگر مکلف کو ان علائم سے علم و یقین حاصل ہوجائے تو اس وقت اپنے علم کی روشنی میں عمل کرنا واجب ہے۔

س ۸۶۴ : کیا چودھویں کے چاند کو اول ماہ کی تعیین میں قرینہ قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ چودھویں کی شب میں چاند کامل ہوجاتا ہے اور اس طرح یوم شک کی تعیین

ہو جائے گی کہ وہ تیسویں رمضان ہے تاکہ جس نے اس دن روزہ نہیں رکھا ہے اس پر حجت شرعی ہو کہ اس پر قضا واجب ہے اور جس نے اس دن رمضان سمجھ کر روزہ رکھا ہے وہ بری الذمہ ہے ؟

ج مذکورہ چیزیں کسی کے لئے حجت شرعی نہیں ہیں لیکن اگر مکلف کو ان سے علم حاصل ہو تو ایسی صورت میں وہ اپنے علم و یقین کے مطابق عمل کر سکتا ہے۔

س ۸۶۵ : کیا چاند کا دیکھنا واجب کفائی ہے یا احتیاط واجب ہے ؟

ج چاند کا دیکھنا بذات خود واجب شرعی نہیں ہے۔

س ۸۶۶ : ماہ رمضان کی پہلی اور آخری تاریخ چاند دیکھنے سے طے ہوگی یا جنتری سے؟ جبکہ ماہ رمضان کے تیس دن پورے نہ ہوئے ہوں؟

ج پہلی اور آخری تاریخ درج ذیل طریقوں سے ثابت ہوگی :

خود چاند دیکھے ، دو عادل گواہی دیں ، اتنی شہرت ہو جس سے یقین حاصل ہو جائے ، تیس دن گذر جائیں یا حاکم شرع حکم صادر فرمائے۔

س ۸۶۷ : اگر کسی بھی حکومت کے اعلان رویت کو تسلیم کرنا جائز ہے اور وہ اعلان دوسرے شہروں کے ثبوت ہلال کے لئے علمی معیار ہے تو کیا اس حکومت کا اسلامی ہونا شرط اور ضروری ہے یا حکومت ظالم و فاجر کا اعلان بھی ثبوت ہلال کے لئے کافی ہوگا۔؟

ج اس میں اصل اور قاعدۂ کلی یہ ہے کہ مکلف جس علاقے میں رہتا ہو اس میں ثبوت ہلال کا اطمینان پیدا ہو جائے تو اول ماہ ثابت ہو جائے گا۔

کتاب خمس

ہبہ، ہدیہ (تحفہ)، بینکوں کے انعامات اور مہر و میراث

س ۸۶۸ : ہبہ اور عید کے تحفے (عیدی) پر خمس ہے یا نہیں ؟

ج ہبہ اور ہدیہ پر خمس نہیں ہے۔ اگرچہ ان میں سے بھی جو کچھ سالانہ اخراجات سے بچ جائے اس کا خمس نکالنا احوط ہے۔

س ۸۶۹ : آیا بینکوں اور قرض الحسنہ کے اداروں سے ان کے حصہ داروں کو ملنے والے انعامات پر بھی خمس ہے یا نہیں ؟ اسی طرح وہ نقدی تحائف جو انسان اپنے شناسا افراد یا عزیزوں سے پاتا ہے، اس پر بھی خمس ہے یا نہیں ؟

ج انعامات اور تحائف اگر بہت زیادہ قیمتی نہیں ہیں تو ان میں خمس واجب نہیں ہے لیکن اگر وہ بہت زیادہ قیمتی ہوں تو ان میں خمس کا واجب ہونا بعید نہیں ہے۔

س ۸۷۰ : شہید کے اہل و عیال کے خرچ کے لئے جو رقم بنیاد شہید (شہید فاونڈیشن) سے ملتی ہے، اگر وہ ان کے سالانہ اخراجات سے زائد ہو تو اس میں خمس ہے یا نہیں ؟

ج شہیدان محترم کے پسماندگان کو "بنیاد شہید" سے جو کچھ ملتا ہے

اس میں خمس نہیں ہے۔

س ۸۷۱ : وہ نان و نفقہ جو باپ یا بھائی یا قریبی رشتہ دار کی جانب سے کسی کو دیا جاتا ہے وہ ہدیہ محسوب ہوگا یا نہیں ؟ اور جب نفقہ دینے والا اپنے اموال کا خمس نہ دیتا ہو تو نفقہ لینے والے پر (پائے ہوئے نفقہ کا) خمس نکالنا واجب ہے یا نہیں ؟

ج ہبہ اور تحفہ کے عنوان کا تحقق ان کے دینے والوں کے ارادہ کے تابع ہے۔ اور جب تک نفقہ لینے والے کو یہ یقین حاصل نہ ہو کہ جو کچھ اسے خرچ کے لئے دیا گیا ہے اس پر خمس (واجب) ہے ، اس کے لئے خمس نکالنا واجب نہیں ہے۔

س ۸۷۲ : میں نے اپنی بیٹی کو جہیز میں ایک گھر رہنے کے لئے دیا ہے اس پر خمس ہے یا نہیں؟

ج آپ نے اپنی بیٹی کو جو مکان دیا ہے اگر وہ عرف عام میں آپ کی حیثیت کے مطابق ہے تو آپ پر اس کا خمس دینا واجب نہیں ہے۔

س ۸۷۳ : کیا سال پورا ہونے سے پہلے کسی شخص کا اپنی زوجہ کو ہدیہ کے طور پر کچھ دینا جائز ہے جبکہ اسے علم ہو کہ اس کی زوجہ اس مال کو مستقبل میں گھر خریدنے یا وقت ضرورت خرچ کے لئے رکھ دے گی ؟

ج ہاں اس کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔ اور جو کچھ اس نے اپنی زوجہ کو دیا ہے اگر وہ عرف عام میں اس کے مناسب حال اور اس جیسے لوگوں کی حیثیت کے مطابق ہو اور یہ (بخشش) خمس کی ادائیگی سے فرار کے لئے نہ ہو تو اس پر خمس نہیں ہے۔

س ۸۷۴ : شوہر اور زوجہ صرف اس لئے کہ انہیں اپنے مال میں سے خمس نہ دینا پڑے خمس کی تاریخ آنے سے پہلے ہی اپنے اموال کا تخمینہ کرکے سالانہ بچت کو بعنوان ہدیہ ایک دوسرے کو دے دیتے ہیں۔ مہربانی کرکے ان کے خمس کا حکم بیان فرمائیے؟

ج اس طرح کی بخشش سے ان دونوں سے واجبی خمس ساقط نہیں ہو سکتا، البتہ فقط اس مقدار پر خمس ساقط ہو جائیگا جس کا ہدیہ دینا عرف عام میں دونوں کی حیثیت کے مطابق ہو۔

س ۸۷۵ : ایک شخص نے حج کمیٹی کے کھاتے میں مستحب حج بجالانے کے لئے اپنا پیسہ جمع کیا مگر خانۂ خدا کی زیارت کے لئے جانے سے پہلے ہی اسے موت آگئی تو اس جمع شدہ رقم کا کیا حکم ہے؟ کیا اس رقم کو مرنے والے کی نیابت میں حج کروانے پر صرف کرنا واجب ہے؟ اور کیا اس رقم میں سے خمس نکالنا واجب ہے؟

ج حج کرنے کے لئے جو سند نامہ اس کو حج کمیٹی میں جمع کی گئی رقم کے عوض میں ملا ہے اس وقت اس کی قیمت کو مرنے والے کے ترکے میں محسوب کیا جائے گا۔ اور اگر مرنے والے پر حج واجب نہیں ہے تو اس کی قیمت کو اس کی نیابت میں حج کرانے پر صرف کرنا واجب نہیں ہے۔ اور اس کا خمس نکالنا بھی واجب نہیں ہے اگرچہ سفر حج کے لئے جمع کی ہوئی رقم اس مال کی منفعت میں سے رہی ہو جو اس وقت باعتبار قیمت یا باعتبار اجرت غیر مخمس تھی۔ چونکہ ایسی صورت میں حج کمیٹی کے ساتھ طے شدہ معاہدے میں دی گئی رقم ایسا مال ہوگا جسے میت

نے اپنے سال کے اخراجات میں صرف کیا تھا۔

س ۸۷۶ : باپ کا باغ بیٹے کو بعنوان ہبہ یا میراث ملا اس وقت اس باغ کی قیمت بہت زیادہ نہ تھی۔ لیکن بیچتے وقت اس باغ کی قیمت سابقہ قیمت سے زیادہ ہے تو کیا اس صورت میں بڑھی ہوئی قیمت میں خمس ہے ؟

ج میراث و ہبہ اور فروخت کے نتیجے میں ان دونوں سے حاصل شدہ قیمت میں خمس واجب نہیں ہے چاہے ان کی قیمت بڑھ ہی کیوں نہ گئی ہو۔

س ۸۷۷ : بیمہ کمپنی میری مقروض ہے اور یقینی ہے کہ آج ہی کل میں وہ میرا قرض ادا کرے تو اس (بیمہ) سے ملنے والی رقم میں خمس ہے یا نہیں ؟

ج بیمہ سے ملنے والی رقم پر خمس نہیں ہے۔

س ۸۷۸ : کیا اس رقم پر بھی خمس ہے، جسے میں اپنی ماہانہ تنخواہ سے اس لئے بچا کر رکھتا ہوں کہ بعد میں اس سے شادی کے لوازمات مہیا کر سکوں ؟

ج اگر تنخواہ میں ملنے والی رقم سے بچا رکھا ہے تو آپ پر واجب ہے کہ سال پورا ہوتے ہی اس کا خمس ادا کریں خواہ اسے شادی کے ضروری اسباب خریدنے کے لئے ہی کیوں نہ رکھا ہو۔

س ۸۷۹ : کتاب تحریر الوسیلہ میں بیان کیا گیا ہے کہ عورت کو دیئے جانے والے مہر پر خمس نہیں ہے۔ مگر یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ مہر مؤجل (بعد میں ادا کی جانے والی رقم) پر معجل (عقد کے وقت دی گئی رقم) پر نہیں ہے۔ امیدوار ہوں کہ اس کی وضاحت فرمائیں گے ؟

ج اس (خمس) میں مہر معجّل اور مؤجّل اور نقد رقم یا سامان میں کوئی فرق نہیں ہے۔

س ۸۸۰: حکومت اپنے ملازموں کو عید کے دن عیدی کے نام سے کچھ دیتی ہے جس میں سے کبھی کبھی سال گذر جانے کے بعد کچھ بچ جاتا ہے۔ چنانچہ باوجودیکہ ملازمین کی عیدی پر خمس نہیں ہے پھر بھی ہم لوگ اس میں سے کچھ نکال دیا کرتے ہیں کیونکہ اسے کامل طور پر ہدیہ اس لئے نہیں کہا جا سکتا کہ ہم اس کے مقابلہ میں قیمت ادا کرتے ہیں البتہ وہ قیمت بازار کے بھاؤ سے بہت کم ہوتی ہے، تو کیا جو قیمت ہم نے اس کے خریدنے میں صرف کی ہے اس کا خمس دینا ہم پر واجب ہے یا اس چیز کی بازاری قیمت کا خمس دینا واجب ہے یا یہ کہ چونکہ وہ عیدی کے نام سے ملتی ہے لہٰذا اس میں خمس ہے ہی نہیں؟

ج مذکورہ صورت میں بقیہ اصل جنس کا یا اس کی موجودہ قیمت کا خمس نکالنا آپ پر واجب ہے۔

س ۸۸۱: ایک شخص مرگیا اس نے اپنی حیات میں اپنے ذمہ خمس کو لکھ رکھا تھا اور اس کے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ مگر اس کی وفات کے بعد اس کی ایک بیٹی کے سوا تمام ورثا خمس کی ادائیگی میں مانع ہیں اور میت کے ترکہ کو اپنے اور میت اور اس کے علاوہ دیگر امور میں صرف کر رہے ہیں۔ لہٰذا درج ذیل مسائل میں آپ کی رائے کیا ہے بیان فرمائیں

۱۔ میت کے منقولہ یا غیر منقولہ اموال میں اس کے داماد یا کسی دوسرے وارث کے لئے تصرف کرنے کا کیا حکم ہے؟

۲۔ مرحوم کے گھر میں اس کے داماد یا ورثاء میں سے کسی دوسرے کے کھانا کھانے کا

کیا حکم ہے؟

۲- مذکورہ افراد کی طرف سے جو اخراجات ہو گئے ہیں یا جو کھانا وغیرہ کیا گیا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

ج> اگر مرنے والے نے وصیت کی تھی کہ اس کے ترکہ سے بطورِ خمس رقم ادا کی جائے یا خود ورثاء کو یقین حاصل ہو جائے کہ مرنے والا ایک مقدارِ خمس کا مقروض ہے تو اس وقت تک ان کو ترکہ میں تصرّف کا حق نہیں جب تک کہ وصیّت کے مطابق یا جس مقدار میں اس کے ذمّہ خمس یقینی ہے اس کے ترکہ سے ادا نہ کر دیا جائے اور ان (ورثا) کے تمام وہ تصرّفات جو اس کی وصیّت کی تکمیل یا قرض کی ادائیگی سے پہلے ہوئے ہیں وہ غصب کے حکم میں ہوں گے ۔ اور ان (ورثاء) کو مذکورہ تصرّفات کے سلسلہ میں ضامن مانا جائے گا ۔ (یعنی ان کو بہر حال اسے ادا کرنا ہوگا)

قرض تنخواہ ضمانت، بیمہ اور پنشن

س ۸۸۲ : میرے پاس کاروبار کے سالانہ منافع میں سے جو کچھ موجود ہے اس میں خمس واجب ہے اور میں فی الحال کسی حد تک مقروض بھی ہوں ، سوال یہ ہے کہ کیا مجھ کو یہ حق ہے کہ میں اپنے مجموعی سالانہ منافع سے اس قرض کی رقم کو علیحدہ کرلوں ؟ واضح رہے کہ قرض کا سبب نجی موٹر کار خریدنا ہے ۔

ج وہ قرض جو نجی گاڑی خریدنے کے سلسلے میں لیا ہے اسے کاروبار کے سالانہ منافع سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا ہے ۔

س ۸۸۳ : وہ ملازمین جن کے پاس کبھی کبھی سالانہ اخراجات سے کچھ بچ جاتا ہے ۔کیا ان پر خمس واجب ہے جبکہ وہ لوگ یکمشت یا بالاقساط ادائیگی کی شرط پر مقروض بھی ہیں؟

ج اگر وہ قرض اسی سال کے اخراجات کے لئے بعض ضروری اشیاء کی خریداری کے لئے لیا گیا ہو تو اسے سالانہ بچت سے الگ کرکے خمس نکالا جائے گا ۔ ورنہ جتنی بچت ہوئی ہے سب کا خمس دیا جائے گا ۔

س ۸۸۴ : کیا حج تمتع کی غرض سے حاصل کئے ہوئے قرض کا مخمس و پاک ہونا واجب ہے

اس طرح کہ خمس نکالنے کے بعد جو رقم بچ جائے اسے حج پر خرچ کیا جائے ؟

ج جو مال بعنوان قرض لیا گیا ہو اس پر خمس واجب نہیں ہے۔

س۸۸۵ : میں نے گزشتہ پانچ سال کے دوران ایک ہاؤسنگ کمپنی کو اس امید پر کچھ رقم دی ہے کہ وہ تھوڑی سی زمین خرید کر میرے رہنے کے لئے مکان مہیا کر دے لیکن ابھی تک مجھے زمین دیئے جانے کا حکم صادر نہیں ہوا ہے۔ لہٰذا اب میرا ارادہ یہ ہے کہ میں اپنی دی ہوئی رقم اس کمپنی سے واپس لے لوں۔ واضح رہے کہ کل رقم کا ایک حصہ تو میں نے قرض لے کر دیا ہے اور ایک حصہ گھر کے فرش کو بیچ کر دیا تھا اور باقی میں نے اپنی بیوی کی تنخواہ سے جمع کیا تھا جو پیشہ کے لحاظ سے معلمہ ہے۔ آپ اس تفصیل کی روشنی میں ذیل کے دو سؤالوں کا جواب مرحمت فرمائیے :

۱۔ اگر میں اپنی رقم واپس لے سکا اور اس سے مکان یا زمین خرید لی تو کیا اس میں خمس واجب ہے ؟

۲۔ اس رقم میں جو خمس واجب ہے اس کی مقدار کیا ہو گی ؟

ج جو رقم آپ نے اپنی زوجہ سے بطور ہبہ لی ہے اور جو رقم قرض لی ہے اس میں خمس نکالنا آپ پر واجب نہیں ہے۔ لیکن گھر کا جو قالین آپ نے بیچا ہے اگر وہ کاروبار کے سالانہ منافع سے سالانہ خرچ کے حساب میں خریدا تھا تو اس کی قیمت میں بنا بر احتیاط خمس واجب ہے۔ مگر یہ کہ آپ مکان خریدنے میں کامل طور پر اس رقم کے محتاج ہوں، اس طرح کہ اگر اس رقم کا خمس ادا کریں تو بقیہ رقم سے آپ وہ مکان نہ خرید سکیں جس کی آپ کو ضرورت ہے تو پھر آپ پر اس کا خمس نکالنا واجب نہیں ہے۔

س ۸۸٦ : چند سال قبل میں نے بینک سے قرض لیا اور اس کو اپنے کرنٹ اکاونٹ میں ایک سال کے لئے رکھ دیا لیکن اس قرض کی رقم کو کام پر نہ لگا سکا، البتہ ہر مہینہ اس کی قسط ادا کرتا رہا ہوں تو کیا اس قرض میں خمس نکالنا ہوگا ؟

ج بنا بر فرض سوال قرض لئے ہوئے مال کی اسی مقدار میں سے خمس نکالنا ہوگا جس کی قسطیں آپ نے کاروبار کے منافع سے ادا کی ہیں۔

س ۸۸۷ : میں نے اپنے سال کی ابتداء میں تنخواہ لیتے ہی حساب کیا تو باقی ماندہ رقم اور گھر کی بچی ہوئی چیزوں کا خمس ۸۱۰ روپئے ہوئے۔ اس حقیقت کے پیش نظر کہ میں مکان کے سلسلہ میں مقروض ہوں اور یہ قرض بارہ سال تک رہنے والا ہے امید رکھتا ہوں کہ خمس کے سلسلہ میں میری راہنمائی فرمائیں گے ؟

ج اگرچہ تعمیر مکان کی خاطر لئے گئے قرض کی قسطوں کا اسی سال کے کاروباری منافع سے ادا کرنا جائز ہے لیکن اگر ادا نہ کیا جائے تو انھیں اس سال کے منافع سے جدا نہیں کیا جا سکتا بلکہ آخر سال میں جو بچت آئی ہے اس کا خمس نکالنا واجب ہے۔

س ۸۸۸ : طالب علم نے جن کتابوں کو والد کی کمائی یا اس قرض سے جو طلاب کو کالج سے دیا جاتا ہے خریدا ہو اور خود اس کے پاس کوئی ذریعہ آمدنی نہ ہو تو کیا ان میں خمس واجب ہے ؟ اور اگر یہ معلوم ہو کہ باپ نے کتاب کی خریداری میں جو مال دیا ہے اس نے اس کا خمس ادا نہیں کیا ہے تو کیا اس میں خمس دینا واجب ہوگا ؟

ج قرض کی رقم سے خریدی ہوئی کتابوں میں خمس نہیں ہے۔ اسی طرح

اس مال میں بھی خمس نہیں ہے کہ جس کو باپ نے اسے دیا ہے۔ مگر یہ کہ اس بات کا یقین پیدا ہو جائے کہ یہ وہی مال ہے جس میں خمس واجب تھا تو اس صورت میں اس کا خمس دینا واجب ہے۔

س ۸۸۹ : جب کوئی شخص کچھ مال قرض کے طور پر لے اور اپنے سال کے حساب سے پہلے اسے ادا نہ کر سکے تو اس قرض کا خمس، لینے والے پر ہے یا دینے والے پر؟

ج قرض کی رقم میں قرض لینے والے پر مطلقاً خمس نہیں ہے لیکن اگر قرض دینے والے نے اپنے کاروباری سالانہ منافع کا خمس نکالنے سے پہلے یہ قرض دیا ہے تو اگر وہ سال کے تمام ہونے تک قرضدار سے قرض وصول کر سکے تو تاریخ خمس آتے ہی اس پر واجب ہے کہ اس کا بھی خمس نکالے اور اگر سال کے آخر تک وصول نہ کر سکے تو ابھی اس کا خمس نکالنا اس پر واجب نہ ہو گا بلکہ اس کی وصولی کا منتظر رہے گا اور جب وصولی ہو جائے تو اس وقت اس پر اس کا خمس نکالنا واجب ہے۔

س ۸۹۰ : ریٹائرڈ (وظیفہ یاب) افراد جن کو پنشن مل رہی ہے، کیا ان پر بھی واجب ہے کہ سال بھر کی تنخواہ کا خمس نکالیں؟

ج یہ لوگ پنشن کے طور پر جو رقم پا رہے ہیں اگر وہ ان کی ملازمت کے زمانے کی تنخواہ سے کاٹی گئی ہے تو جس سال انھیں وہ رقم پنشن کے طور پر دی جائے اگر وہ اس سال کے خرچ سے زائد ہو تو اس میں خمس واجب ہے۔

س ۸۹۱ : ایسے تمام وہ قیدی جن کی مدت اسیری میں ان کے والدین کو جمہوری اسلامی کی طرف سے ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے اور ان کی وہ رقم بینک میں جمع ہے کیا اس میں خمس واجب ہے؟ جبکہ یہ معلوم ہے کہ اگر وہ لوگ آزاد ہوتے تو اس رقم کو خرچ کر ڈالتے؟

ج مالِ مذکور میں خمس نہیں ہے ۔

س ۸۹۲ : مجھ پر کچھ قرض ہے ۔ اب جبکہ سال کا آخری دن آیا ہے اور سالانہ بچت بھی میرے پاس اتنی ہے کہ قرض واپس کرنے پر قدرت رکھتا ہوں ۔لیکن قرض دینے والے نے قرض کا مطالبہ نہیں کیا تو کیا میں قرض کی رقم کو سالانہ بچت سے علیحدہ کر سکتا ہوں ؟

ج قرضہ چاہے رقم قرض لینے کی وجہ سے ہو یا زندگی کے ساز و سامان قرض پر لئے جانے کی وجہ سے ہو اگر یہ زندگی کے سالانہ اخراجات کو پورا کرنے کے لئے ہے تو اس کو سالانہ بچت سے جدا کیا جا سکتا ہے اور اس کے برابر سالانہ منفعت میں خمس نہیں ہے ۔لیکن اگر یہ قرض زندگی کے سالانہ اخراجات پورا کرنے کے لئے نہ ہو یا گزشتہ برسوں کا قرض ہو تو اگرچہ سالانہ بچت سے اس کا ادا کرنا جائز ہے لیکن اگر اس کو سال کے تمام ہونے سے پہلے ادا نہیں کیا گیا تو سالانہ منفعت سے اس کو جدا نہیں کیا جا سکتا ۔

س ۸۹۳ : جس کے سالانہ حساب میں کچھ مال بچ گیا ہو تو کیا اس پر خمس واجب ہے جبکہ سال پورا ہونے کے وقت وہ مقروض ہی ہو لیکن اسے معلوم ہے کہ قرض ادا کرنے کیلئے اس کے پاس چند سال کی مہلت ہے ؟

ج   قرض چاہے ابھی دینا ہو یا بعد میں سالانہ منفعت سے جدا نہیں کیا جائے گا سوائے اس قرض کے جس کو اسی سال زندگی کے اخراجات کے لئے لیا گیا ہے اس قرض کو منفعت سے جدا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس قرض کے برابر سالانہ بچت میں خمس نہیں ہے۔

س ۸۹۴ : بیمہ کمپنیاں جسمانی یا مالی نقصان کے بدلے میں جو رقم اپنی قرارداد کے مطابق دیتی ہیں کیا اس پر خمس ہے؟

ج   بیمہ کمپنیاں جو رقم بیمہ شدہ اشیاء کے مقابل میں دیتی ہیں اس پر خمس نہیں ہے۔

س ۸۹۵ : گزشتہ سال میں نے کچھ رقم قرض لے کر اس سے ایک زمین اس امید پر خریدلی کہ اس کی قیمت بڑھے گی تاکہ بعد میں اس زمین اور اپنے موجودہ گھر کو بیچ کر آئندہ کیلئے رہائشی مشکل کو حل کرسکوں۔ اور اب جبکہ میرے خمس کا سال آپہونچا ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ آیا میں گزشتہ سال کے کاروباری منافع میں سے کہ جس پر خمس واجب ہوچکا ہے اپنا قرض جدا کرسکتا ہوں یا نہیں؟

ج   اس فرض کی بناء پر کہ قرض کا مال زمین کی خریداری میں اس کو آئندہ بیچنے کی امید پر خرچ ہوا ہے اس لئے جس سال قرض لیا گیا ہے اس سال کے منافع میں سے اسے جدا نہیں کیا جاسکتا بلکہ واجب ہے کہ سالانہ اخراجات کے بعد جو کچھ بھی کاروباری منافع میں سے بچ گیا ہو اس سب کا خمس ادا کیا جائے۔

س ۸۹۶ : میں نے بینک سے کچھ رقم قرض لی تھی جس کے ادا کرنے کا وقت میرے خمس کی تاریخ کے بعد آئے گا اور مجھے ڈر ہے کہ اگر اس سال میں نے اس قرض کو ادا نہ کیا تو آئندہ سال اس کے ادا کرنے پر قادر نہیں رہوں گا اب جب میرے خمس کی تاریخ آئے گی تو اس مشکل کے

پیش نظر میرے خمس کا کیا حکم ہے ؟

ج﴾ اگر سال ختم ہونے سے پہلے سال کے منافع کو قرض کی ادائیگی میں خرچ کردیں اور وہ قرض بھی اصل سرمایہ کو زیادہ کرنے کے لئے نہ لیا گیا ہو تو اس پر خمس نہیں ہے لیکن اگر قرض اصل سرمایہ کی زیادتی کے لئے ہو یا سال کے منافع اس سال کے ختم ہونے کے بعد قرض کی ادائیگی کے لئے ذخیرہ کئے گئے ہوں تو آپ پر واجب ہے کہ اس کا خمس ادا کریں ۔

گھر، وسائل نقلیہ (گاڑی وغیرہ) اور زمین کی خرید و فروخت

س ۸۹۷ : آیا غیر مخمس مال سے بنوائے ہوئے گھر میں خمس ہے ؟ اگر خمس واجب ہے تو موجودہ قیمت کو سامنے رکھ کر خمس نکالا جائے گا یا جس سال بنا ہے اس سال کی قیمت کے مطابق ؟

ج اگر وہ اپنی رہائش کا گھر نہیں ہے اور اس نے اس گھر کی تعمیر غیر مخمّس مال سے کی ہو، اس طریقہ سے کہ مال کو اس گھر کے مصالحہ کی خریداری اور مزدوروں کی اجرت وغیرہ میں خرچ کیا ہے تو اس کو حال حاضر میں اس گھر کی عادلانہ قیمت میں سے خمس نکالنا ہوگا لیکن اگر اس نے قرض اور اُدھار لے کر بنایا اور بعد میں اس قرض کو غیر مخمّس مال سے چکایا ہو تو صرف اسی مال میں خمس نکالنا ضروری ہے جو اس نے قرض چکانے میں صرف کیا ہے۔

س ۸۹۸ : میں نے اپنا مکان اس بنیاد پر بیچا کہ دوسرا خریدوں گا بعد میں معلوم ہوا کہ اس کی قیمت میں خمس ہوگا۔ اب اگر خمس نکالتا ہوں تو دوسرا مکان خریدنے پر قادر نہ رہوں گا واضح رہے کہ اس کو بیچنے سے قبل میں اس کے فرش کے لئے کچھ رقم کا محتاج

تھا تو اس صورت میں میرے لئے کیا حکم ہے ؟

ج بیچے ہوئے گھر کی قیمت اگر اسی سال دوسرے گھر ۔ جس کی ضرورت ہو ۔ کی خریداری میں یا زندگی کے دوسرے اخراجات پر صرف کی جائے تو اس میں خمس نہیں ہے ۔

س ۸۹۹ : میں نے اپنا رہائشی فلیٹ بیچ دیا ۔ اور یہ معاملہ خمس کا سال آتے ہی واقع ہوا اور میں اپنے کو حقوق شرعیہ کی ادائیگی کا سزاوار سمجھتا ہوں لیکن اس سلسلہ میں اپنے خاص حالات کی وجہ سے مشکل سے روبرو ہوں ۔ گذارش ہے کہ اس مسئلہ میں میری راہنمائی فرمائیں؟

ج جس گھر کو آپ نے بیچا ہے ، اگر وہ ایسے مال سے خرید اگیا تھا جس میں خمس نہیں تھا تو اب بیچنے کے بعد بھی اس کی قیمت میں خمس نہیں ہے ۔ اسی طرح اگر گھر کی قیمت اس سال کے اخراجات زندگی میں خرچ ہوئی ہے ۔ مثال کے طور پر ایسے گھر کے خریدنے میں جس کی ضرورت تھی یا زندگی کی ضروریات کے خریدنے میں تو اس میں بھی خمس نہیں ہے ۔

س ۹۰۰ : میرے پاس ایک شہر میں نصف تعمیر شدہ مکان ہے اور مجھے رہنے کے لئے حکومت کی طرف سے ملے ہوئے گھر کی وجہ سے اس کی ضرورت نہیں ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کو بیچ کر اس سے ایک گاڑی اپنی ضرورت کے لئے خرید لوں تو کیا اس کی قیمت میں سے خمس نکالنا ہوگا ؟

ج اگر مذکورہ گھر جسے آپ نے دوران سال ، سال کے منافع میں سے خانگی اور رہائشی اخراجات کے حساب سے بنوایا یا خریدا ہے

تو اس گھر کی قیمت میں خمس نہیں ہے جبکہ اس کی قیمت کو اسی سال زندگی کی ضروریات میں خرچ کیا جائے اور اگر ایسا نہ ہوا تو احتیاطاً اس میں خمس واجب ہے۔

س ۹۰۱ : میں نے اپنے گھر کے لئے چند دروازے خریدے لیکن دو سال کے بعد ناپسند ہونے کی بنا پر انہیں بیچ دیا اور اس کی قیمت کو المونیم کمپنی میں اپنے لئے المونیم کے دروازے بنانے کے لئے رکھ دیا جو اسی بیچے ہوئے دروازے کی قیمت کے برابر ہے تو کیا ایسے مال میں خمس نکالنا ہوگا ؟

ج اگر دروازوں کی قیمت فروخت اسی سال دوسرے دروازے خریدنے میں صرف ہوئی ہے تو اس میں خمس نہیں ہے ۔

س ۹۰۲ : میں نے ایک لاکھ تومان ایک کمپنی کو مکان کی زمین کے لئے دیا ہے اور اب اس رقم پر سال تمام ہو چکا ہے ، صورت حال یہ ہے کہ ایک حصّہ اس رقم کا میرا اپنا ہے اور ایک حصہ میں نے قرض لیا تھا جس میں سے کچھ ادا کر چکا ہوں تو کیا اس میں خمس ہے اور اگر ہے تو کتنا ؟

ج اگر ضرورت کے مطابق گھر بنوانے کے لئے زمین کی خریداری اس بات پر موقوف ہے کہ بیعانہ کے طور پر کچھ رقم پہلے سے جمع کرنی ہے تو دی ہوئی قیمت پر خمس دینا ضروری نہیں ہے چاہئے آپ نے اس کو اپنے سالانہ منافع سے ہی ادا کیا ہو ۔

س ۹۰۳ : اگر کسی نے اپنا گھر بیچا اور اس کی قیمت کے منافع سے فائدہ اٹھانے کیلئے

اس کو بینک میں جمع کر دیا پھر خمس کی تاریخ آگئی تو اس کا کیا حکم ہے ؟ اور اگر اس مال کو اس نے گھر خریدنے کے لئے رکھا ہو تو اس کا کیا حکم ہے ؟

ج: اگر گھر کو اثناء سال میں اسی سال کے منافع سے خانگی اور رہائشی اخراجات سے بنوایا یا خریدا ہے تو اس صورت میں گھر کی قیمت اگر اسی سال میں صرف کی گئی ہے تب اس میں خمس نہیں ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو احوط یہ ہے کہ اس کا خمس نکالا جائے۔

س ۹۰۴ : ۱۔ وہ رقم جو انسان گھر کرایہ پر لینے کے لئے رہن کے طور پر دیتا ہے آیا اس میں خمس ہے یا نہیں ؟

۲۔ آیا ایسے مال پر جسے تھوڑا تھوڑا کر کے گھر یا گاڑی خریدنے کیلئے جمع کیا گیا خمس ہے ؟

ج: ضروریات زندگی خریدنے کے لئے جمع کردہ مال پر اگر کاروبار کے منافع میں سے ہو اور اس پر ایک سال گذر چکا ہے تو اس میں خمس ہے لیکن وہ مال جو مالک مکان کو قرض کے طور پر دیا گیا ہے اس میں اس وقت تک خمس نہیں ہے جب تک کہ قرض لینے والا واپس نہ کر دے۔

س ۹۰۵ : ایک شخص کے پاس اپنی گاڑی ہے جس کو اس نے درمیان سال کے منافع سے خریدا ہے اور چند سال کے بعد اس نے اس کو خمس کے حساب کے وقت بیچ دیا۔ اس گاڑی کی فروخت سے پہلے اس شخص نے دوسری گاڑی خریدی تھی جس کا کچھ قرض اس کے ذمے تھا، جس کو پہلی گاڑی کے فروخت کرنے کے بعد ادا کیا اور باقی قیمت میں سے کچھ بینک کو گذشتہ سالوں کے ٹیکس کی ادائیگی کے لئے دیا جس کو وہ قسطوں کے طور پر دیتا تھا۔ لیکن چند سال سے قسطیں ادا نہیں کی تھیں۔ لہٰذا اس نے وہ ساری قسطیں

ایک ساتھ ادا کر دیں ایسی صورت میں باقی رقم بینک میں مضاربہ یا نفع کے لئے رکھدی ،
ایسی صورت میں :

۱۔ کیا گاڑی کی سب قیمت میں خمس ہے ؟

۲۔ کیا پہلی گاڑی کی قیمت فروخت سے (خمس نکالتے وقت) نئی گاڑی کی قیمت خرید کا قرض الگ کیا جاسکتا ہے ؟

۳۔ کیا گاڑی کا قرض اور گزشتہ سالوں کے تمام ٹیکس یا کم از کم سال جاری کے ٹیکس کو گاڑی کی قیمتِ فروخت سے خمس نکالتے وقت الگ کر لیا جائے اور جو باقی بچے اس کا خمس دینا واجب ہو ؟

ج گاڑی کی قیمت فروخت سے خمس کے سال میں جو رقم اخراجات زندگی اور قرض وغیرہ ادا کرنے وغیرہ کے لئے صرف کی ہے ، اس میں خمس نہیں ہے لیکن جو رقم بینک میں فائدے کے لئے رکھی ہے یا آئندہ برسوں کی ٹیکس کی ادائیگی کے لئے رکھی ہے تو احتیاط واجب کے طور پر سال خمس کی تاریخ خمس آنے پر اس میں خمس دینا واجب ہے۔

س ۹۰۶ : میں نے ایک گاڑی چند سال پہلے خریدی جسے اب کئی گنا قیمت پر بیچا جاسکتا ہے جبکہ جس رقم سے اس کو خریدا تھا وہ غیر مخمس تھی اور اب جو قیمت مل رہی ہے اس سے میں گھر خریدنا چاہتا ہوں تو کیا قیمت وصول ہوتے ہی اس تمام رقم پر خمس واجب ہوگا ؟ یا جتنے میں گاڑی خریدی تھی بس اسی میں خمس نکالا جائے گا ؟ اور بقیہ رقم جو قیمت بڑھنے کی وجہ سے ملی ہے اس کو گاڑی بیچنے والے سال کی منفعت میں حساب کیا جائے گا اور سال تمام ہونے کے بعد اگر وہ مصرف سے بچی رہی تو اس وقت اس کا خمس

نکالنا ہوگا ؟؟؟

ج< اگر گاڑی ضروریات زندگی میں سے ہے اور سال جاری کے منافع سے خریدی گئی ہے تو اس کی قیمت میں خمس نہیں ہے جبکہ وہ رقم خمس کے اسی سال میں اپنی ضروریات میں صرف کی جائے جیسے رہنے کے لئے گھر یا اس کے مثل کوئی چیز خریدی ہو ورنہ بنا بر احوط واجب ہے کہ آخر سال میں آپ اس کا خمس نکالیں۔ اور اگر گاڑی کرائے پر چلانے کے لئے خریدی ہے تو اگر اس کو آپنے اُدھار لیا ہے یا قرض لے کر خرید لیا ہے اور پھر اس اُدھار یا قرض کو اپنے کاروبار کے منافع سے ادا کیا ہے تو اس صورت میں آپ کو اتنے ہی مال کا خمس نکالنا ہوگا جتنا قرض ادا کرنے میں خرچ کیا ہے۔ اور اگر آپ نے گاڑی اپنے کاروباری منافع سے خریدی ہے تو آپ پر واجب ہے کہ جس دن گاڑی فروخت کریں اس کی تمام قیمت کا خمس ادا کریں۔

س ۹۰۷ : میں ایک بہت ہی معمولی مکان کا مالک تھا۔ چند وجوہات کی بناء پر دوسرا گھر خریدنے کا ارادہ کر لیا لیکن مقروض ہونے کی بنا پر میں اپنے استعمال کی گاڑی بیچنے پر مجبور ہوا اسی طرح صوبے کے بینک سے اور اپنے شہر کے قرض الحسنہ سوسائٹی سے قرض لینے پر مجبور ہوا تاکہ میں گھر کی قیمت ادا کر سکوں واضح رہے کہ میں نے اپنے خمس کی تاریخ آنے سے قبل گاڑی بیچی ہے اور جو قیمت ملی ہے اس کو اپنے قرض کی ادائگی میں خرچ کیا ہے۔ آیا گاڑی کی قیمت میں خمس ہے یا نہیں؟

ج< مفروضہ سوال میں بیچی ہوئی گاڑی کی قیمت میں کوئی خمس نہیں ہے۔

س ۹۰۸ : گھر، موٹر یا دوسری وہ چیزیں جن کی انسان کو یا ان کے بچوں کو ضرورت ہوتی ہے اور سالانہ منافع سے ان اشیاء کو خریدتا ہے، اب اگر ان کو کسی ضرورت کی بناء پر یا اس سے بہتر خریدنے کے لئے بیچا جائے تو ان کے بارے میں خمس کا کیا حکم ہے؟

ج اگر ضروریات زندگی میں سے کوئی چیز بیچ کر اس کی قیمت سے اسی خمس کے سال میں ضروریات زندگی میں سے کوئی چیز خریدے تو اس میں خمس نہیں ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو نیا خمسی سال آتے ہی اس کا خمس نکالنا بربنائے احوط واجب ہے۔ مگر یہ کہ جب بقیہ قیمت جس کو وہ اگلے سال کے مخارج میں صرف کرنا چاہتا ہے وہ اتنی مقدار میں نہ ہو جو اس کی احتیاج کو پورا کر سکے تو اس پر خمس نہیں ہے۔

س ۹۰۹ : ایک متدین انسان نے اپنی نجی گاڑی یا اپنا گھر بیچ دیا تاکہ اس سے بہتر مکان یا گاڑی خریدے۔ اس نے اس رقم کے علاوہ الگ سے کچھ رقم اس میں اضافہ کی اور پہلے سے بہتر گاڑی اور گھر خریدا تو اس کے لئے خمس کا کیا حکم ہے؟

ج اگر اس نے اپنی ضروریات زندگی میں سے کچھ بیچ کر اس کی قیمت اسی سال کی لازمی چیزوں میں صرف کی تو اس پر خمس نہیں ہے لیکن اگر اس نے رقم آخر سال تک اپنے پاس رکھی تو احوط یہ ہے کہ اس میں خمس نکالنا واجب ہے اور اگر خمس کے بعد باقیماندہ رقم اس کے اگلے سال کے اخراجات کیلئے کافی نہ ہوتی ہو تو اس صورت میں اس پر خمس ادا کرنا واجب نہیں ہے۔

س ۹۱۰ : گھر گاڑی یا ان جیسی دیگر ضرورت کی چیزیں اگر خمس نکالے ہوئے مال سے خریدی جائیں اور فروخت یا تجارت کی غرض سے نہیں بلکہ استفادہ کی نیت سے خریدی جائیں اور بعد میں کسی وجہ سے ان کو بیچ دیں تو کیا اصل قیمت سے زیادہ میں خمس ہے؟

ج بنا برفرض سوال قیمت بڑھنے سے جو منفعت حاصل ہوئی ہے اس میں خمس نہیں ہے۔

خزانہ، چوپائے اور وہ مال حلال جو حرام سے مل گیا ہے

س ۹۱۱ : جو لوگ اپنی ملکیت کی زمین میں کوئی خزانہ پا جاتے ہیں اس کے بارے آپ کی کیا رائے ہے؟

ج اگر یہ احتمال نہ ہو کہ جو خزانہ اس نے پایا ہے وہ اس زمین کے سابقہ مالک کا مال ہے تو دفینہ اس پانے والے کی ملکیت مانا جائے گا اور جب وہ (دفینہ) ۲۰ دینار سونا یا دو سو درہم چاندی ہو اور اگر ان دونوں کے علاوہ ہو تو قیمتاً کسی ایک کے مساوی ہو ایسی حالت میں اس کے پانے والے کو اس کا خمس نکالنا ہوگا یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب کہ اس کو کوئی اس پر ملکیت جتانے سے روکنے والا نہ ہو۔ لیکن اگر اس کو حکومت منع کرے یا کوئی اور مانع ہو جائے اور زور اور غلبہ سے اس چیز پر قبضہ کرلے جو اس نے پایا تھا تو اس صورت میں اگر اس کے پاس نصاب کے برابر بچا ہو تو صرف اس میں اس کو خمس دینا ہوگا۔ اب اگر اس کے پاس نصاب سے کم ہے تو جو کچھ اس سے زور اور غلبہ سے لیا گیا ہے، اس کے خمس کی ذمہ داری اس پر نہیں ہے۔

س ۹۱۲ : اگر چاندی کے ایسے سکّے ملیں جن کو کسی شخص کی مملوکہ عمارت میں دفن ہوئے تقریباً سو سال گذر چکے ہوں تو کیا یہ سکّے عمارت کے اصلی مالک کی ملکیت سمجھے جائیں گے یا یہ قانونی مالک (خریدار عمارت) کی ملکیت مانے جائیں گے ؟

ج اس کا حکم بعینہ اس دفینہ کا ہے کہ جس کو ابھی سابقہ مسئلہ میں بیان کیا جا چکا ہے۔

س ۹۱۳ : ہم ایک شبہ میں مبتلا ہیں وہ یہ کہ موجودہ دور میں کانوں سے نکالی گئی معدنیات کا خمس نکالنا واجب ہے کیونکہ فقہاء عظام کے نزدیک جو مسلّم احکام ہیں ان میں معدنیات کے خمس کا وجوب بھی ہے اور اگر حکومت اسے صرف شہروں اور مسلمانوں میں خرچ کرتی ہے تو یہ وجوب خمس کی راہ میں مانع نہیں بن سکتا اس لئے کہ معدنیات کا نکالنا یا تو حکومت کی جانب سے عمل میں آتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ اس کو لوگوں پر خرچ کرتی ہے تو اس صورت میں حکومت اس شخص کی مانند ہے کہ جو معدنیات کو نکالنے کے بعد ان کو تحفہ، ہبہ یا صدقہ کی شکل میں کسی دوسرے شخص کو دے دے اور خمس کا اطلاق اس صورت کو شامل ہے کیونکہ اس صورت میں وجوب خمس کے مستثنیٰ ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے ۔ یا پھر حکومت لوگوں کی وکالت کے طور پر معادن کو نکالتی ہے ۔یعنی حقیقت میں نکالنے والے خود عوام ہیں اور یہ ان سب نکالنے والوں کی طرح ہے جن میں خود مؤکّل پر خمس نکالنا واجب ہوتا ہے یا حکومت عوام کے سرپرست اور ولی کی حیثیت سے نکالتی ہے تو اس صورت میں یا ولی کو معادن نکالنے والا مانا جائے گا ۔ یا وہ نائب کی طرح ہوگا اور اصل نکالنے والا وہ ہوگا جس پر اس کو

ولایت حاصل ہے۔ بہرصورت معدنیات کے عمومات خمس سے خارج کرنے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ جیسا کہ یہ بھی مسلہ ہے معدنیات جب نصاب تک پہنچ جائیں تو اس پر خمس واجب ہوتا ہے اور یہ منافع کے مانند نہیں ہے کہ اگر ان کو خرچ کیا جائے یا ہبہ کیا جائے تو وہ سال کے خرچ میں شمار ہوگا اور خمس سے مستثنی ہوگا۔ لہٰذا اس اہم مسئلہ میں آپ کی کیا رائے ہے بیان فرمائیں؟

ج معادن میں خمس کے واجب ہونے کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ اس کو ایک شخص زمین سے نکالے یا کئی لوگ مل کر نکالیں بشرطیکہ ان میں سے ہر ایک کا حصہ حد نصاب تک پہونچے وہ بھی اس طرح کہ جو کچھ وہ نکالے وہ اس کی ملکیت ہو اور چونکہ وہ معدنیات جن کو خود حکومت نکلواتی ہے وہ کسی خاص شخص یا اشخاص کی ملکیت نہیں ہوا کرتی بلکہ مقام اور جہت کی ملکیت ہوتی ہیں اس لئے ان میں شرط وجوب خمس نہیں پائی جاتی لہٰذا کوئی وجہ نہیں کہ حکومت پر خمس واجب ہو۔ اور یہ حکم معدن میں خمس کے واجب ہونے (کی دلیل) سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ ہاں وہ معادن جن کو شخص واحد یا چند اشخاص نکالتے ہیں تو ان پر اس میں خمس نکالنا واجب ہے یہ اس صورت میں کہ جب شخص واحد کا یا چند اشخاص میں سے ہر ایک کا حصہ معادن نکلوانے اور تصفیہ کردانے کے مخارج کو جدا کرنے کے بعد نصاب تک پہونچے کہ وہ نصاب ۲۰ دینار سونے کا اور دو سو درہم چاندی کا ہے چاہے خود سونا یا چاندی ہو یا قیمت۔

س ۹۱۴ : اگر حرام مال کسی شخص کے مال سے مخلوط ہو جائے تو اس مال کا کیا حکم ہے اور اس کے حلال کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ اور جب حرمت کا علم ہو یا نہ ہو تو اس صورت میں اس کو کیا کرنا چاہئے ؟

ج جب یہ یقین پیدا ہو جائے کہ اس کے مال میں حرام مال بھی ملا ہوا ہے لیکن اس کی مقدار واقعی کے بارے میں نہ جانتا ہو اور صاحب مال کو بھی نہ جانتا ہو تو اس کے حلال بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کا خمس نکال دے لیکن اگر اپنے مال میں حرام مال کے مل جانے کا صرف شک کرے تو کچھ بھی اس کے ذمہ نہیں ہے۔

س ۹۱۵ : میں نے شرعی سال شروع ہونے سے قبل ایک شخص کو کچھ رقم بطور قرض دی اور وہ شخص اس مال سے تجارت کی نیت رکھتا ہے جس منافع ہمارے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا اور واضح رہے کہ وہ مال فی الحال میری دسترس سے باہر ہے اور میں اس کا خمس بھی نہیں ادا کر رہا ہوں تو اس کے لئے آپ کی کیا رائے ہے ؟

ج اگر آپ نے مال قرض کے عنوان سے دیا ہے تو ابھی آپ پر اس کا خمس ادا کرنا واجب نہیں ہے ہاں جب آپ کو واپس ملے گا تب ہی آپ پر اس کا خمس دینا واجب ہوگا لیکن اس صورت میں اس منافع میں آپ کا کوئی حق نہیں ہے جو قرضدار کے عمل سے حاصل ہوا ہے اور اگر آپ اس کا مطالبہ کریں گے تو وہ سود اور حرام ہوگا۔ اور اگر آپ نے اس رقم کو مضاربہ کے عنوان سے دیا ہے تو معاہدہ کے مطابق منافع میں آپ دونوں شریک ہوں گے۔ اور آپ پر

اصل مال کا خمس ادا کرنا واجب ہو گا۔

س ۹۱٦ : میں بینک میں کام کرتا ہوں اور بینک کے کاموں میں براہ راست دخیل ہونے کی وجہ سے لامحالہ ۵ لاکھ تومان بینک میں رکھنا پڑا۔ فطری بات ہے کہ رقم میرے ہی نام سے ایک طولانی مدت کے لئے رکھی گئی ہے اور مجھے ہر ماہ اس کا نفع دیا جا رہا ہے تو کیا اس رکھی ہوئی رقم میں میرے اوپر خمس ہے قابل ذکر ہے کہ اس رکھی ہوئی رقم کو چار سال ہو گئے ہیں؟

ج امانت کے طور پر رکھی ہوئی رقم کو اگر آپ نکال کر اپنے اختیار میں نہیں لے سکتے تو اس وقت تک اس پر خمس عائد نہیں ہو گا جب تک کہ آپ کو مل نہ جائے۔

س ۹۱۷ : یہاں بینکوں میں اموال کے رکھنے کا ایک خاص طریقہ ہے کہ صاحبان اموال کا ہاتھ اس تک اصلاً نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن وہ اموال ایک معین نمبر میں اس کے حساب میں رکھ دیئے جاتے ہیں۔ تو کیا ان اموال میں خمس واجب ہے؟

ج اگر بینک میں رکھا ہوا مال سالانہ منافع کے ساتھ ہے اور صاحب مال کے لئے خمس کے حساب کا سال آتے ہی اس مبلغ کو حاصل کرنا اور بینک سے واپس لینا ممکن ہو تو خمس کا سال آتے ہی اس مال میں خمس ادا کرنا واجب ہے۔

س ۹۱۸ : جو مال کرایہ دار رہن یا قرض الحسنہ کے طور پر مالک کے پاس رکھتے ہیں کیا اس میں خمس ہے؟ اگر ہے تو کیا مالک پر ہے یا کرایہ دار پر؟

ج اگر وہ رقم دینے والے کے کاروباری منافع میں سے ہے تو واپس ملنے کے بعد کرایہ دار پر واجب ہے اس کا خمس ادا کرے اور مالک مکان نے قرض کے عنوان سے جو رقم لی تھی اس پر خمس نہیں ہے۔

س ۹۱۹ : نوکری پیشہ لوگوں کی وہ تنخواہیں جو چند سال سے حکومت نے نہیں دی ہیں آیا سال جاری میں ملنے پر اس کو اسی سال کے منافع میں سے حساب کیا جائے گا اور خمس کا سال آنے پر اس کا حساب کرنا واجب ہے یا یہ کہ ایسے مال پر سرے سے خمس ہی نہیں ہے؟

ج وہ تنخواہ اسی سال کی منفعت میں شمار کی جائے گی اور سال کے اخراجات کے بعد باقیماندہ رقم میں خمس واجب ہے۔

اخراجات

س ۹۲۰ : اگر ایک شخص کے پاس ذاتی کتب خانہ ہو اور اس نے معین اوقات میں اس کی کتابوں سے استفادہ کیا لیکن پھر چند سال گذرنے پر دوبارہ اس سے استفادہ نہ کرسکا لیکن احتمال ہے کہ آئندہ اس کتب خانہ سے فائدہ اٹھائے گا۔ تو آیا جس مدت میں اس نے کتابوں سے استفادہ نہیں کیا اس پر ان کا خمس واجب ہے ؟ اور خمس کے وجوب میں کچھ فرق ہے جبکہ یہ کتابیں اس نے خود خریدی ہوں یا اس کے والد نے خریدی ہوں ؟

ج اگر کتاب خانہ کی حاجت اسے اس اعتبار سے ہے کہ آئندہ وہ اس سے استفادہ کرے گا اور کتب خانہ اس شخص کی شان کے مناسب اور متعارف مقدار میں ہو تو اس صورت میں اس میں خمس نہیں ہے حتیٰ کہ اگر وہ کچھ زمانے تک اس سے فائدہ نہ بھی اٹھا سکے اور یہی حکم ہے اگر کتابیں اسے میراث میں یا تحفہ کے عنوان سے والدین یا دوسرے افراد نے دی ہوں تو ان پر خمس نہیں ہے۔

س ۹۲۱ : وہ سونا جو شوہر اپنی بیوی کے لئے خریدتا ہے آیا اس پر خمس ہے یا نہیں ؟

ج: اگر وہ سونا اس کی شان کے مناسب اور متعارف مقدار میں ہے تو اس میں خمس نہیں ہے۔

س ۹۲۲: کتابوں کی خریداری کے لئے جو رقم بین الاقوامی نمائش گاہ کتاب تہران کو دی گئی ہے اور ابھی تک وہ کتابیں نہیں ملی ہیں، کیا اس رقم میں خمس ہے؟

ج: جب کتابیں ضرورت کے مطابق ہوں اور اس مقدار میں ہوں کہ عرف میں اس شخص کی حیثیت کے مناسب ہوں اور ان کا حاصل کرنا بھی بیعانہ کے عنوان سے قیمت دینے پر موقوف ہو تو اس صورت میں اس پر خمس نہیں ہے۔

س ۹۲۳: اگر کسی شخص کے پاس اس کی حیثیت کے مناسب دوسری زمین ہے اور اس کی ضرورت ہو کیونکہ وہ بال بچے رکھتا ہے اور وہ خمس کے سال اس زمین پر مکان بنوانے کی استطاعت نہ رکھتا ہو یا ایک سال میں عمارت کی تعمیر مکمل نہ ہوتی ہو، تو کیا اس پر خمس دینا واجب ہے؟

ج: زمین جس کی مکان بنانے کے لئے انسان کو ضرورت ہو، اس پر خمس واجب نہ ہونے میں فرق نہیں ہے کہ زمین کا ایک ٹکڑا ہو یا متعدد یا ایک مکان ہو یا ایک سے زیادہ بلکہ معیار، ضرورت، شان و حیثیت کے مطابق اور متعارف ہونا ہے اور تدریجی تعمیر میں اس شخص کی مالی حیثیت پر موقوف ہے۔

س ۹۲۴: اگر ایک شخص کے پاس بہت سارے برتن ہوں تو کیا بعض کا استعمال خمس واجب نہ ہونے کیلئے کفایت کرے گا؟

ج: خمس واجب نہ ہونے کا معیار گھر کی ضروریات کے بارے میں یہ ہے کہ شایان شان اور ضرورت کے مطابق اور متعارف ہو اگرچہ سال میں کبھی

بھی ان برتنوں کو استعمال نہ کرے۔

س ۹۲۵ : جب برتن اور فرش سرے سے استعمال میں نہ لایا جائے۔ یہاں تک کہ سال بھی گذر جائے لیکن انسان کو مہانوں کی ضیافت کے لئے ان کی ضرورت ہے تو کیا اس میں خمس نکالنا واجب ہوگا؟

ج اس میں خمس ادا کرنا واجب نہیں ہے۔

س ۹۲۶ : دلھن کے اس جہیز سے متعلق کہ جس کو لڑکی اپنی شادی کے وقت شوہر کے گھر لے جایا کرتی ہے، امام خمینیؒ کے فتویٰ کو مدنظر رکھتے ہوئے بتائیں کہ جب کسی علاقے یا ملک میں یہ رواج ہو کہ لڑکے والے جہیز (سامان زندگی اور گھر کی ضرورت کی چیزیں) مہیا کرتے ہوں اور عام طریقہ یہ ہے کہ ان چیزوں کو رفتہ رفتہ مہیا کرتے ہوں، اگر ایک سال ان پر گذر جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج اگر اسباب اور ضروریات زندگی کا آئندہ کے لئے اکٹھا کرنا عرف میں اخراجات زندگی میں شمار کیا جاتا ہو اور تدریجی طور پر حاصل کرنے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہ ہو تو اس میں خمس نہیں ہے۔

س ۹۲۷ : جن کتابوں کے دورے کئی کئی جلدوں پر مشتمل ہیں (مثلاً وسائل الشیعہ وغیرہ) تو کیا ان کی ایک جلد سے استفادہ کر لینے سے یہ ممکن ہے کہ پورے دورہ پر سے خمس ساقط ہو جائے یا اس کے لئے واجب ہے کہ ہر جلد سے ایک صفحہ پڑھا جائے؟

ج اگر مورد احتیاج پورا دورہ ہو یا جس جلد کی ضرورت ہے وہ موقوف ہو کامل دورہ خریدے جانے پر تو اس صورت میں اس میں خمس نہیں ہے۔ ورنہ جن جلدوں کی انسان کو ابھی ضرورت نہیں ہے ان میں خمس کا نکالنا واجب

ہے۔ اور تنہا ہر جلد سے ایک صفحہ کا پڑھ لینا خمس کے ساقط ہونے کیلئے کافی نہیں ہے۔

س ۹۲۸ : وہ دوائیں جنھیں درمیانِ سال ہونے والی آمدنی سے خریدا جاتا ہے اور پھر اس کی قیمت بیمہ کمپنی ادا کرتی ہے اگر وہ دوائیں خمس کی تاریخ آنے تک خراب نہ ہوں تو ان میں خمس واجب ہے یا نہیں؟

ج اگر آپ نے دوا کو اس لئے خریدا ہے کہ وقت ضرورت استعمال کریں گے اور وہ معرض احتیاج میں رہی ہوں اور ابھی بھی ان کی ضرورت ہو تو ایسی صورت میں ان میں خمس نہیں ہے۔

س ۹۲۹ : اگر کسی شخص کے پاس رہنے کے لئے گھر نہ ہو اور وہ اسے خریدنے کے لئے کچھ رقم جمع کرے تو کیا اس مال پر اس کو خمس ادا کرنا ہوگا؟

ج سال کے منافع سے جمع کیا ہوا مال اگرچہ وہ آئندہ زندگی کی ضروریات مہیا کرنے کیلئے کیوں نہ ہو اگر اس پر ایک سال گذر جائے تو خمس نکالنا واجب ہے۔

س ۹۳۰ : میری زوجہ ایک قالین بن رہی ہے جس کا اصل مال میری ملکیت ہے کیونکہ میں نے اس کیلئے کچھ رقم قرض لی ہے اور اب تک صرف کچھ ہی حصہ اس قالین کا تیار ہوا ہے۔ جبکہ میری خمس کی تاریخ گذر چکی ہے تو کیا اتنے ہی بنے ہوئے حصہ کا خمس بنائی تمام ہونے اور اس کو بیچے جانے کے بعد دینا ہوگا یا نہیں حالانکہ میرا ارادہ اس کو بیچ کر اس کی قیمت گھریلو ضروریات میں خرچ کرنے کا ہے؟ نیز اصل مال کے سلسلہ میں کیا حکم ہے؟

ج قالین کی قیمت سے اس اصل مال کو جسے قرض لیا گیا ہے، جدا کرنے کے بعد بقیہ رقم کو بیچے جانے کے سال کے منافع میں محسوب کیا جائے گا۔ لہٰذا جب رقم بنائی ختم ہونے اور بیچنے کے بعد اسی سال کے مخارج زندگی

میں صرف کی جائے تو اس میں خمس نہیں ہے ۔

س ۹۳۱ : میری پوری جائداد تین منزلہ عمارت ہے ، ہر منزل پر دو کمرے ہیں ۔ ایک میں خود رہتا ہوں اور دو میں میرے بچے رہتے ہیں ۔ کیا میری حیات میں اس پر خمس ہے ؟ یا میری وفات کے بعد اس میں خمس ہے تاکہ میں ورثاء کو اپنے مرنے کے بعد اسے ادا کرنے کی وصیت کر دوں ؟

ج مفروضہ سوال کے مطابق آپ پر اس عمارت کا خمس واجب نہیں ہے ۔

س ۹۳۲ : اسباب خانہ کے خمس کا حساب کیونکر کیا جائے گا ؟

ج وہ چیزیں جن کے بعینہ باقی رہتے ہوئے ان سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے جیسے فرش، چادر وغیرہ تو ان میں خمس نہیں ہے لیکن روزمرّہ استعمال کی جانے والی چیزیں جیسے چاول روغن یا ان کے علاوہ دیگر چیزیں تو اگر وہ خرچ سے زیادہ ہوں اور عند الحساب باقی ہوں تو ان میں خمس واجب ہے ۔

س ۹۳۳ : زید کے پاس تھوڑی سی زمین ہے لیکن اس کے پاس خود اپنا کوئی مکان رہنے کے لئے نہیں ہے لہٰذا اس نے ایک زمین خرید لی تاکہ رہنے کے لئے ایک گھر تعمیر کروا سکے لیکن اس کے پاس اتنا پیسہ نہیں ہے کہ اس زمین پر گھر بنوا سکے یہاں تک کہ زمین لئے ہوئے سال گذر گیا اور اس نے اس کو بیچا بھی نہیں ۔ تو کیا اس زمین میں خمس واجب ہے بنا بر وجوب اس کیلئے خریدی ہوئی قیمت میں خمس نکالنا کافی ہے یا زمین کی موجودہ قیمت پر خمس کا نکالنا واجب ہے ؟

ج اگر سال خرید کے منافع سے اس نے گھر بنوانے کیلئے زمین خریدی ہے جس کی اس کو ضرورت ہے تو اس میں خمس نہیں ہے ۔

س ۹۳۴ : سابقہ سوال کی روشنی میں اگر اس نے مکان بنوانا شروع کر دیا ہے مگر مکمل

نہیں ہوا یہاں تک کہ سال گذر گیا تو کیا اس پر واجب ہے کہ تعمیر کے سلسلہ میں جو لوازمات و مصالحہ وغیرہ پر خرچ کیا ہے اس میں خمس نکالے ؟

ج سوال کے مطابق اس پر خمس نکالنا واجب نہیں ہے۔

س ۹۳۵ : جس شخص نے گھر کا دوسرا طبقہ اپنے بچّوں کے مستقبل کے لئے بنوایا ہو حالانکہ خود وہ پہلے طبقہ پر رہتا ہے اور اس کو دوسرے طبقہ کی احتیاج چند سال کے بعد ہے تو کیا جو کچھ اس نے دوسرا طبقہ بنوانے میں صرف کیا ہے اس میں خمس نکالنا واجب ہے ؟

ج جب دوسرا طبقہ بچّوں کے مستقبل کے خیال سے بنوایا ہے اور اس وقت اس کے اخراجات زندگی میں شمار ہوتا ہے اور عرف عام میں اس کی شان کے مطابق ہے تو اس کے بنوانے میں جو خرچ کیا ہے اس میں خمس نہیں ہے۔

س ۹۳۶ : آپ فرماتے ہیں کہ جو کچھ سال کا خرچ ہے اس میں خمس واجب نہیں ہے تو ایک انسان جس کے پاس اپنا رہائشی مکان نہیں ہے اس کے پاس ایک زمین ہے جس پر ایک سال یا اس سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے اور وہ اس پر عمارت نہیں بنوا سکا تو اس کو خرچ میں کیوں نہیں شمار کیا جاتا ہے ؟ امیدوار ہوں کہ اس کی وضاحت فرمائیں، خدا آپ کو اجر دے ؟

ج اگر زمین، مکان بنانے کے لئے ہے جس کی اس کو ضرورت ہے تو اس کو سال کے اخراجات میں شمار کیا جائے گا اور اس پر خمس نہیں ہے۔ لیکن اگر زمین بیچنے کے لئے ہو اور پھر اس کی قیمت سے مکان تعمیر کرنا مقصود ہو تو اگر زمین تجارتی منفعت میں سے ہے تو اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے۔

س ۹۳۷ : میرے خمس کے سال کی ابتداء شمسی سال کے چھٹے مہینے کی پہلی تاریخ سے ہوتی ہے۔

اور عموماً سال کے دوسرے یا تیسرے مہینہ میں مدرسوں اور کالجوں کے امتحانات شروع ہوتے ہیں اور اس کے چھ ماہ کے بعد ہم کو اضافی کام کی (جو امتحانات کے دوران کیا ہے) اجرت ملتی ہے ۔ لہٰذا برائے مہربانی وضاحت فرمائیں کہ : وہ کام جو ہم نے تاریخ خمس سے پہلے کیا ہے اس کی اجرت جو ہم کو سال کے تمام ہونے کے بعد ملی ہے آیا اس میں خمس ادا کرنا ہے ؟

ج اس اجرت کا حساب اسی سال کی منفعت میں کیا جائے گا جس سال وہ ملی ہے اور جب وہ رقم اسی سال کے اخراجات میں صرف کی گئی تو اس رقم کا خمس آپ پر واجب نہیں ہے ۔

س ۹۲۸ : کبھی کبھی ہم لوگوں کو گھریلو سامان کی جیسے ریفریجریٹر وغیرہ جو بازار سے کم قیمت پر بیچا جاتا ہے ۔ آئندہ یعنی شادی کے بعد ضرورت ہوتی ہے ۔ یہ لحاظ کرتے ہوئے کہ ہمارے لئے ان سامان کا خریدنا اس وقت لازمی ہوگا جبکہ اس کی قیمت اس وقت کئی گنا زیادہ ہوگی تو کیا ایسا سامان جو اس وقت استعمال میں نہیں ہے اور گھر میں پڑا ہوا ہے اس میں خمس نکالنا ہوگا ؟

ج اگر آپ نے ان چیزوں کو کاروباری منافع سے اس خیال سے خریدا کہ آئندہ ان سے استفادہ کریں گے اور جس سال آپ نے ان کو خریدا ہے اس سال آپ کو ان کی ضرورت نہیں ہے تو سال پورا ہوتے ہی ان کی اوسط قیمت میں خمس ادا کرنا آپ پر واجب ہے سوائے اس کے کہ وہ ان اشیاء میں سے ہوں جنھیں عام طور پر رفتہ رفتہ خریدا جاتا ہے اور وقت ضرورت کے لئے بہت پہلے

سے اس لئے مہیّا کیا جاتا ہے کہ انھیں یکبارگی خریدنا ممکن نہیں نیز یہ کہ وہ معمولاً آپ کی حیثیت کے مطابق بھی ہوں تو اس صورت میں ان کو اخراجات میں شمار کیا جائے گا اور آپ پر ان کا خمس نکالنا واجب نہیں۔

س ۹۳۹ : وہ رقوم جن کو انسان امورِ خیر میں صرف کرتا ہے جیسے مدارس کی امداد، سیلاب زدہ لوگوں اور فلسطینی و بوسنیائی مظلوموں کی امداد وغیرہ کیا ان کو سال کے اخراجات میں محسوب کیا جائے گا یا نہیں؟ یعنی کیا ہم پر واجب ہے کہ ہم پہلے اس کا خمس ادا کریں پھر ان امور میں خرچ کریں یا اس کے لئے خمس نہیں نکالا جائے گا (بلکہ خمس نکالے بغیر دیا جاسکتا ہے)؟

ج امورِ خیر میں صرف کی جانے والی رقوم کا حساب شمار اسی سال کے اخراجات میں ہوگا جس سال اسے خرچ کیا گیا ہے اور ان میں خمس نہیں ہے۔

س ۹۴۰ : گزشتہ سال میں نے ایک قالین خریدنے کے لئے کچھ رقم جمع کی اور آخر سال میں قالین بیچنے والے چند محلوں کا چکر لگایا۔ ان محلّوں میں سے ایک محلہ میں یہ طے پایا کہ میری پسند کا ایک قالین میرے لئے تیار کریں یہ مسئلہ اس سال کے دوسرے مہینہ تک درپیش رہا چونکہ میرے خمس کی تاریخ ہجری شمسی سال کے آغاز سے ہے تو کیا اس مذکورہ رقم پر خمس عائد ہوگا؟

ج چونکہ جمع کی گئی رقم تاریخ خمس آنے تک ضرورت کے مطابق قالین کی خریداری میں خرچ نہیں کی جاسکی لہٰذا اس میں خمس نکالنا واجب ہے۔

س ۹۴۱ : چند لوگ ایک پرائیویٹ مدرسہ بنانے کے لئے تیار ہوئے۔ مگر شرکاء کی تنگدستی کے پیش نظر مدرسہ بنوانے والی کمیٹی نے طے کیا کہ دیگر اخراجات کے لئے بینک سے قرض لیا جائے، اسی طرح کمیٹی نے یہ بھی طے کیا کہ شرکاء کی مشترک رقم کو مکمل کرتے اور بینک کی قسطیں

ادا کرنے کے لئے ممبرانِ مدرسہ سے ہر ماہ کچھ معین رقم جمع کریں گو کہ یہ مدرسہ ابھی تک منفعت بخش نہیں ہو سکا ہے۔ تو کیا ممبران جو ماہانہ رقم ادا کریں گے اس میں انھیں خمس دینا ہوگا؟ اور کیا وہ اصل سرمایہ جس سے یہ مدرسہ بنوایا گیا ہے، اس میں خمس نکالنا ہوگا؟

ج: ہر ممبر کو اصل سرمایہ میں شریک ہونے کی بناء پر ہر مہینہ میں جو کچھ دینا ہے اس میں اور جو کچھ اس نے پہلی بار شراکت کے طور پر مدرسہ بنوانے کے لئے دیا ہے اس میں خمس کا ادا کرنا واجب ہے۔ اور جب ہر ممبر اپنے حصہ کا خمس ادا کردے گا تو مجموعی سرمایہ میں خمس نہیں ہوگا۔

س ۹۴۲: وہ ادارہ جہاں میں ملازمت کرتا ہوں چند سال سے میری کچھ رقم کا مقروض ہے اور ابھی تک اس نے میری رقم ادا نہیں کی ہے۔ تو کیا اس رقم کے ملتے ہی مجھے خمس نکالنا ہوگا یا ضروری ہے کہ ایک سال اس پر گذر جائے؟

ج: اگر رقم خمس کے سال میں نہ ملے تو پھر وہ جس سال ملے گی اسی سال کی منفعت مانی جائے گی۔ اور اگر اسے اسی ملنے والے سال کی ضروریات میں صرف کر دیا جائے تو اس میں خمس واجب نہ ہوگا۔

س ۹۴۳: کیا سال کے کاروباری منافع سے حاصل شدہ اموال کے مخارج زندگی میں خمس واجب نہ ہونے کا معیار یہ ہے کہ اس کو سال کے اندر ہی استعمال میں لایا جائے یا سال میں ان کی ضرورت پڑنا ہی کافی ہے خواہ ان کو استعمال نہ کیا جا سکے؟

ج: کپڑے، فرش وغیرہ جیسی اشیاء، جن سے بعینہ فائدہ اٹھایا جاتا ہے ان کا معیار صرف ان کی ضرورت پڑنا ہے۔ لیکن روزمرّہ کی اشیاء زندگی

جیسے چاول، گھی وغیرہ ان کا معیار سال کے اندر ان کا خرچ ہونا ہے لہٰذا ان میں سے جو کچھ بچ جائے ان میں خمس ادا کرنا واجب ہے۔

س ۹۴۴: اپنے بال بچوں کی سہولت اور ان کی ضرورت کے لئے ایک شخص نے ایک گاڑی غیر مخمس مال سے خریدی وہ بھی درمیان سال کے منافع سے تو کیا اس کو اس مال کا خمس دینا ہوگا۔ اسی طرح اگر اس نے اپنے کام سے مربوط امور کے لئے یا دونوں (اپنے کام نیز بچوں کی سہولت) کے لئے گاڑی خریدی ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر اس نے اپنے کام یا تجارت سے متعلق امور کے لئے گاڑی خریدی ہے تو اس گاڑی کے لئے وہی حکم ہے جو دیگر ساز و سامانِ تجارت کے خریدنے پر خمس واجب ہونے کا حکم ہے۔ لیکن اگر گاڑی ضروریات زندگی کے لئے خریدی گئی ہو اور عرف عام میں اس کا شمار انھیں ضروریات میں ہو جو اس کے شان کے مطابق ہو تو اس صورت میں اس میں خمس نہیں ہے۔

مصالحت اور خمس میں غیر خمس کی ملاوٹ

س ۹۴۵ : یہاں کچھ ایسے لوگ ہیں جن پر خمس واجب تھا مگر انہوں نے ابھی تک ادا نہیں کیا ہے اور فی الوقت یا تو وہ خمس دینے کی استطاعت نہیں رکھتے ہیں یا ان کے لئے خمس کا ادا کرنا دشوار ہے تو ان کے بارے میں کیا حکم ہے ؟

ج جن پر خمس دینا واجب ہے تنہا ادائیگی دشوار ہونے کی وجہ سے خمس ان سے ساقط نہیں ہو سکتا ہے بلکہ جس وقت بھی اس کا ادا کرنا ان کیلئے ممکن ہو اس وقت دینا واجب ہوگا ۔ وہ لوگ خمس کے ولی امر یا اس کے وکیل سے اپنی استطاعت کے مطابق خمس ادا کرنے کے لئے وقت اور مقدار کے بارے میں صلاح ومشورہ کریں ۔

س ۹۴۶ : میں نے قرض پر ایک مکان اور دوکان — جس میں کاروبار کرتا ہوں — حاصل کی ہے، اور یہ قرض قسط وار ادا کر رہا ہوں اور شریعت پر عمل کرتے ہوئے اپنے خمس کا سال بھی معین کر لیا ہے ۔ آپ سے التجا ہے کہ مجھ پر اس گھر کا خمس معاف فرما دیں جس میں میرے بچے زندگی گذار رہے ہیں ۔ رہا دوکان کا خمس تو اس کو قسطوں کی شکل میں ادا کرنا میرے امکان میں ہے ۔

ج> بنا بر فرض سوال جس مکان میں آپ رہتے ہیں اس پر خمس نکالنا واجب نہیں ہے۔ رہی دوکان تو اس کا خمس دینا آپ پر واجب ہے چاہیے اس کے لئے میری طرف سے جن وکلاء کو اس کام کی اجازت ہے ان میں سے کسی سے بھی صلاح و مشورہ کرنے کے بعد رفتہ رفتہ ادا کریں۔

س ۹۴۷: ایک شخص ملک سے باہر رہتا تھا اور خمس نہیں نکالتا تھا۔ اس نے ایک گھر غیر مخمس مال سے خریدا ہے لیکن اس وقت اس کے پاس اتنا مال نہیں ہے جس سے وہ اپنے اوپر واجب خمس کو ادا کرے البتہ اس پر جو خمس قرض ہے اس کے عوض میں ہر سال خمس کی محسوبہ رقم سے کچھ زیادہ نکالتا رہتا ہے تو اس کا یہ عمل قبول ہوگا یا نہیں؟

ج> فرض سوال کے مطابق اس کو واجب خمس کی ادائیگی کے سلسلہ میں مصالحت کرنا ضروری ہے پھر وہ رفتہ رفتہ اس کو ادا کر سکتا ہے اور اب تک جتنا اس نے ادا کیا ہے وہ قبول ہے۔

س ۹۴۸: ایک شخص جس پر چند سال کی منفعت کا خمس ادا کرنا واجب ہے لیکن اب تک اس نے خمس کے عنوان سے کچھ بھی ادا نہیں کیا ہے اور اس پر کتنا خمس نکالنا واجب ہے یہ بھی اس کو یاد نہیں ہے تو وہ کیوں کر خمس سے سبکدوش ہو سکتا ہے؟

ج> ضروری ہے کہ وہ اپنے ان تمام اموال کا حساب کرے جن میں خمس واجب ہے اور ان کا خمس ادا کرے اور مشکوک معاملات میں حاکم شرع یا اس کے وکیل مجاز سے مصالحت کر لینا ہی کافی ہے۔

س ۹۴۹: میں ایک نوجوان ہوں اپنے گھر والوں کے ساتھ رہتا ہوں اور میرے والد

نہ خمس نکالتے ہیں اور نہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، یہاں تک انہوں نے سود کے پیسے سے ایک مکان بھی بنا رکھا ہے۔ چنانچہ اس مکان میں، میں جو کچھ کھاتا پیتا ہوں اس کا حرام ہونا واضح ہے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ میں اپنے گھر والوں سے الگ رہنے کی استطاعت نہیں رکھتا، امید دار ہوں کہ میری ذمہ داری بیان فرمائیں گے۔

ج: بالفرض آپ کو یہ یقین ہو کہ آپ کے باپ کے مال میں سود ملا ہوا مال ہے، یا آپ کو علم ہو کہ آپ کے والد نے خمس و زکوٰۃ ادا نہیں کیا ہے تو اس کا لازمہ یہ نہیں ہے کہ آپ یقین کر لیں کہ جو کچھ آپ باپ کے مال میں سے خرچ کر چکے ہیں یا خرچ کریں گے وہ آپ کے لئے حرام ہے اور جس وقت تک حرمت کا یقین نہ ہو آپ کا اس مال سے استفادہ کرنا حرام نہیں ہوگا ہاں جب حرمت کا یقین حاصل ہو جائے تو پھر آپ کے لئے اس میں تصرف جائز نہیں ہوگا، اسی طرح جب آپ کا گھر والوں سے جدا ہونا اور ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ترک کرنا موجب حرج ہو تو اس صورت میں آپ کیلئے ان کے اموال سے استفادہ کرنا جائز ہو جائے گا البتہ آپ ان اموال میں سے جس قدر خمس و زکوٰۃ اور دوسرے مال سے استفادہ کریں گے ان کے ضامن رہیں گے۔

س ۹۵۰: میں جانتا ہوں کہ میرے والد خمس و زکوٰۃ نہیں ادا کرتے ہیں اور جب میں نے اس کی طرف ان کو متوجہ کیا تو انہوں نے یہی جواب دیا کہ ہم خود ہی محتاج ہیں لہٰذا ہم پر خمس و زکوٰۃ واجب نہیں ہے تو اس سلسلہ میں آپ کا کیا حکم ہے؟

ج> جب ان کے پاس وہ مال نہیں کہ جس پر زکوٰۃ واجب ہے اور اتنا مال بھی نہیں کہ جس میں خمس واجب ہو تو ان پر نہ خمس ہے نہ زکوٰۃ۔ اور اس مسئلہ میں آپ پر تحقیق کرنا بھی ضروری نہیں ہے۔

س ۹۵۱: ہم ایسے لوگوں کے ساتھ کام کرتے ہیں جو خمس ادا نہیں کرتے اور نہ ان کے پاس اپنا سالانہ حساب ہے۔ تو ہم ان کے ساتھ جو خرید و فروخت اور کاروبار کرتے ہیں اور ان کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں اس سلسلہ میں کیا حکم ہے؟

ج> جو اموال آپ ان لوگوں سے خرید و فروخت کے ذریعہ لیتے ہیں یا ان کے ہاں جاکر ان میں تصرّف کرتے ہیں، اگر ان میں خمس کے موجود ہونیکا یقین ہو تو ان میں آپ کیلئے تصرّف جائز نہیں۔ اور جو اموال ان سے آپ خرید و فروخت کے ذریعہ لیتے ہیں تو جتنی مقدار میں ان میں خمس واجب ہے اتنا معاملہ فضولی ہوگا جس کے لئے ولی امر خمس یا اس کے وکیل سے اجازت لینا ضروری ہے۔ البتہ اگر ان کے ساتھ معاشرت کھانے پینے اور ان کے اموال میں تصرّف سے پرہیز آپ کے لئے دشوار ہو تو اس صورت میں آپ کے لئے ان چیزوں میں تصرّف جائز تو ہے لیکن جتنا مال آپ نے اُن کا صرف کیا ہے اس کے خمس کے آپ ضامن ہوں گے۔

س ۹۵۲: کیا جو مال کاروبار کی منفعت سے گھر خریدنے یا بنوانے کیلئے جمع کیا گیا ہے اس میں خمس دینا ہوگا؟

ج> اگر گھر خریدنے یا بنوانے سے پہلے جمع کئے ہوئے مال پر خمس کا سال پورا ہو جائے تو مکلف کو خمس دینا ہوگا۔

س ۹۵۳ : جب کوئی شخص کسی مسجد کیلئے ایسا مال دے جس کا خمس نہیں نکالا گیا ہے تو کیا اس کا لینا جائز ہے؟

ج اگر اس امر کا یقین ہو کہ اس شخص نے جو مال مسجد کو دیا ہے اس کا خمس نہیں نکالا گیا ہے تو اس مال کا اس شخص سے لینا جائز نہیں ہے۔ اور اگر اس سے لیا جا چکا ہے تو اس کی جس مقدار میں خمس دینا واجب ہے اتنی مقدار کے لئے حاکم شرع یا اس کے وکیل کی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔

س ۹۵۴ : ایسے لوگوں کے ساتھ معاشرت کا کیا حکم ہے کہ جو مسلمان تو ہیں مگر دینی امور کے پابند نہیں ہیں خاص طور سے نماز اور خمس کے پابند نہیں ہیں؟ اور کیا ان کے گھروں میں کھانا کھانے میں اشکال ہے؟ اگر اشکال ہے تو جو چند مرتبہ ایسے فعل انجام دے چکا ہو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

ج ان کے ساتھ رفت و آمد رکھنا اگر ان کے دینی امور میں لاپرواہی برتنے میں معاون و مددگار نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں اگر آپ کا ان کے ساتھ میل جول نہ رکھنا ان کو دین کا پابند بنانے میں مؤثر ہو تو ایسی صورت میں وقتی طور پر ان کے ساتھ میل جول نہ رکھنا ہی کچھ مدت کے لئے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے عنوان سے واجب ہے۔ البتہ ان کے اموال سے استفادہ مثلاً کھانا پینا وغیرہ تو جس وقت تک یہ یقین نہ ہو کہ اس مال میں خمس باقی ہے، اس وقت تک استفادہ کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے ورنہ یقین کے بعد حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت کے بغیر استفادہ کرنا جائز نہیں۔

س ۹۵۵ : میری سہیلی اکثر مجھے کھانے کی دعوت دیا کرتی ہے۔ لیکن ایک مدت کے بعد مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ اس کا شوہر خمس نہیں نکالتا۔ تو کیا میرے لئے ایسے شخص کے ہاں کھانا پینا جائز ہے؟

ج ان کے ہاں اس وقت تک کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ یہ معلوم نہ ہو جائے کہ جو کھانا وہ پیش کر رہے ہیں وہ غیر مخمّس مال سے تیار کیا گیا ہے۔

س ۹۵۶ : ایک شخص پہلی مرتبہ اپنے اموال کا حساب کرنا چاہتا ہے تاکہ ان کا خمس ادا کر سکے تو اس کے اس گھر کیلئے کیا حکم ہے جسے اس نے خریدا تو ہے لیکن اس کو یہ یاد نہیں ہے کہ کس مال سے خریدا ہے؟ اور اگر یہ جانتا ہو کہ یہ (مکان) اس مال سے خریدا گیا ہے جو چند سال تک ذخیرہ تھا تو اس صورت میں اس کا کیا حکم ہے؟

ج جب وہ خریدنے کی کیفیت سے بے خبر ہو تو بنا بر احوط اس پر واجب ہے کہ اس کے خمس میں سے کچھ دیکر حاکم شرع سے مصالحت کرے۔ اور اگر اس نے غیر مخمّس مال سے گھر خریدا ہے تو اس پر فی الحال مکان کی قیمت کے حساب سے خمس ادا کرنا واجب ہے مگر یہ کہ اس نے ما فی الذمہ قرض سے گھر خریدا ہو اور اس کے بعد غیر مخمّس مال سے اپنا قرض ادا کیا ہو تو اس صورت میں صرف اتنے ہی مال کا خمس ادا کرنا واجب ہوگا جس سے اس نے قرض چکایا ہے۔

س ۹۵۷ : ایک عالم دین کسی شہر میں وہاں کے لوگوں سے خمس کے عنوان سے ایک رقم لیتا ہے لیکن اس کے لئے عین مال کو آپ کی جانب یا آپ کے دفتر کی جانب ارسال کرنا دشوار ہے تو کیا وہ یہ رقم بینک کے حوالے سے ارسال کر سکتا ہے، یہ جانتے ہوئے بھی کہ بینک سے جو مال وصول کیا جائے گا بعینہ وہی مال نہ ہوگا جو اس نے اپنے شہر میں بینک کے حوالے کیا ہے؟

ج خمس یا دیگر رقوم شرعیہ بینک کے ذریعہ بھیجنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۹۵۸ : اگر میں نے غیر مخمّس مال سے زمین خریدی ہو تو اس میں نماز صحیح ہے یا نہیں؟

ج اگر عین غیر مخمس اموال سے زمین کی خریداری عمل میں آئی ہے، تو جتنی مقدار خمس کی بنتی ہے اتنا معاملہ فضولی ہے۔ جس میں ولی امر کی اجازت ضروری ہے لہذا جب تک اس کی اجازت نہ ہو اس زمین میں نماز صحیح نہ ہوگی۔

س ۹۵۹ : جب خریدنے والا یہ جان لے کہ خریدے ہوئے مال میں خمس کی ادائیگی باقی ہے اور فروخت کرنے والے نے خمس نہیں دیا ہے تو کیا اس میں خریدنے والے کیلئے تصرّف جائز ہوگا ؟

ج اس فرض کے ساتھ کہ بیچے ہوئے مال میں خمس ہے، خمس کی مقدار کے برابر معاملہ فضولی ہوگا جس کے لئے حاکم شرع سے اجازت لینی ضروری ہے۔

س ۹۶۰ : وہ دوکاندار جو یہ نہ جانتا ہو کہ خریدار نے اپنے مال کا خمس ادا کیا ہے یا نہیں اور وہ اس کے ساتھ معاملہ کر رہا ہے تو آیا اس کے لئے اس مال کا خمس ادا کرنا واجب ہوگا یا نہیں ؟

ج جب تک یہ علم نہ ہو کہ خریدار سے ملنے والی رقم میں خمس ہے خود دوکاندار پر کچھ نہیں ہے۔ اور نہ تو اس کے لئے چھان بین و تحقیق کرنا ضروری ہے۔

س ۹۶۱ : اگر چار آدمی مل کر ایک لاکھ روپئے شراکت کے عنوان سے جمع کریں تاکہ اس سے کام کرکے فائدہ اٹھائیں لیکن ان میں سے ایک شخص خمس کا پابند نہ ہو تو کیا اس کی شراکت میں کام کرنا صحیح ہوگا یا نہیں ؟ اور آیا ان کے لئے ممکن ہے کہ اس شخص سے جو پابند خمس نہیں ہے مال لے کر اس سے فائدہ اٹھائیں (اس طرح کہ مال قرض الحسنہ کے عنوان سے لیں) اور عام طور پر چند افراد شریک ہوں تو کیا ہر ایک پر اپنے حصہ کی منفعت سے علیٰحدہ طور پر خمس دینا واجب ہوگا یا اس کو مشترک کھاتے سے ادا کرنا ضروری ہے ؟

ج ایسے شخص کے ساتھ شریک ہونا کہ جس کے اصل مال میں خمس ہے اور

اس نے ادا نہیں کیا ہے اس کا حکم یہ ہے کہ خمس کی مقدار کے برابر مال میں معاملہ فضولی ہوگا جس کے لئے حتمی طور پر حاکم شرع کی طرف رجوع کرنا ہوگا اور اگر بعض شرکاء کے لگائے ہوئے مال میں خمس باقی ہو تو شراکت کے اصل مال میں تصرّف ناجائز ہوگا۔ اور جس وقت شراکت کے مال کے منافع کو افراد وصول کر رہے ہوں تو ہر شخص مکلّف ہے کہ وہ اپنے حصہ میں خرچ سے بچے ہوئے مال کا خمس ادا کرے۔

س ۹۶۲: جب میرے کاروباری شریک اپنے حساب کا سال نہ رکھتے ہوں تو میری کیا ذمہ داری ہے؟

ج: جو لوگ شریک ہیں ان میں سے ہر ایک پر واجب ہے کہ وہ اپنے حصہ کے حقوق شرعی کو ادا کرے تاکہ مشترک اموال میں ان کے تصرّفات جائز ہو سکیں۔ اور اگر تمام شرکاء ایسے ہوں جو اپنے ذمہ کے حقوق شرعی نہ ادا کرتے ہوں اور کمپنی (شرکت) کا توڑ دینا یا شرکاء سے جدا ہونا آپ کے لئے موجب حرج ہو تو آپ کے لئے کمپنی میں کام کو جاری رکھنے کی اجازت ہے۔

اصل سرمایہ

س ۹۶۳ : ۱۳۶۵ھ ش (۱۹۸۶ء) میں تعلیم و تربیت کے مقصد سے کسی کمپنی میں کام کرنے والوں نے ایک کوآپریٹیو سوسائٹی قائم کی اور ابتداء میں سرمایہ کی رقم حصص کے طور پر تعلیم و تربیت کے چند ملازمین نے فراہم کی۔ (اس وقت) ان میں سے ہر ایک نے سوسو تومان دیئے تھے۔ ابتداء میں کمپنی کی اصل پونجی بہت کم تھی، لیکن اس وقت ممبروں کی کثرت کی وجہ سے گاڑی وغیرہ کے علاوہ کمپنی کا اصل سرمایہ ۱۸ ملین تومان ہے، اور اس سرمایہ سے جو فائدہ حاصل ہوتا ہے وہ ممبروں کے درمیان ان کے حصے کے مطابق تقسیم ہوتا ہے۔ اور ان میں کا ہر شخص جب بھی چاہے اپنا حساب ختم کر سکتا ہے؟

ابھی تک نہ تو اصل سرمایہ سے خمس دیا گیا ہے اور نہ فائدے سے تو کیا کمپنی کا انچارج ہونے کی حیثیت سے کمپنی کی جن چیزوں میں خمس ہے اس کا ادا کرنا میرے لئے جائز ہے؟ اور کیا حصہ داروں کی رضامندی شرط ہے یا نہیں؟

ج اصل مال اور اس سے حاصل ہونے والے فائدے کا خمس دینا ہر ممبر پر اپنے حصے کے لحاظ سے واجب ہے، اور کمپنی کے انچارج کا خمس نکالنا کمپنی کے حصہ داروں

کی اجازت و وکالت پر موقوف ہے۔

س ۹۶۴ : چند افراد بوقت ضرورت ایک دوسرے کی مدد کے لئے قرض الحسنہ کا بینک قائم کرنا چاہتے ہیں اس طرح کہ ہر ممبر پر (پہلی مرتبہ دی جانے والی رقم کے علاوہ) اصل سرمایہ میں اضافے کے لئے ہر مہینہ کچھ رقم کا دینا ضروری ہے، لہٰذا وضاحت فرمایئے کہ ہر ممبر اپنے حصّے کی رقم میں کس طرح خمس دے گا؟ اور جب کہ قرض الحسنہ کا اصل سرمایہ اس کے ممبروں نے ہمیشہ کے لئے قرض کے طور پر خود لیا ہو تو اس صورت میں خمس کی کیا شکل ہوگی؟

ج اگر ممبر نے اپنے حصّے کی رقم کاروبار کے منافع سے خمسی سال کے ختم ہونے کے بعد دی ہے تو اس پر پہلے خمس کا ادا کرنا واجب ہے لیکن اگر اپنے حصے کی رقم اثناء سال میں دی ہے تو خمس کی ادائیگی سال کے آخر میں واجب ہے اگر اس رقم کا وصول کرنا ممکن ہو ورنہ جب تک اس رقم کا وصول کرنا ممکن نہ ہو اس وقت تک اس پر خمس نکالنا واجب نہیں ہے۔

س ۹۶۵ : کیا "صندوق قرض الحسنہ" (امداد باہمی بینک) مستقل حیثیت رکھتا ہے؟ اور اگر ایسا ہے تو اس سے حاصل ہونے والے فائدے پر خمس ہے یا نہیں؟ اور اگر مستقل حیثیت نہیں رکھتا تو اس کے خمس نکالنے کا کیا طریقہ ہے؟

ج اگر قرض الحسنہ کے اصل سرمایہ میں چند افراد شریک ہوں تو اس سے حاصل ہونے والا فائدہ ہر شخص کے حصے کے لحاظ سے اس کی ملکیت ہوگا اور اسی میں اس پر خمس واجب ہوگا۔ لیکن اگر قرض الحسنہ کا سرمایہ کسی ایک یا چند اشخاص کی ملکیت نہ ہو جیسے کہ وہ وقف عام کے

مال سے ہو تو اس سے حاصل ہونے والے فائدے میں خمس نہیں ہے۔

س ۹۶۶ : بارہ مومنین نے یہ طے کیا ہے کہ ان میں ہر ایک ہر ماہ خاص فنڈ میں بیس دینار جمع کرے گا اور ہر مہینے ان میں سے ایک نفر، اس رقم کو لے کر اپنے خاص ضروریات کے لئے صرف کرے گا اور جب آخری شخص کا نمبر آئے گا تو وہ بارہ مہینے کے بعد رقم لے گا جس میں اس مدت میں اس کی دی ہوئی رقم مثلاً ۲۴۰ دینار بھی ہوں گے تو کیا اس شخص کی اپنی رقم پر بھی خمس واجب ہوگا یا اس رقم کا شمار اس کے اخراجات میں کیا جائے گا ؟ اور اگر خمس کے حساب کے لئے اس کی تاریخ معین ہو، اور اس نے جو رقم لی ہے اس میں سے معین تاریخ کے بعد کچھ رقم باقی رہے، تو کیا اس شخص کے لئے جائز ہے کہ اس رقم کیلئے دوسری مستقل تاریخ رکھے تاکہ وہ اس تاریخ پر اس کے خمس سے بری الذمہ ہو جائے ؟

ج فنڈ میں جمع شدہ رقم اگر اس کے سال کے منافع میں سے ہے اور اب جو رقم اس سال کے خرچ کے لئے لی ہے اگر وہ اسی سال کے منافع سے ہے جس کو اس نے جمع کیا ہے تو اس پر خمس نہیں ہے لیکن اگر اس نے گذشتہ سال کے منافع میں سے جمع کیا ہے تو جو رقم اخراجات کیلئے لی ہے اس کا خمس نکالنا واجب ہے اور اگر وہ منافع دونوں سال کا ہو تو ہر سال کے منافع کا اپنا حکم ہوگا ۔ لیکن اس نے جو رقم لی ہے اگر وہ اس سال کے اخراجات سے زائد ہے تو اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ خمس سے بچنے کے لئے اضافی مقدار کی خاطر مستقل تاریخ خمس مقرر کرے بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ پورے سال

کی آمدنی کے خمس کے لئے ایک تاریخ معین کرے اور اخراجات سے جو بچ جائے اس تاریخ میں اس کا خمس نکال دے۔

س ۹۶۷ : میں نے رہن پر کرایہ کا مکان لیا ہے اور بطور رہن (مالک مکان کو) ایک رقم دی ہے، کیا مجھ پر ایک سال کے بعد بطور رہن دی جانے والی رقم کا خمس واجب ہوگا ؟

ج اگر وہ (رقم) منفعت میں سے ہو تو مالک مکان کے لوٹانے کے بعد اس رقم پر خمس ہوگا.

س ۹۶۸ : آبادکاری کے لئے ایک خطیر رقم کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کو یکمشت دینا ہمارے لئے مشکل ہے۔ لہٰذا اس کام کو انجام دینے کے لئے ہم لوگوں نے ایک فنڈ قائم کیا ہے اور اس میں ہر مہینے کچھ رقم جمع کرتے ہیں اور رقم جمع ہونے کے بعد اسے آبادکاری میں صرف کرتے ہیں، کیا جمع شدہ رقم میں خمس ہے ؟

ج ہر شخص کی جانب سے دی جانے والی رقم اگر آبادکاری میں خرچ کی جانے تک اس کی ملکیت میں رہے اور خمس کا سال پورا ہونے تک اسے فنڈ کے کھاتے سے واپس لینا ناممکن ہو تو اس پر خمس واجب ہے.

س ۹۶۹ : چند سال پہلے میں نے اپنے مال کا حساب کیا اور خمس کی تاریخ مقرر کر دی، میرے پاس نقد رقم اور موٹر سائیکل کے علاوہ خمس نکالی ہوئی ۹۸ بھیڑ بکریاں تھیں لیکن چند سال سے میری بھیڑ بکریاں بیچنے کی وجہ سے کم ہوگئی ہیں لیکن نقدی میں اضافہ ہوگیا ہے۔ اس وقت میرے پاس ۶۰ بھیڑ بکریاں ہیں اور اس کے علاوہ نقد رقم ہے، پس کیا اس مال کا خمس نکالنا مجھ پر واجب ہے یا صرف اضافی مال کا خمس نکالنا ہوگا؟

ج اگر موجودہ بھیڑ بکریوں کی مجموعی قیمت اور نقدی مال کی مقدار اور

۹۸ بھیڑ بکریوں کی کل قیمت اور خمس دیئے ہوئے مال کے مجموعے سے زیادہ ہو تو اب زائد پر خمس ہے۔

س ۹۷۰ : ایک شخص کے پاس ایک ملکیت (گھر یا زمین) ہے جس پر خمس ہے، تو کیا وہ اس کا خمس اپنے سال کی منفعت سے ادا کر سکتا ہے یا واجب ہے کہ پہلے وہ منفعت کا خمس نکال ڈالے پھر اس خمس نکالی ہوئی رقم سے اس ملکیت کا خمس ادا کرے؟

ج اگر سال کی منفعت کا خمس نکالنا چاہتا ہے تو واجب ہے کہ اس کا بھی خمس نکالے۔

س ۹۷۱ : ہم نے شہیدوں کے بچوں کے لئے کچھ شہیدوں کے کارخانوں، زرعی زمینوں اور بنیادِ شہداء سے ملنے والے وظیفہ سے کچھ مال جمع کیا ہے جس سے بعض اوقات ان کی ضروریات کو پورا کیا جاتا ہے۔ براہ کرم یہ فرمایئے کہ کیا ان منافع اور ماہانہ جمع شدہ رقم پر خمس واجب ہے یا ان لوگوں کے بڑے ہونے تک انتظار کیا جائے گا؟

ج شہداء کی اولاد کو ان کے باپ کی طرف سے جو چیزیں میراث میں ملی ہیں یا جو بنیاد شہید کی طرف سے انہیں دیا گیا ہے ان میں خمس واجب نہیں ہے، لیکن ارث میں یا بنیاد شہید کی طرف سے ہدیہ ملنے والے مال سے حاصل ہونے والے منافع کا اگر وہ ان کے بالغ ہونے تک ان کی ملکیت میں رہیں تو خمس نکالنا احتیاط واجب ہے۔

س ۹۷۲ : کیا نفع کمانے اور تجارت میں جو مال انسان لگاتا ہے اس میں خمس ہے؟

ج اگر اصل سرمایہ کاروبار سے حاصل ہوا ہو تو اس میں خمس ہے، لیکن نفع کمانے میں جو مال اصل سرمایہ سے خرچ ہوتا ہے جیسے ذخیرہ کرانے، مزدوری، وزن کرانے اور دلالی وغیرہ تو ان سب کو تجارت کے

منافع سے منہا کر لیا جائے گا اور ان میں خمس نہیں ہے۔

س ۹۷۳ : اصل مال اور اس کے منافع میں خمس ہے یا نہیں ؟

ج اگر اصل مال کو انسان نے کسب (تنخواہ وغیرہ سے) حاصل کیا ہو تو اس میں خمس ہے صرف جو مال منافع تجارت سے حاصل ہو تو اس میں سال کے خرچ سے زائد پر خمس واجب ہے۔

س ۹۷۴ : اگر کسی کے پاس سونے کے سکے ہوں اور وہ نصاب تک پہنچ جائیں تو کیا اس پر زکوٰۃ کے علاوہ خمس بھی ہوگا؟

ج اگر اسے کاروباری منافع میں شمار کیا جاتا ہو تو وجوب خمس کے سلسلے میں اس کا وہی حکم جو دوسرے منافع کا ہے۔

س ۹۷۵ : میری زوجہ اور میں وزارت تعلیم میں کام کرتے ہیں۔ اور وہ اپنی تنخواہ ہمیشہ مجھے ہبہ کر دیتی ہے اور میں نے وزارت تعلیم میں کام کرنے والوں کی زرعی سوسائٹی میں ایک رقم لگا دی ہے اور میں خود بھی اس کا ممبر ہوں لیکن مجھے یہ معلوم نہیں کہ وہ رقم میری تنخواہ سے تھی یا میری اہلیہ کی تنخواہ سے تھی یہ جانتے ہوئے کہ میری اہلیہ کی جمع شدہ تنخواہ کی رقم اس مقدار سے کم ہے جتنا وہ ہر سال مجھ سے لیتی ہے، تو کیا اس مبلغ میں خمس ہے یا نہیں؟

ج جمع شدہ مال جو آپ کی تنخواہ ہے اس میں خمس ہے اور جو آپ کی اہلیہ نے آپ کو ہبہ کیا ہے اس میں خمس واجب نہیں ہے، اسی طرح جس مال میں شک ہو کہ وہ آپ کا ہے یا آپ کی اہلیہ نے ہبہ کیا ہے اس کا خمس نکالنا بھی واجب نہیں ہے۔ لیکن احوط یہی ہے کہ اس کا خمس نکالا جائے یا تھوڑا مال دیگر خمس کے بارے میں (حاکم شرع سے

مصالحت کی جائے۔

س ۹۷۶ : جو رقم بینک میں دو سال کے لئے بطور قرض الحسنہ رکھی گئی ہو، کیا اس میں خمس ہے ؟

ج سال کے منافع میں سے جو مقدار جمع ہوا اس میں ایک مرتبہ خمس ہے اور بینک میں قرض الحسنہ کے طور پر جمع کرنے سے خمس ساقط نہیں ہوتا، البتہ جب تک قرض لینے والے سے وہ رقم نہ مل جائے اس پر خمس واجب نہیں ہے۔

س ۹۷۷ : ایک شخص اپنے یا اپنے (زیر کفالت) عیال کے خرچ میں سے کٹوتی کرتا ہے تاکہ کچھ مال جمع کر سکے یا کچھ رقم قرض لیتا ہے تاکہ اپنی زندگی کی پریشانیوں کو دور کر سکے، پس اگر خمس کی تاریخ تک جمع شدہ مال یا قرض لی ہوئی رقم باقی رہ جائے تو کیا اس پر خمس ہوگا ؟

ج جمع شدہ منفعت اگر خمس کی تاریخ تک رہ جائے تو اس میں ہر حال میں خمس واجب ہوگا، قرض لینے والے پر قرض کا خمس واجب نہیں ہے لیکن قرض کو سال کے منافع میں سے قسط وار ادا کرے اور قرض کا عین مال خمس کی تاریخ کے وقت اس کے پاس موجود ہو تو اس کا خمس دینا واجب ہے۔

س ۹۷۸ : دو سال پہلے مکان بنانے کے لئے میں نے تھوڑی سی زمین خریدی تھی، اگر میں مکان کی تعمیر کے لئے (روزانہ کے خرچ سے بچا کر) کچھ مال جمع کروں، تو کیا سال کے آخر میں اس (جمع شدہ) رقم میں خمس ہے ؟ جبکہ میں کرایہ کے مکان میں رہتا ہوں ؟

ج اگر اس رقم کو سال کے منافع میں سے جمع کیا ہو یہاں تک کہ خمس کی تاریخ آگئی ہو تو اس میں خمس واجب ہے، لیکن سال کے داخل ہونے سے پہلے اگر اس رقم کو مکان کے لوازمات میں تبدیل کر دیا جائے تو اس پر خمس نہیں ہے۔

س ۹۷۹: میں شادی کرنا چاہتا ہوں، اور مالی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے میں نے اپنی رقم ایک شخص کے پاس بطور بیع شرط رکھا ہے، اور اس وقت مالی ضرورت کے پیش نظر جب کہ میں کالج کا ایک طالب علم ہوں، کیا مسئلہ خمس میں مصالحت کا امکان ہے؟

ج: اگر مذکورہ مال آپ کے منافع کسب میں سے تھا تو سال خمس کے پورا ہونے پر اس کا خمس نکالنا واجب ہے، اور خمس نکالنا یقینی ہو تو اس میں مصالحت نہیں ہو سکتی۔

س ۹۸۰: گذشتہ سال حج کمیٹی نے حاجیوں کے قافلوں کے تمام سامان اور اسباب ان سے خرید لئے اور میں نے اس سال گرمی میں اپنے سامان کی قیمت ۳ لاکھ ۲۱ ہزار تومان وصول کی۔ اس کے علاوہ میں نے گذشتہ سال اسّی ہزار تومان لئے تھے۔ اس بات کے پیش نظر کہ میں نے خمس کی تاریخ معین کردی ہے اور خرچ سے بچے ہوئے مال پر ہر سال خمس دیتا ہوں، نیز یہ کہ مذکورہ چیزیں میری ضرورت کی تھیں، کیا اس وقت اس رقم میں خمس نکالنا واجب ہے؟ جبکہ اس وقت ان کی قیمتوں میں بہت زیادہ اختلاف ہو چکا ہے؟

ج: مذکورہ سامان اگر مخمس مال سے خریدا گیا تھا تو بیچنے کے بعد ان کی قیمتوں میں خمس نہیں ہے، ورنہ اس کا خمس نکالنا واجب ہے۔

س ۹۸۱: میں ایک دوکاندار ہوں اور ہر سال نقد مال اور سامان کا حساب کرتا ہوں۔ بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو سال کے آخر تک فروخت نہیں پاتیں تو کیا سال کے آخر میں ان کو بیچنے سے پہلے ان کا خمس نکالنا واجب ہے یا یہ کہ اس کو بیچنے کے بعد اس کا خمس نکالنا واجب ہے؟ اور اگر ان چیزوں کا خمس دے دیا ہو اور پھر انھیں فروخت کیا ہو تو اگلے

سال ان کا کس طرح حساب کروں گا ؟ اور اگر انہیں نہ بیچا ہو اور ان کی قیمت میں فرق آگیا ہو تو اس کا کیا حکم ہے ؟

ج: جن چیزوں کو نہیں بیچا ہے اور نہ اس سال انہیں کوئی خریدنے والا ہے تو ان کی بڑھی ہوئی قیمتوں پر خمس نکالنا واجب نہیں ہے بلکہ آئندہ بیچ کر حاصل ہونے والا منافع اس سال کا شمار ہوگا جس سال اسے فروخت کیا ہے، اور اگر جن چیزوں کی قیمتیں بڑھیں تھیں اور ان کا مشتری بھی اس وقت موجود تھا لیکن زیادہ (منافع) کی خاطر آپ نے اسے سال کے آخر تک نہیں بیچا تو سال کے داخل ہوتے ہی ان کی بڑھی ہوئی قیمت کا خمس نکالنا واجب ہے۔

س ۹۸۲: ایک مکان تین منزلوں پر مشتمل ہے اور مکان کی سند (قانونی کاغذات) کی رو سے وہ ۱۹۷۳ء سے چار افراد کی درج ذیل تفصیل سے ملکیت میں ہے:

پورے گھر کے پانچ حصوں میں سے تین حصے تین اولاد کی ملکیت میں ہیں اور دو حصے ان کے والدین کے ہیں، اور ایک طبقہ پر اولاد میں سے کوئی ایک رہتا ہے اور دوسری دو منزلوں پر ان کے مالکوں کی مالی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے دو کرایہ دار رہتے ہیں، اور یہ جانتے ہوئے کہ ان دو مالکوں میں سے ایک کے پاس اس گھر کے علاوہ دوسرا گھر نہیں، کیا ان دونوں منزلوں پر خمس واجب ہے؟ اور کیا یہ ان دونوں منزلوں کی آمدنی سال کے خرچ میں شمار ہوگی؟

ج: معیشت چلانے کے لئے مذکورہ گھر کا جو حصہ کرایہ پر دیا گیا ہے

اس کا حکم، اصل مال کا حکم ہے، پس اگر وہ کاروباری فائدے میں شمار ہوتا ہو تو اس میں خمس ہے اور اگر وہ ارث میں ملا ہو یا ہو یا ہبہ کے طور پر ملا ہو تو اس میں خمس نہیں ہے۔

س ۹۸۳ : ایک شخص کے پاس ایسا گیہوں تھا جس کا خمس دے چکا ہے، اور جب وہ (دوسری فصل کے لئے) گیہوں بو رہا تھا تو اسی مخمّس گیہوں کو صرف کرتا رہا، پھر وہ اس (خمس دیئے ہوئے گیہوں) کی جگہ نئے گیہوں کو رکھتا رہا اس طرح کئی سال گذر گئے، تو کیا اس نئے گیہوں پر خمس ہوگا جنہیں استعمال کئے ہوئے گیہوں کی جگہ رکھتا تھا؟ اور ایسا ہونے کی صورت میں کیا سب پر خمس ہوگا؟

ج جب اس نے خمس دیئے ہوئے گیہوں کو صرف کیا تو اس کے لئے درست نہیں تھا کہ نئے گیہوں کو الگ کرے تاکہ اس طرح وہ مقدار خمس کے حکم سے مستثنیٰ ہو۔ پس جدا کئے ہوئے نئے گیہوں کو اگر سال کے اخراجات میں صرف کیا ہے تو اس میں خمس نہیں ہے اور اس میں سے جو سال تک بچ جائے اس میں خمس واجب ہے۔

س ۹۸۴ : بحمد اللہ میں ہر سال اپنے مال میں خمس نکالتا ہوں لیکن خمس کا حساب کرتے وقت ہمیشہ مجھ کو شک ہوتا ہے پس اس شک کا کیا حکم ہے؟ اور کیا واجب ہے کہ اس سال سارے نقد مال کا میں حساب کر دوں؟ اس سلسلے میں شک کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا؟

ج اگر آپ کا شک گذشتہ برسوں کی منفعت کے حساب کے صحیح ہونے کے بارے میں ہے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا اور دوسری مرتبہ اس کا خمس نکالنا واجب نہیں ہے لیکن اگر آپ کو آمدنی کے بچے ہوئے مال میں اس بارے میں شک ہو کہ یہ اس سال کا ہے جس میں خمس دیا جا چکا ہے

یااس سال کا کہ جس کا خمس نہیں دیا ہے، تو اس صورت میں آپ پر اس کا خمس نکالنا واجب ہے مگر اس بات کا یقین ہوجائے کہ اس کا خمس پہلے نکالا جاچکا تھا۔

س ۹۸۵ : میں نے بالفرض مخمس مال سے دس ہزار تومان میں ایک قالین خریدا اور کچھ دنوں کے بعد اسے ۱۵ ہزار تومان میں بیچ دیا تو کیا ۵ ہزار تومان کہ جو مخمس مال سے زیادہ ہیں، کاروبار کے منافع میں شمار ہوں گے اور ان پر خمس ہوگا ؟

ج اگر اسے بیچنے کے ارادے سے خریدا تھا تو خرید سے زیادہ وصول ہونے والی رقم منفعت میں شمار ہوگی اور اگر سال کے آخر میں اس میں کچھ بچ جائے تو اس پر خمس واجب ہوگا ۔

س ۹۸۶ : جو شخص اپنے منافع میں سے ہر منفعت کے لئے خمس کی (جدا) تاریخ معین رکھتا ہو کیا اس کے لئے جائز ہے کہ اس منفعت کا خمس جس کی تاریخ آگئی ہے، ان منافع سے دے جن کی تاریخ خمس نہیں آئی ہیں ؟ اور جن منافع کے بارے میں جانتا ہو کہ یہ منافع آخر سال تک باقی رہیں گے اور زندگی کے اخراجات میں صرف نہیں ہوں گے تو اس صورت میں کیا حکم ہے ؟

ج اگر یہ جائز بھی ہو کہ ہر آمدنی کے لئے خمس کی مستقل تاریخ رکھی جائے تو بھی یہ جائز نہیں کہ ایک کاروبار کے منافع کا خمس دوسرے کاروبار کے منافع میں سے دیا جائے ۔ مگر اس صورت میں کہ ان کا خمس دیا جاچکا ہو اور جو منافع سال کے آخر تک خرچ نہ ہوں ان میں اختیار ہے کہ ان کے حصول کے بعد ہی خمس دے دے یا سال کے ختم ہونے کا انتظار کرے۔

س ۹۸۷ : ایک شخص کے پاس دو منزلہ مکان ہے جس کی اوپری منزل میں وہ خود رہتا ہے

اور نچلی منزل کو ایک شخص کو دے دیا ہے اور چونکہ وہ مقروض تھا اور اس نے اس شخص سے کرایہ لینے کے بجائے قرض لے لیا ہے، تو کیا اس رقم میں خمس ہوگا ؟

ج قرض لے کر مفت میں مکان دینے کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے، بہرحال جس مال کو بطور قرض لیا ہے اس میں خمس نہیں ہے۔

س ۹۸۸ : میں نے ادارۂ اوقاف سے ایک مکان مَطَب (کلینک) کے لئے ماہانہ کرایہ پر لیا ہے۔ میری درخواست قبول کرنے کے عوض انہوں نے مجھ سے پگڑی بھی لی ہے پس کیا اس پگڑی پر خمس ہے؟ واضح رہے کہ اس وقت مذکورہ رقم میری ملکیت سے خارج ہو چکی ہے اور اب وہ مجھے کبھی نہیں ملے گی؟

ج اگر یہ رقم پگڑی کے طور پر دی گئی ہے اور سال بھر کے بچے ہوئے مال سے اس کا تعلق تھا تو اس کا خمس دینا واجب ہے۔

س ۹۸۹ : ایک شخص نے بنجر زمین کو آباد کرنے اور اس میں پھل دار درخت لگانے کے لیئے ــــ تاکہ ان کے پھلوں سے مستفید ہو سکے ــــ ایک کنواں کھودا اور اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ یہ درخت سالہا بعد پھل دیتے ہیں اور ان پر کافی سرمایہ خرچ ہوتا ہے، اس شخص نے ایک ایک ملین تومان سے زیادہ ان پر خرچ کیا ہے لیکن اب تک اس نے خمس کا حساب نہیں کیا اب جب اس نے خمس ادا کرنے کے لئے اپنے اموال کا حساب کیا تو معلوم ہوا کہ کنویں، زمین اور باغ کی قیمت شہروں کی آبادی بڑھ جانے کی وجہ سے لگائی گئی رقم کا کئی گنا ہو گئی ہے۔ پس اگر اسے موجودہ قیمت کا خمس ادا کرنے کی تکلیف دی جائے تو اس میں اس کی استطاعت نہیں ہے، اور اگر اسے خود زمین اور باغ کا خمس دینے کی تکلیف دی جائے تو اس سے وہ مشکلوں میں مبتلا ہوگا کیونکہ اس سلسلہ میں اس نے اس امید پر خود مشقت اٹھائی کہ وہ اپنے معاش

اور اپنے عیال کے اخراجات کو باغ کے پھلوں سے پورا کرے گا پس اس کے اموال سے خمس نکالنے کے بارے میں اس کا کیا فریضہ ہے؟ اور اس پر جو خمس ہے اس کا وہ کس طرح حساب کرے کہ اس کیلئے اس کا ادا کرنا آسان ہو جائے؟

ج: جس بنجر اور غیر آباد زمین کو اس نے باغ بنانے اور اس میں پھل دار درخت لگانے کے لئے آباد کیا ہے اس کا اس کی آباد کاری پر ہونے والے اخراجات کو الگ کر کے خمس دینا ہوگا اور اس سلسلہ میں اسے اختیار ہے کہ وہ خود زمین کا خمس دے یا اس کی موجودہ قیمت کے لحاظ سے خمس نکالے لیکن کنویں، پائپ، واٹر پمپ، نلکے، اور درختوں وغیرہ پر جو پیسہ خرچ ہوا ہے اسے اگر اس نے قرض لیا ہو یا ادھار حاصل کیا ہو اور پھر اس ادھار کو غیر مخمس مال سے ادا کیا ہو تو اسے صرف اس رقم کا خمس دینا پڑے گا جو اس نے قرض میں ادا کیا ہے لیکن اگر اس نے اسے غیر مخمس مال سے حاصل کیا ہے تو موجودہ قیمت کے لحاظ سے اس کا خمس دینا ہوگا پس اگر اس خمس کو جو کہ اس پر واجب ہے ایک مرتبہ ادا نہیں کر سکتا ہے تو ہمارے کسی وکیل سے مصالحت کر کے خمس کی رقم کو جتنی مقدار و مدت معین کی جائے اس میں رفتہ رفتہ ادا کرے۔

س ۹۹۰: خمس ادا کرنے کے لئے ایک شخص کے پاس سال بھر کا حساب نہیں ہے اور اب وہ خمس نکالنا چاہتا ہے اور شادی سے آج تک وہ مقروض چلا آرہا ہے، پس اپنے خمس کا وہ کیسے حساب کرے؟

ج: اگر ماضی سے آج تک اس کے پاس اس کے اخراجات کے بعد کچھ بچت

نہیں ہے تو خمس نہیں ہے ۔

س ۹۹۱ : موقوفہ اشیاء اور زمین کے منافع اور محصول پر خمس و زکواۃ کا کیا حکم ہے ؟

ج موقوفہ چیزوں پر مطلقاً خمس نہیں ہے خواہ وہ وقف خاص ہی کیوں نہ ہو اور نہ ان کے فوائد پر خمس ہے اور نہ ہی وقف عام میں موقوف علیہ کے قبضہ کرنے سے قبل اس کے محصول میں زکواۃ ہے ۔ لیکن قابض ہونے کے بعد وقف کے محصول پر زکواۃ واجب ہے ، بشرطیکہ اس میں زکواۃ کے شرائط پائے جاتے ہوں ، لیکن وقف خاص کے محصول میں جس شخص کے حصہ کا محصول حد نصاب تک پہونچ جائے تو اس پر اس کی زکواۃ دینا واجب ہے ۔

س ۹۹۲ : کیا چھوٹے بچوں کی کمائی میں بھی سہم سادات ۔ کثرھم اللہ تعالیٰ ۔ اور سہم امام ہے ؟

ج احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ بالغ ہونے کے بعد اپنی اس کمائی کے منافع کا خمس ادا کریں جو بلوغ سے قبل کی تھی بشرطیکہ بالغ ہونے تک وہ ان کی ملکیت میں رہے ۔

س ۹۹۳ : کیا ان آلات پر بھی خمس ہے جو کاروبار میں استعمال ہوتے ہیں ؟

ج کاروبار کے وسائل اور آلات کا حکم وہی ہے جو وجوب خمس میں راس المال کا حکم ہے ۔

س ۹۹۴ : چند سال قبل ہم نے حج بیت اللہ جانے کی غرض سے بینک میں کچھ پیسے جمع کئے مگر ابھی تک ہم حج کے لئے نہیں جا سکے اور ہمیں یہ یاد نہیں کہ ماضی میں ہم نے اس پیسہ کا خمس نکالا تھا یا نہیں ۔ کیا اب اس پر خمس دینا واجب ہے ؟ اور حج پر جانے کی نام نویسی کے لئے

ہم نے جو پیسہ جمع کیا تھا اس کو کئی سال ہو گئے ہیں کیا اس پر بھی خمس واجب ہے یا نہیں؟

ج حج کے لئے اسم نویسی کے سلسلہ میں جو پیسہ آپ نے جمع کیا تھا اگر وہ آپ کی سال بھر کی کمائی میں سے تھا یا جمع کرتے وقت وہ اس قول و قرار کے تحت کہ وہ آنے جانے کے اخراجات اور وہاں کی خدمات کی قیمت یا اجرت کے لئے ہے، جو آپ کے اور ادارۂ حج و زیارت کے درمیان ہوا تھا تو اس کا خمس دینا آپ پر واجب نہیں ہے۔

س ۹۹۵ : جن ملازمت پیشہ لوگوں کے خمس کے سال کا پہلا دن بارہویں مہینے کا آخری دن ہو اور وہ سال کا پہلا مہینہ شروع ہونے سے پانچ روز قبل ہی اپنی تنخواہ لے لیں تاکہ اسے آنے والے سال کے آغاز میں خرچ کریں تو کیا اس کا خمس دینا واجب ہے؟

ج جو تنخواہ انہوں نے سال ختم ہونے سے قبل ہی لے لی ہے، اس میں سے خمس والے سال کے آخر تک جتنی مقدار خرچ نہیں ہوئی ہے اس پر خمس ہے۔

س ۹۹۶ : یونیورسٹیوں کے اکثر طلبہ غیر متوقع مشکلوں کو حل کرنے کے لئے اپنی زندگی کے اخراجات میں میانہ روی سے کام لیتے ہیں لہٰذا ان کے پاس پیسہ وافر مقدار میں جمع رہتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ:

اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ یہ مال قناعت اور وزارت تعلیم کے وظیفہ سے حاصل ہوتا ہے تو کیا ان اموال پر خمس ہے؟

ج وظیفہ اور تعلیمی امداد پر خمس نہیں ہے۔

خمس کے حساب کا طریقہ

س ۹۹۷ : اگر خمس ادا کرنے میں آنے والے سال تک تاخیر ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج حکم یہ ہے کہ خمس ادا کیا جائے چاہے آئندہ سال ہی کیوں نہ ہو لیکن خمس کے سال کے داخل ہونے کے بعد اس مال میں تصرّف کا حق نہیں ہے جس کا خمس ادا نہیں کیا ہے اور اگر خمس دینے سے قبل اس سے کوئی چیز یا زمین وغیرہ خرید لی تو خمس کی مقدار کے معاملے میں ولی امر خمس کی اجازت کے بعد اس ملکیت یا زمین کی موجودہ قیمت کے مطابق حساب کرے اور اس کا خمس ادا کرے۔

س ۹۹۸ : میں ایسے مال کا مالک ہوں جس کا کچھ حصہ نقد کی صورت میں اور کچھ قرض حسنہ کی شکل میں دیگر اشخاص کے پاس ہے، دوسری طرف میں مکان کی خاطر زمین خریدنے کی وجہ سے مقروض ہوں اور اس زمین کی قیمت سے متعلق ایک نقدی چیک ہے جس کو مجھے چند ماہ تک ادا کرنا ہے پس کیا میں موجودہ رقم (نقد و قرض حسنہ) میں سے زمین کا قرض نکال کر باقی رقم کا خمس دے سکتا ہوں؟ اور کیا اس زمین پر بھی خمس ہے

جس کو رہائش کے لئے خریدا ہے ؟

ج آپ خمس کا سال شروع ہو جانے کے بعد سال بھر کے منافع میں سے اس قرض کو دے سکتے ہیں جس کا چند ماہ بعد ادا کرنا ضروری ہے لیکن اگر آپ نے اس پیسے کو سال کے دوران قرض میں ادا نہیں کیا یہاں تک کہ خمس کا سال آگیا تو اس کے بعد آپ قرض کو اس سے جدا نہیں کر سکتے بلکہ پورے مال کا خمس دینا واجب ہے۔ لیکن آپ نے جو زمین رہائش کے لئے خریدی ہے اگر آپ کو اس کی ضرورت ہے تو اس پر خمس نہیں ہے۔

س ۹۹۹ : میں نے ابھی تک شادی نہیں کی ہے تو کیا مستقبل میں اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے میں موجودہ مال سے کچھ ذخیرہ کر سکتا ہوں ؟

ج اگر آپ نے سال بھر کے نفع سے ذخیرہ کیا یہاں تک خمس کی تاریخ آگئی تو آپ پر اس کا خمس نکالنا واجب ہے خواہ وہ پیسہ مستقبل میں شادی میں خرچ کرنے کے لئے کیوں نہ رکھا ہو۔

س ۱۰۰۰ : میں نے سال کے دسویں مہینے کی آخری تاریخ کو خمس نکالنے کے لئے مقرر کیا ہے۔ پس میری دسویں مہینے کی تنخواہ اس ماہ کے آخر میں ملتی ہے۔ کیا اس پر بھی خمس ہے ؟ اور اگر میں تنخواہ لینے کے بعد کچھ پیسہ اپنی زوجہ کو ہدیہ کر دوں جس کو ہر مہینے جمع کرتا ہوں۔ تو کیا اس پر بھی خمس ہے ؟

ج جو تنخواہ آپ نے خمس کی تاریخ آنے سے پہلے لی ہے یا خمس کی تاریخ سے ایک دن پہلے جس تنخواہ کو لے سکتے ہیں اس میں سے اگر سال کے خرچ سے کچھ بچ جائے تو اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے لیکن جو پیسہ

آپ نے اپنی زوجہ یا کسی دوسرے شخص کو ہدیہ کر دیا ہے اگر خمس سے بچنے کی غرض سے ایسا نہ کیا ہو اور وہ عرف عام میں آپ کی حیثیت کے مطابق بھی ہو تو اس پر خمس نہیں ہے۔

س ۱۰۰۱ : میرے پاس کچھ مال یا پونجی ایسی ہے جس کا خمس دیا جا چکا ہے، اسے میں خرچ کرنا چاہتا ہوں۔ کیا سال کے آخر میں جب مال کے خمس کا حساب ہوگا میں سال بھر کے منافع میں سے کچھ مقدار مال کو اس خرچ شدہ مخمّس مال کے بدلے خمس سے الگ کر سکتا ہوں ؟

ج سال بھر کے منافع میں سے کوئی بھی چیز مخمّس مال کے بدلے خمس سے الگ نہیں کر سکتے۔

س ۱۰۰۲ : اگر وہ مال جس پر خمس نہیں ہے جیسے انعام وغیرہ اصل مال سے مخلوط ہو جائے تو کیا خمس کی تاریخ میں اسے الگ کر کے باقی مال کا خمس نکال سکتے ہیں ؟

ج اس کے جدا کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے۔

س ۱۰۰۳ : تین سال قبل میں نے اس پیسہ سے دوکان کھولی جس کا خمس دیا جا چکا ہے اور میرے خمس کی تاریخ شمسی سال کی آخری تاریخ ہے — یعنی عید نوروز کی شب — اور آج تک جب بھی میرے خمس کی تاریخ آتی ہے تو میں دیکھتا ہوں کہ میرا تمام سرمایہ قرض کی صورت میں لوگوں کے ذمہ ہے اور میں خود بھاری رقم کا مقروض ہوں۔ امید ہے کہ ہماری تکلیف بیان فرمائیں گے ؟

ج اگر خمس کی تاریخ کے وقت نہ آپ کے راس المال میں سے کچھ ہو اور نہ منافع سے، بایں کہ کل نقد رقم اور دوکان میں موجود مال اس مال کے برابر ہو جس کا آپ خمس دے چکے ہیں تو آپ پر خمس واجب نہیں ہے، لیکن جو اجناس آپ نے ادھار پر فروخت کی ہیں، ان کا اس سال کے

منافع میں حساب ہوگا جس سال ان کی قیمت آپ وصول کریں۔

س ۱۰۰۴ : جب خمس کی تاریخ آتی ہے تو ہمارے لئے دوکان میں موجود مال کی قیمت کا اندازہ لگانا مشکل ہوتا ہے۔ پس کس طریقے سے اس کا حساب لگانا واجب ہے؟

ج جس طرح بھی ہو سکے خواہ تخمینہ کے ذریعہ ہی بہرحال دوکان میں موجود مال کی قیمت کی تعیین واجب ہے تاکہ سال بھر کے اس منافع کا حساب ہو جائے جس کا خمس نکالنا آپ پر واجب ہے۔

س ۱۰۰۵ : اگر میں چند سال تک خمس کا حساب نہ کروں یہاں تک کہ میرا مال نقد بن جائے اور اصلی پونجی میں اضافہ ہو جائے تو اگر میں سابقہ اصل سرمایہ کے علاوہ جو مال ہے اس کا خمس نکالوں تو کیا اس میں کوئی اشکال ہے؟

ج اگر خمس کی تاریخ آنے تک آپ کے اموال میں کچھ خمس تھا، اگرچہ کم ہی سہی تو جب تک آپ اپنے اموال کا حساب نہیں کریں گے اور جب تک وہ خمس ادا نہیں کریں گے اس وقت تک آپ کو اپنے اموال میں تصرف کا حق نہیں ہوگا اور اگر آپ نے اس کا خمس دینے سے قبل خرید و فروخت کے ذریعہ اس میں تصرف کیا تو اس میں موجود خمس کی مقدار کے برابر معاملہ فضولی ہوگا۔ اور ولی خمس کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ اور اجازت کے بعد پہلے آپ پر کل خمس دینا واجب ہے اور بعد میں دوسرے سال کے اخراجات سے بچ جانے والے پیسہ کا خمس دینا واجب ہے۔

س ۱۰۰۶ : امید ہے کہ ایسا طریقہ بیان فرمائیں گے کہ جس سے دوکاندار کے لئے خمس نکالنا ممکن ہو جائے؟

ج: پہلے خمس کے سال کے آغاز میں موجودہ مال و نقد کا حساب کریں اور اس کا اصلی مال سے موازنہ کریں اگر اصلی پونجی سے زیادہ نکلے تو اسے منافع سمجھا جائیگا اور اس پر خمس ہے۔

س ۱۰۰۷: گزشتہ سال میں نے سال کے تیسرے مہینے کی پہلی تاریخ کو اپنے خمس کی تاریخ مقرر کیا تھا اور یہ وہ تاریخ ہے جس میں، میں نے اس فائدے کے خمس کا حساب کیا تھا جو مجھے بینک کے حساب سے ملا تھا یاد ہو کہ میں اس سے قبل اس فائدہ کا مستحق تھا مگر میں اس مال سے کام چلا رہا تھا جس پر خمس نہیں ہے پس سال بھر کے مال کے حساب کا یہ طریقہ صحیح ہے؟

ج: آپ کے خمس کے سال کی ابتداء وہ دن ہے جس دن پہلی مرتبہ آپ کو وہ فائدہ ملا جو لینے کے قابل تھا، اور خمس کے سال میں تاخیر اس دن سے آپ کیلئے صحیح نہیں ہے۔

س ۱۰۰۸: چند سال قبل ایک شخص نے کم قیمت پر زمین خریدی اس وقت وہ اپنے اموال کے خمس کا حساب کرنا چاہتا ہے تاکہ پاک ہو جائے، کیا اس پر سابقہ قیمت کے مطابق خمس نکالنا واجب ہے یا موجودہ قیمت کے مطابق جو بہت زیادہ ہے؟

ج: اگر اس نے معاملہ اپنے ذمے غیر مشخص قیمت کے عنوان سے کیا ہو تو اسی قیمت پر خمس ہے۔ لیکن اگر اس نے خاص مشخص و غیر مخمس مال سے زمین خریدی ہو تو اگر اثناء سال میں سال کے منافع سے خریدی ہے تو خود زمین کا یا اس کی قیمت پر خمس دینا واجب ہے اور اگر خمس کی تاریخ کے بعد سال کے نفع سے خریدی ہے تو خمس کی مقدار کے برابر معاملہ فضولی ہے اور حاکم شرعی کی اجازت پر موقوف ہے، پس اگر ولی امر یا اس کا وکیل اس کی اجازت دیدے تو مکلف پر اس

زمین کا یا اس کی موجودہ قیمت کا خمس دینا واجب ہے۔

س ۱۰۰۹ : اگر کوئی شخص اپنے مال کے حساب کی تاریخ آنے سے قبل اپنی آمدنی کا کچھ حصہ قرض پر دیدے اور خمس کی تاریخ کے چند ماہ بعد اس سے واپس لے لے تو اس رقم کا کیا حکم ہے ؟

ج مفروضہ سوال میں مقروض سے قرض لیتے وقت اس میں سے خمس دینا واجب ہے۔

س ۱۰۱۰ : ان چیزوں کا کیا حکم ہے کہ جن کو انسان اپنے خمس کے سال کے درمیان خریدتا ہے پھر خمس کی تاریخ آنے کے بعد فروخت کر دیتا ہے ؟

ج اگر انھیں فروخت کرنے کی غرض سے خریدا تھا اور خمس کی تاریخ آنے سے پہلے ان کا فروخت کرنا ممکن تھا تو اس پر ان کے منافع کا خمس واجب ہے اور اگر فروخت کرنا ممکن نہیں تھا تو ان کا خمس واجب نہیں ہے اور جب انھیں فروخت کرے گا تو ان کے بیچنے سے جو فائدہ حاصل ہوگا اس کا فروخت والے سال کے منافع میں شمار ہوگا۔

س ۱۰۱۱ : اگر ملازم خمس والے سال کی تنخواہ خمس کی تاریخ آنے کے بعد وصول کرے تو کیا اس پر اس کا خمس دینا واجب ہے؟

ج اگر آغاز سال میں تنخواہ کو لے سکتا تھا تو اس کا خمس دینا واجب ہے اگرچہ اس نے لی نہ ہو ورنہ وصول کئے کے سال کے منافع میں شمار ہوگی۔

س ۱۰۱۲ : اگر کوئی شخص خمس کی تاریخ آنے پر اتنی ہی مقدار کا مقروض ہو جتنا اس کا نفع ہوا ہے تو کیا اس منافع پر خمس ہے ؟

ج اگر وہ قرض اسی سال کے اخراجات سے متعلق ہے تو وہ اس سال کے منافع سے علیحدہ کیا جائے گا ورنہ مستثنیٰ نہیں ہوگا۔

س ۱۰۱۳: سونے کے سکّہ کا کیسے خمس دیا جائے جس کی مستقل طور پر قیمت گھٹتی بڑھتی رہتی ہے ؟

ج: اگر خمس کیلئے قیمت نکالنا چاہتا ہے تو معیار ادائیگی کے دن کی قیمت ہے۔

س ۱۰۱۴: اگر کوئی شخص اپنے مال کا سالانہ حساب سونے کی قیمت سے کرے مثلاً: جب اس کی کل پونجی سونے کے سو سکّے (بہار آزادی) کے برابر ہو اور وہ اس سے بیس سکّے نکال دے تو اس کے پاس اسّی سکّے مخمس بچیں گے اور سال آئندہ سونے کے سکوّں کی قیمت بڑھ جائے لیکن اس شخص کا رأس المال اسّی سکوں کی قیمت کے برابر باقی بچے، تو اس پر خمس ہے یا نہیں ؟ اور کیا اس بڑھی ہوئی قیمت پر خمس دینا واجب ہے ؟

ج: مخمّس رأس المال کے استثناء کا معیار خود رأس المال ہے پس اگر رأس المال کہ جس سے کاروبار ہوتا ہے، بہار آزادی نام کے سونے کے سکّے ہیں تو یہ مخمّس سونے کے سکّے سالانہ مالی حساب کے وقت مستثنیٰ ہوں گے اگرچہ ریال کے اعتبار سے ان کی قیمت میں گزشتہ سال کی نسبت اضافہ ہی ہوا ہو لیکن اگر اس کا رأس المال نقد کاغذی نوٹ ہوں اور خمس کی تاریخ میں انھیں سونے کے سکوّں کے مساوی حساب کرے اور اس کا خمس دیدے گا تو آئندہ خمس کی تاریخ میں سونے کے سکوں کے برابر والی وہ قیمت مستثنیٰ ہوگی جس کا گزشتہ سال حساب کیا تھا خود سونے کے سکّے مستثنیٰ نہیں ہوں گے چنانچہ سال آئندہ اگر سونے کے سکوّں کی قیمت بڑھ جائے تو بڑھی ہوئی قیمت مستثنیٰ نہیں ہوگی بلکہ اسے منافع میں شمار کیا جائے گا اور اس پر خمس واجب ہے۔

مالی سال کی تعین

س ۱۰۱۵ : جو شخص اس بات سے مطمئن ہو کہ سال کے آخر تک اس کی سال بھر کی آمدنی میں سے ایک پیسہ بھی نہیں بچے گا بلکہ جو کچھ اس کی کمائی اور منافع ہے وہ درمیان سال ہی میں روٹی اور کپڑے پر خرچ ہو جائے گا تو کیا اس کے باوجود اس پر خمس کی تاریخ معین کرنا واجب ہے؟ اور کیا آغاز سال کا تعین واجب ہے؟ اور اس شخص کا کیا حکم ہے جو اپنے اس اطمینان کی بنا پر کہ اس کے پاس زیادہ پیسہ نہیں ہے خمس کے سال کا تعین نہیں کرتا ہے؟

ج خمس کے سال کی ابتداء مکلف کی تعیین و حد بندی سے نہیں ہوتی ہے بلکہ وہ ایک امر واقعی ہے جس کا آغاز ہر شخص کی کمائی کے آغاز کے ساتھ ہی ہو جاتا ہے۔ مثلاً جو شخص زراعت کرتا ہے اس کے لئے سال کا آغاز کھیتی کاٹنے کے وقت سے ہوگا اور ملازمت پیشہ لوگوں کے سال کا آغاز تنخواہ وصول کرنے کا وقت ہے، آغاز سال اور سالانہ آمدنی کا حساب خود مستقل واجب نہیں ہے یہ صرف اس لئے واجب ہے کہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس پر کتنا خمس واجب ہے، پس اگر اس کی کمائی میں اس کے پاس کچھ بھی باقی نہ بچے

بلکہ جتنا وہ کماتا ہے اس کو اپنی زندگی پر خرچ کر دیتا ہے تو اس پر ان امور میں سے کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

س ۱۰۱۶ : کیا مالی سال کا آغاز کام کے پہلے مہینہ سے ہوتا ہے؟ یا پہلا مہینہ ماہانہ تنخواہ وصول کرنے سے متعلق ہے؟

ج ملازمت کرنے والوں کا خمس کا سال اس دن سے شروع ہوتا ہے جس دن تنخواہ پاتے ہیں یا اس کو وصول کرنے پر قادر ہوتے ہیں۔

س ۱۰۱۷ : خمس ادا کرنے کے لئے سال کی ابتداء کا کیسے تعیین ہوتا ہے؟

ج کارندوں اور ملازمت پیشہ افراد کے خمس کے سال کی ابتداء اس تاریخ سے ہوتی ہے جس دن وہ اپنے کام و ملازمت کا پہلا ثمرہ حاصل کرتے ہیں لیکن تاجروں کے سال کی ابتداء ان کی خرید و فروخت شروع کرنے کی تاریخ سے ہوتی ہے۔

س ۱۰۱۸ : غیر شادی شدہ جوانوں پر جو اپنے والدین کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں، خمس کی تاریخ کا تعیین کرنا واجب ہے؟ اور ان کے سال کی ابتداء کب سے ہوگی؟ اور اس کا وہ کیسے حساب کریں گے؟

ج اگر غیر شادی شدہ جوان کی ذاتی کمائی ہو، خواہ قلیل ہی کیوں نہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ خمس کی تاریخ معین کرے تاکہ اس سے سال بھر کی آمدنی کا حساب ہو کہ اگر سال کے آخر میں اس کے پاس کوئی چیز باقی بچے تو اس کا خمس دے اور خمس کے سال کا آغاز پہلے فائدہ کے حصول کے دن سے ہوتا ہے۔

س ۱۰۱۹ : جو میاں بیوی اپنی اپنی آمدنی سے مشترکہ طور پر گھر کے اخراجات پورا کرتے ہیں تو کیا ان کے لئے ممکن ہے کہ مشترکہ طور پر اپنے خمس کی تاریخ بھی معین کریں ؟

ج ان میں سے مستقل طور پر ہر ایک کے لئے خمس کی تاریخ ہوگی پس سال کے آخر میں ان میں سے ہر ایک پر تنخواہ اور سال بھر کی آمدنی میں سے خرچ کرنے کے بعد جو کچھ بچے گا اس پر خمس دینا واجب ہے۔

س ۱۰۲۰ : میرے اوپر گھر کی ذمہ داری ہے، میں امام خمینیؒ کی مقلد ہوں۔ میرے شوہر نے خمس کی تاریخ معین کر رکھی ہے جس میں وہ اپنے اموال کا خمس نکالتے ہیں مجھے بھی کچھ آمدنی ہوتی ہے پس کیا خمس ادا کرنے کے لئے میں بھی اپنی تاریخ معین کر سکتی ہوں اور کیا اپنے خمس کے سال کی ابتداء اس حاصل ہونے والے اولین فائدے سے کر سکتی ہوں جس کا میں نے خمس نہیں دیا ہے اور سال کے آخر میں گھر کے اخراجات سے جو کچھ بچ جائے اس کا خمس ادا کروں اور کیا درمیان سال جو پیسہ میں زیارات پر یا ہدایا خریدنے میں خرچ کرتی ہوں اس پر بھی خمس ہے ؟

ج آپ پر واجب ہے کہ خمس کے سال کی ابتدا اس دن سے کریں جس دن آپ کو سال کی پہلی آمدنی حاصل ہوئی اور سال کے دوران اپنی آمدنی یا کمائی سے جو کچھ ان امور پر خرچ کرتی ہیں جنھیں آپ نے بیان کیا ہے اس میں خمس نہیں ہے لیکن سال کے اخراجات کے بعد کمائی میں سے جو کچھ بچ جائے اس کا خمس دینا واجب ہے۔

س ۱۰۲۱ : کیا خمس کی تاریخ شمسی یا قمری سال کے اعتبار سے معین کرنا واجب ہے ؟

ج اس سلسلہ میں مکلف کو اختیار ہے۔

س ۱۰۲۲ : ایک شخص کا کہنا ہے کہ اس کے خمس کے سال کا آغاز سال کے گیارہویں مہینہ سے ہوتا ہے لیکن وہ اسے بھول گیا اور خمس نکالنے سے قبل بارہویں مہینے میں اس نے اس مال سے اپنے گھر کے لیے جانماز، گھڑی اور قالین خرید لیا اور اب وہ اپنے خمس کے سال کا آغاز رمضان سے کرنا چاہتا ہے اس بات کی طرف اشارہ کر دینا ضروری ہے کہ اس شخص پر گذشتہ سال کے سہم امام و سہم سادات کے ۸۲ ہزار تومان قرض ہیں اور انھیں وہ قسط وار ادا کر رہا ہے پس مذکورہ سامان (جانماز، گھڑی اور قالین) کے سہم امام و سہم سادات کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں ؟

ج: خمس کے سال میں تقدیم و تاخیر صحیح نہیں ہے مگر گذشتہ سال کے منافع کے حساب کے بعد، اور اس شرط کے ساتھ کہ اس سے ارباب خمس کو ضرر نہ پہنچے لیکن غیر مخمس مال سے اس نے جو سامان خریدا ہے اس کے خمس کی مقدار کے برابر معاملہ فضولی ہے جو ولی امر خمس یا اس کے وکیل کی اجازت پر موقوف ہے اور اجازت مل جانے کے بعد اس کی موجودہ قیمت کا خمس دینا واجب ہے۔

س ۱۰۲۳ : کیا انسان اپنے مال کے خمس کا حساب خود کر سکتا ہے پھر جس مقدار میں خمس واجب ہو آپ کے وکلاء کی خدمت میں پیش کر دے ؟

ج: جس شخص کے خمس کی تاریخ معین ہے وہ اپنے مال کا خود حساب کر سکتا ہے۔

ولی امر خمس اور موارد مصرف

س ۱۰۲۴ : میں نے خمس کے بارے میں آپ کے کسی جواب میں پڑھا ہے کہ خمس کو ولی امر خمس اور ان کے امور حساب کے وکیل کو دیا جا سکتا ہے، تو یہاں سوال یہ ہے کہ ولی خمس سے مراد کون ہے، کیا مجتہد مطلق یا ولی امر مسلمین؟

ج ولیِ خمس وہ ولی امر ہے جسے مسلمانوں کے امور میں ولایت حاصل ہو۔

س ۱۰۲۵ : کیا امور خیریہ مثلاً سادات کی شادی وغیرہ میں سہم سادات کا صرف کرنا جائز ہے؟

ج سہم سادات، سہم امام کی طرح ہے جو ولی خمس سے متعلق ہے اور مذکورہ چیزوں میں سہم سادات خرچ کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے بشرطیکہ ولی خمس سے خاص طور پر اجازت لی گئی ہو۔

س ۱۰۲۶ : عمل خیر، مثلاً یتیم خانہ یا دینی مدارس کے لئے سہم امام کے صرف کرتے ہیں کیا مجتہد مقلَّد کا اجازہ لینا ضروری ہے یا کسی بھی مجتہد کا اجازہ کافی ہے اور بنیادی طور پر کیا مجتہد کا اجازہ ضروری ہے؟

ج سہم امام اور سہم سادات دونوں ولی امر مسلمین سے متعلق ہیں

لہٰذا جس کے ذمّے یا جس کے مال میں حق امام یا سہم سادات ہو اس پر ان دونوں کو ولی امر خمس یا اس کے وکیل کے حوالے کرنا واجب ہے اور اگر ان کو ان کے معین موارد میں صرف کرنا ہو تو اس سے پہلے اس کے لئے اجازت لینا واجب ہے۔ اور مکلّف کے لئے ضروری ہے کہ اس سلسلے میں وہ جس مجتہد کی تقلید کر رہا ہے اس کے فتوے کی بھی رعایت کرے۔

س ۱۰۲۷: اگر حاکم (شرع) ایک شخص اور مرجع تقلید دوسرا شخص ہو تو کس کو خمس دینا واجب ہے؟

ج: ولی امر خمس کو خمس کا دینا واجب ہے اور وہی امورِ مسلمین کا ولی ہوتا ہے، مگر یہ کہ جس مجتہد کی تقلید کرتا ہے اس کا فتویٰ اس سے مختلف ہو۔

س ۱۰۲۸: کیا آپ کے وکلا یا ان افراد پر جو حقوق شرعیہ کے وصول کرنے میں آپ کے وکیل نہیں ہیں لازم ہے کہ سہم امام اور سہم سادات وصول کرتے وقت ان کی رسید دیں یا ان پر واجب نہیں ہے؟

ج: جو لوگ ہمارے محترم وکلاء کو یا دوسرے افراد کو ہمارے دفتر تک پہونچانے کیلئے حقوق شرعیہ دیں وہ ان سے ہماری مہر لگی رسید کا مطالبہ کریں۔

س ۱۰۲۹: اگر آپ کے وکلاء یا دوسرے افراد جو لوگوں سے سہم امام و سہم سادات لیتے ہیں ان کی رسید نہ دیں تو کیا خمس دینے والا اس سے بری الذمہ ہو جائے گا؟

ج: مسائل مختلف ہیں، ہمارے بعض معروف و مشہور وکلاء کو چھوڑ کر اگر دوسرے افراد (ان رقومات کی) رسید نہ دیں تو پھر اس کے بعد انہیں میرے نام سے حقوق شرعیہ نہ دیں۔

س ۱۰۳۰: امام خمینی کے مقلدین خمس کا مال کس کو دیں؟

ج ان کے لئے ممکن ہے کہ وہ اسے ہمارے تہران کے دفتر میں بھیج دیں اپنے شہروں میں موجود ہمارے وکلاء کو دیں۔

س ۱۰۳۱ : ہمارے علاقے میں موجود آپ کے وکلاء کو جب خمس دیا جاتا ہے تو بعض اوقات وہ سہم امام واپس کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کی آپ کی طرف سے ان کو اجازت ہے تو کیا اس لوٹائی ہوئی رقم کو ہم اپنے گھر والوں پر صرف کر سکتے ہیں ؟

ج جو شخص اجازہ کا دعویٰ کرتا ہے اگر آپ کو اس کے پاس اجازہ ہونے میں شبہہ ہو تو اس سے احترام کے ساتھ تحریری اجازہ دکھانے کے لئے کہیں یا اس سے خمس وصول پانے کی ہماری مہر لگی ہوئی رسید مانگئے پس اگر وہ اجازہ کے مطابق عمل کریں تو وہ (لوٹائی ہوئی رقم) آپ کے مصرف کیلئے ہے۔

س ۱۰۳۲ : غیر مخمس مال سے ایک شخص نے ایک قیمتی جائداد خریدی اور اس کی تعمیر و مرمت میں خطیر رقم لگائی اور اس کے بعد اسے اپنے نابالغ بیٹے کو ہبہ کر دیا اور قانونی طور پر اس جائداد کو اس (بیٹے) کے نام کرا دیا۔ اب یہ جانتے ہوئے کہ خریدنے والا ابھی تک زندہ ہے، اس کے خمس کا کیا مسئلہ ہے ؟

ج ملکیت کے خریدنے اور اس کی مرمت و تعمیر میں جو صرف کیا ہے اگر وہ سال کے منافع میں سے ہے اور اس نے اپنی جائداد کو اسی سال اپنے بیٹے کو ہبہ کر دیا ہے اور عرف عام میں اس کی حیثیت کے مطابق ہے تو اس پر خمس نہیں ہے، ورنہ اس جائداد پر خمس واجب ہوگا۔ اور خمس کی مقدار کا ہبہ فضولی ہوگا جس کی صحت اجازہ پر موقوف ہے۔

سہم سادات

س ۱۰۳۳: میری والدہ سیدانی ہیں، لہٰذا مندرجہ ذیل سوالات کے جواب مرحمت فرمائیں:

۱- کیا میں سیّد ہوں؟ ۲- کیا میری اولاد اور میرے پوتے پرپوتے وغیرہ سیّد ہیں؟

۳- وہ شخص جو باپ کی طرف سے سید ہو اور وہ جو ماں کی طرف سے سید ہو، ان دونوں میں کیا فرق ہے؟

ج: سیّد پر آثار و احکام شرعیہ کے مرتّب ہونے کا معیار یہ ہے کہ سیّد کی نسبت باپ کی طرف سے ہو لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ماں کی طرف سے منسوب ہونے والے بھی اولاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

س ۱۰۳۴: کیا جناب عباس ابن علی ابن ابی طالب کی اولاد کا حکم بھی وہی ہے جو دوسرے سیدوں کا ہے، مثلاً جو طالب علم اس سلسلے سے منسوب ہیں کیا وہ سادات کا لباس پہن سکتے ہیں؟ اور کیا اولاد عقیل ابن ابی طالب کا بھی یہی حکم ہے؟

ج: جو شخص باپ کی طرف سے جناب عباس ابن علی ابن ابی طالبؑ سے نسبت رکھتا ہے وہ علوی سیّد ہوتا ہے اور سارے علوی اور عقیلی سیّد ہاشمی ہیں۔ لہٰذا ہاشمی سیّد کے لئے جو مراعات ہیں وہ ان سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

س ۱۰۳۵ : پچھلے دنوں میں نے اپنے والد کے چچیرے بھائی کے ذاتی وثیقہ کو دیکھا جسمیں انہوں نے اپنے کو سید لکھا ہے، لہٰذا مذکورہ بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور یہ بھی دیکھتے ہوئے کہ اپنے رشتہ داروں میں ہم سید مشہور ہیں، جبکہ جو وثیقہ مجھے ملا ہے وہ بھی اس بات کا قرینہ ہے، میری سیادت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے ؟

ج کسی رشتہ دار کا اس قسم کا وثیقہ آپ کی سیادت کے لئے شرعی دلیل نہیں بن سکتا اور جب تک آپ کو سید ہونے کا اطمینان یا اس کے بارے میں شرعی دلیل نہ ہو، تب تک آپ کیلئے جائز نہیں کہ اپنے کو سیادت کے شرعی آثار اور احکام کا حقدار سمجھیں ۔

س ۱۰۳۶ : میں نے ایک بچے کو بیٹا بنایا اور اس کا نام علی رکھا ہے ۔ اس کا شناختی کارڈ لینے کیلئے جب رجسٹریشن آفس گیا تو ان لوگوں نے میرے اس گود لیے بیٹے کو "سید" لکھ دیا، لیکن میں نے اسے قبول نہیں کیا۔ کیونکہ میں اپنے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ڈرتا ہوں ۔ اب میں ان دو چیزوں کے بارے میں متردد ہوں یا تو اسے بیٹا نہ بناؤں اور یا اس گناہ کا مرتکب ہوجاؤں (یعنی) جو سید نہیں ہے اس کا سید ہونا قبول کرلوں ۔ پس میں کس طرف جاؤں، برائے مہربانی میری راہنمائی فرمایئے؟

ج گود لئے بیٹے پر بیٹے کے شرعی آثار مترتب نہیں ہوتے اور جو حقیقی باپ کی طرف سے سید نہ ہو اس پر سید کے احکام و آثار نافذ نہیں ہوتے لیکن جس بچے کا کوئی کفیل اور سرپرست نہ ہو اس کی کفالت کرنا مستحسن عمل اور شرعاً اچھا فعل ہے ۔

خمس کے مصارف، اجازہ، ہدیہ، حوزۂ علمیہ کا ماہانہ وظیفہ

س ۱۰۳۷ : بعض اشخاص خود سادات کے بجلی، پانی کا بل ادا کر دیتے ہیں کیا وہ اس بل کو خمس میں حساب کر سکتے ہیں؟

ج ابھی تک جو انہوں نے سہم سادات کے عنوان سے ادا کیا ہے وہ قبول ہے لیکن مستقبل میں ادا کرنے سے پہلے اجازت لینا واجب ہے۔

س ۱۰۳۸ : جناب عالی! میرے ذمے جو سہم امام ہے اس میں سے ایک ثلث (۱/۳) کو دینی کتابیں خریدنے اور تقسیم کرنے کی اجازت عنایت فرمائیں گے؟

ج اگر ہمارے وہ وکیل جن کو (سہم امام خرچ کرنے کی) اجازت ہے مفید دینی کتابوں کی تقسیم و فراہمی کو ضروری سمجھیں تو اس سلسلہ میں وہ اس مال سے ایک تہائی صرف کر سکتے ہیں جس کو وہ مخصوص شرعی موارد میں صرف کرنے کے مجاز ہیں۔

س ۱۰۳۹ : کیا ایسی علوی عورت کو سہم سادات دیا جا سکتا ہے جو نادار اور اولاد والی ہے لیکن اس کا شوہر علوی نہیں اور نادار اور فقیر ہے؟ اور کیا وہ عورت اس سہم سادات کو اپنی اولاد اور شوہر پر خرچ کر سکتی ہے؟

ج اگر شوہر نادار ہونے کی بنا پر اپنی زوجہ کا نفقہ پورا نہیں کر سکتا اور زوجہ بھی شرعی اعتبار سے فقیر ہو تو اپنی حاجت پوری کرنے کے لئے وہ حق سادات لے سکتی ہے اور جو حق سادات اس نے لیا ہے اسے وہ اپنے اوپر اپنی

اولاد پر یہاں تک کہ اپنے شوہر پر خرچ کر سکتی ہے۔

س ۱۰۴۰ : حق امام و حق سادات لینے والے ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو (حوزۂ علمیہ کے وظیفہ کے علاوہ) تنخواہ لیتا ہے جو اس کی زندگی کے ضروریات کے لئے کافی ہے ؟

ج جو شخص شرعی نقطۂ نظر سے مستحق نہیں ہے اور نہ حوزۂ علمیہ کے شہریہ کے قواعد وضوابط اس سے متعلق ہیں وہ حق امام و حق سادات سے نہیں لے سکتا۔

س ۱۰۴۱ : ایک علوی عورت مدّعی ہے کہ اس کا باپ اپنے اہل و عیال کے اخراجات پورے نہیں کرتا ہے اور ان کی حالت یہ ہے کہ وہ مساجد کے سامنے بھیک مانگنے پر مجبور ہیں اور اس سے وہ اپنی زندگی کا خرچ نکالتے ہیں، لیکن اس علاقے کے رہنے والے جانتے ہیں کہ یہ سید پیسے والا ہے لیکن بخل کی وجہ سے اپنے اہل و عیال پر خرچ نہیں کرتا۔ تو کیا ان کے اخراجات کیلئے سہم سادات سے پورے کرنا جائز ہے اور فرض کریں کہ بچوں کا والد یہ کہے کہ مجھ پر فقط طعام اور لباس واجب ہے اور دوسری چیزیں مثلاً عورتوں کی بعض خصوصی ضروریات۔ اسی طرح چھوٹے بچوں کا روزانہ خرچ جو عام طور پر دیا جاتا ہے واجب نہیں، تو کیا ان کو ان ضروریات کے لئے سہم سادات دے سکتے ہیں ؟

ج پہلی صورت میں اگر وہ اپنے باپ سے نفقہ لینے پر قدرت نہ رکھتے ہوں تو انھیں نفقہ کے لئے ضرورت کے مطابق سہم سادات سے دے سکتے ہیں، اسی طرح دوسری صورت میں اگر انھیں ــــ خوراک، لباس اور رہائش کے علاوہ ــــ کسی ایسی چیز کی ضرورت ہو جو ان کی حیثیت کے مطابق ہو تو انھیں سہم سادات میں سے اتنا دیا جا سکتا ہے جس سے ان کی ضرورت پوری ہو جائے۔

س ۱۰۴۲ : کیا آپ اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ لوگ سہم سادات خود محتاج سیدوں کو دیدیں ؟

ج: جس شخص کے ذمہ سہم سادات ہے اس پر واجب ہے کہ وہ اس سلسلہ میں اجازت حاصل کرے۔

س ۱۰۴۳: کیا آپ کے مقلدین سہم سادات نادار سید کو دے سکتے ہیں یا کل خمس یعنی سہم امام و سہم سادات آپ کے وکلاء کو دینا واجب ہے تاکہ وہ لوگ شرعی امور میں صرف کریں؟

ج: اس سلسلہ میں سہم سادات اور سہم امام علیہ السلام میں کوئی فرق نہیں ہے۔

س ۱۰۴۴: کیا شرعی حقوق (خمس، ردّ مظالم اور زکوٰۃ) حکومت کے امور سے ہے یا نہیں؟ اور کیا وہ شخص جس پر حقوق شرعیہ واجب ہوں وہ خود مستحقین کو سہم سادات و زکوٰۃ وغیرہ دے سکتا ہے؟

ج: زکوٰۃ اور ردّ مظالم کی رقم دیندار یا پارسا مفلسوں کو دینا جائز ہے لیکن خمس کو ہمارے دفتر میں یا ہمارے ان وکیلوں میں سے کسی ایک کے پاس پہونچانا واجب ہے، جنھیں شرعی موارد میں خمس صرف کرنے کی اجازت ہے۔

س ۱۰۴۵: وہ سادات جن کے پاس کام اور کاروبار کا ذریعہ ہے خمس کے مستحق ہیں یا نہیں؟ امید ہے کہ اس کی وضاحت فرمائیں گے؟

ج: اگر ان کی آمدنی عرف عام کے لحاظ سے انکی معمولی زندگی کیلئے کافی ہے تو وہ خمس کے مستحق نہیں ہیں۔

س ۱۰۴۶: میں ایک پچیس سالہ جوان ہوں، ملازمت کرتا ہوں، اور ابھی تک کنوارا ہوں۔ والد و والدہ کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہوں، والدین ضعیف العمر ہیں اور چار سال سے میں ہی اخراجات پورے کر رہا ہوں میرے والد کام کرنے کے لائق نہیں ہیں نہ ان کی کوئی آمدنی ہے۔ واضح رہے کہ میں ایک طرف سال بھر کے منافع کا خمس ادا کروں اور دوسری طرف زندگی کے تمام اخراجات پورے کروں یہ میرے بس میں نہیں ہے۔ میں گذشتہ برسوں کے منافع کے خمس مبلغ ۱۹ ہزار تومان کا مقروض ہوں، میں نے اس کو لکھ دیا ہے تاکہ بعد میں ادا کردوں۔ غرض یہ ہے کہ کیا میں سال بھر کے منافع کا خمس اپنے اقرباء جیسے ماں باپ کو دے سکتا ہوں یا نہیں؟

ج: اگر ماں باپ کے پاس اتنی مالی استطاعت نہیں جس سے وہ اپنی روزمرہ کی زندگی چلاسکیں اور آپ ان کا خرچ برداشت کرسکتے ہیں تو ان کا نفقہ آپ پر واجب ہے، اور جو کچھ آپ ان کے نفقہ پر خرچ کرتے ہیں، وہ شرعی اعتبار سے آپ پر واجب ہے، اس کو آپ اس خمس میں حساب نہیں کرسکتے جس کا ادا کرنا آپ پر واجب ہے۔

س ۱۰۴۷: میرے ذمہ سہم امام علیہ السلام کے ایک لاکھ تومان ہیں اور ان کا آپ کی خدمت میں ارسال کرنا واجب ہے، دوسری طرف یہاں ایک مسجد ہے جہاں پیسہ کی ضرورت ہے، کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ یہ رقم اس مسجد کے امام جماعت کو دیدی جائے تاکہ وہ اس مسجد کی تکمیل میں اسے خرچ کریں۔؟

ج: دور حاضر میں، میں سہم امام وسہم سادات کو حوزات علمیہ (دینی مدارس) پر خرچ کرنا مناسب سمجھتا ہوں، مسجد کی تکمیل کیلئے مومنین کے تعاون اور بخشش سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

س ۱۰۴۸: اس بات کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ ممکن ہے ہمارے والد نے اپنی زندگی میں مکمل طور پر اپنے مال کا خمس ادا نہ کیا ہو اور ہم نے ہسپتال بنانے کے لئے ان کی زمین سے ایک ٹکڑا ہبہ کیا ہے کیا اس زمین کو مرحوم کے خمس میں حساب کیا جاسکتا ہے؟

ج: خمس میں اس زمین کا حساب نہیں کیا جاسکتا ہے۔

س ۱۰۴۹: کن حالات میں خمس دینے والے کو خود اس کا خمس ہبہ کیا جاسکتا ہے؟

ج: سہمین مبارکین کو ھبہ نہیں کیا جاسکتا۔

س ۱۰۵۰: اگر ایک شخص کے پاس سال کی اس تاریخ میں جس میں خمس ادا کرتا ہے، اس کے اخراجات سے ایک لاکھ روپیہ زیادہ ہو۔ اور اس رقم کا وہ خمس ادا کرچکا ہو، اور آنے والے سال میں نفع کی رقم ایک لاکھ پچاس ہزار ہوگئی ہو تو کیا نئے سال میں وہ صرف پچاس ہزار

روپیہ کا خمس ادا کرے گا یا دوبارہ مجموعاً ایک لاکھ پچاس ہزار کا خمس دے گا؟

ج: جس مال کا خمس دیا جا چکا ہے اگر نئے سال میں وہ خرچ نہیں ہوا ہے اور کل مال موجود ہے تو دوبارہ اس کا خمس نہیں دینا ہے اور اگر سال کے اخراجات کو خود رأس المال سے اور اس کے منافع سے پورا کیا گیا ہے تو سال کے آخر میں منافع پر خمس، مخمس اور غیر مخمس مال کی نسبت سے واجب ہے۔

س ۱۰۵۱: جن دینی طلبہ نے اب تک شادی نہیں کی ہے، اور ان کے پاس اپنا گھر بھی نہیں، کیا ان کی اس آمدنی میں خمس ہے جو انھیں تبلیغ، ملازمت اور سہم امام علیہ السلام سے دستیاب ہوتی ہے، یا وہ خمس دیئے بغیر اس آمدنی کو شادی کے لئے جمع کر سکتے ہیں اور وہ آمدنی خمس سے مستثنیٰ ہو؟

ج: وہ حقوق شرعیہ میں سے جو طلاب محترم حوزۂ علمیہ کو مراجع عظام کی طرف سے دیئے جاتے ہیں ان پر خمس نہیں ہے لیکن تبلیغ و ملازمت کے ذریعہ ہونیوالی آمدنی اگر سال کی اس تاریخ تک محفوظ ہے جس میں خمس دینا ہے تو اس کا خمس دینا واجب ہے۔

س ۱۰۵۲: اگر کسی شخص کا مال اس مال سے مخلوط ہو جائے جس کا خمس دیا جا چکا ہے اور کبھی کبھی وہ اس مخلوط مال سے خرچ بھی کرتا ہو اور کبھی اس میں اضافہ بھی کرتا ہو، اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ مخمس مال کی مقدار معلوم ہے تو کیا اس پر پورے مال کا خمس دینا واجب ہے یا صرف اس مال کا خمس دینا واجب ہے جس کا خمس نہیں دیا تھا؟

ج: اس پر باقی ماندہ رقم سے صرف اس مال کا خمس دینا واجب ہے جس کا خمس نہیں دیا گیا ہے۔

س ۱۰۵۳: وہ کفن جو خریدنے کے بعد چند برسوں تک اسی طرح پڑا رہا کیا اس کا خمس دینا واجب ہے

یا اس کی اس قیمت کا خمس دینا واجب ہے کہ جس سے خریدا گیا تھا؟

ج اگر کفن اس مال سے خریدا گیا ہے کہ جس کا خمس دیا جا چکا تھا تو اس پر خمس نہیں ہے ورنہ اس کا موجودہ قیمت کے مطابق خمس دینا پڑے گا۔

س۱۵۴: میں ایک دینی طالب علم ہوں اور میرے پاس کچھ مال تھا، بعض اشخاص کی مدد سے اور سہم سادات اور قرض لے کر میں نے ایک چھوٹا سا گھر خریدا تھا، اب وہ گھر میں نے فروخت کر دیا ہے، پس اگر اس کی قیمت ایک سال تک لیسے ہی رکھی رہے اور دوسرا گھر نہ خریدوں تو کیا اس مال پر جو گھر خریدنے کے لئے ہے خمس دینا واجب ہے؟

ج اگر آپ نے حوزۂ علمیہ کے وظیفہ، دوسروں کی مدد اور شرعی حقوق سے گھر خریدا تھا تو اس گھر کی قیمت پر خمس نہیں ہے۔

خمس کے متفرق مسائل

س ۱۰۵۵ : میں نے سنہ ۱۳۴۱ ھ ش (سنہ ۱۹۶۲ء) میں امام خمینیؒ کی تقلید کی تھی اور ان کے فتوے کے مطابق رقوم شرعیہ انہی کی خدمت میں پیش کرتا تھا۔ سنہ ۱۳۴۶ ھ ش میں امام خمینیؒ نے رقوم شرعیہ اور مالیات کے سلسلہ میں ایک سوال کے جواب میں فرمایا: "خمس و زکوٰۃ حقوق شرعیہ ہیں اور مالیات حقوق شرعیہ میں شامل نہیں ہیں۔" اور آج جبکہ ہم اسلامی جمہوریہ کی حکومت میں زندگی بسر کر رہے ہیں، امید ہے کہ (اس زمانہ میں) رقوم شرعیہ اور مالیات ادا کرنے سے متعلق میرا فریضہ بیان فرمائیں گے؟

ج اسلامی جمہوریہ کی حکومت کی طرف سے قوانین و دستورات کے مطابق جو مالیات عائد کئے جاتے ہیں اگرچہ ان کا ادا کرنا ان لوگوں پر واجب ہے جو قانون کے زمرہ میں آتے ہیں لیکن اس مالیات کو ہمیں مبارکین میں شامل نہیں کرنا چاہیئے اور انھیں اپنے اموال کا مستقل طور پر خمس ادا کرنا چاہیئے۔

س ۱۰۵۶ : کیا رقوم شرعیہ کو ڈالر کی شکل میں تبدیل کیا جا سکتا ہے جبکہ یہ معلوم ہے کہ کرنسی

کی قیمت گھٹتی بڑھتی رہتی ہے - یہ کام شریعت کی رو سے جائز ہے یا نہیں ؟

ج جس کے اوپر حقوق شرعیہ ہیں وہ ڈالر کی شکل میں ادا کر سکتا ہے لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس دن کی قیمت کا حساب کرے جس دن حقوق شرعیہ ادا کرتا ہے لیکن ولی امر (مسلمین) کی طرف سے حقوق شرعیہ وصول کرنے والے وہ وکیل جو امانت کے طور پر رقوم لیتے ہیں ان کے لئے جائز نہیں کہ ایک کرنسی کو دوسری کرنسی سے تبدیل کریں - مگر یہ کہ اس سلسلہ میں اجازت حاصل کی ہو، قیمت کا بدلنا اس کے تبدیل کرنے میں مانع نہیں ہے -

س ۱۰۵۷ : ایک ثقافتی مرکز میں شعبۂ تجارت کھولا گیا ہے جس کا زرِ اصل "حقوق شرعیہ" میں سے ہے مذکورہ شعبۂ تجارت کی غرض و غایت ثقافتی مرکز کے آئندہ اخراجات کی تکمیل ہے کیا اس تجارت کے فائدے کا خمس نکالنا واجب ہے اور کیا اس خمس کو ثقافتی مرکز کے امور پر صرف کیا جا سکتا ہے ؟

ج وہ حقوق شرعیہ جن کو شارع مقدس نے خاص امور کے لئے مقرر کیا ہوا ان سے تجارت کرنا اور اسے مقررہ امور میں خرچ سے روکنا جائز نہیں ہے، چاہے یہ تجارت ثقافتی ادارے کو فائدہ پہنچانے کے لئے ہی کیوں نہ ہو - بالفرض اگر اس سے تجارت شروع کر دی گئی تو حاصل شدہ فائدہ کا مصرف وہی ہے جو اصل مال کا ہے اور اس پر بھی خمس نہیں ہے لیکن وہ ہدایا اور عوامی امداد جو اس ادارہ کو حاصل ہوئی ہے ان سے تجارت

میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ لیکن اس سے حاصل شدہ نفع میں خمس نہیں ہے اس لئے کہ اصل مال کسی شخص یا اشخاص کی ملکیت نہیں بلکہ ادارہ یا کسی خاص جہت کی ملکیت ہے۔

س ۱۰۵۸ : اگر ہمیں کسی چیز کے بارے میں یہ شک ہو کہ ہم نے اس کا خمس ادا کیا ہے یا نہیں ؟ اگرچہ ظن غالب یہ ہو کہ ادا کیا ہے تو ایسی صورت میں کیا کیا جائے ؟

ج اگر شک خمس کے یقینی تعلق کے بعد ہو تو اس کے خمس کی ادائیگی کے بارے میں یقین حاصل کرنا ضروری ہے۔

س ۱۰۵۹ : ایک چکی عام لوگوں کے لئے آٹا پیستی ہے اس پر خمس و زکوٰۃ ہے یا نہیں ؟

ج اگر چکی عام لوگوں کے لئے وقف ہے تو اس پر خمس نہیں ہے۔

س ۱۰۶۰ : تقریباً سات سال قبل میرے ذمہ کچھ خمس تھا۔ ایک مجتہد کے ساتھ صلاح و مشورہ کے بعد کچھ حصہ ادا کر دیا مگر اس کا کچھ حصہ میرے ذمہ باقی رہ گیا ہے اور ابھی تک میں اس مسئلہ کو حل نہیں کر سکا ہوں، میرا کیا فریضہ ہے ؟

ج صرف فی الحال ادا کرنے سے عاجز ہونا بریُ الذّمہ ہونے کا سبب نہیں ہے بلکہ اس قرض کا ادا کرنا واجب ہے۔ اگرچہ آہستہ آہستہ ادا کرنا پڑے غرض جب بھی امکان ہو ادا کیا جائے۔

س ۱۰۶۱ : کیا میں اس رقم کو، جو کہ میرے والد نے خمس کے عنوان سے نکالی تھی جبکہ اس پر خمس نہیں تھا، موجودہ مال کے خمس کا جزء قرار دے سکتا ہوں ؟

ج وہ مال جو زمانہ گزشتہ میں خرچ ہو چکا ہے، اس کو آج کے خمس کے

حساب میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔

س ۱۰۶۲ : کیا ان لڑکوں اور لڑکیوں پر بھی خمس و زکوٰۃ واجب ہے جو ابھی بالغ نہیں ہوئے ہیں؟

ج زکوٰۃ نابالغ پر واجب نہیں ہے لیکن اگر اس کے مال پر خمس واجب ہو جائے تو اس کے ولی پر اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے لیکن نابالغ کے مال سے حاصل شدہ منافع کا خمس ادا کرنا ولی پر واجب نہیں ہے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ بالغ ہونے کے بعد وہ خود اس کا خمس ادا کرے۔

س ۱۰۶۳ : اگر کوئی شخص رقوم شرعیہ سہم امام علیہ السلام اور ان اموال سے جن کا مصرف کسی مرجع تقلید کی اجازت سے معین ہو چکا ہے، دینی مدرسہ یا امام بارگاہ بنوائے تو کیا اس شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ اس مال کو جو اس نے اپنے ذمہ واجب حقوق شرعیہ کی ادائیگی کے طور پر خرچ کیا ہے اس کو واپس لے یا اس موسسہ کی زمین کو واپس لے لے جو اس نے دیدی تھی، یا اس عمارت کو فروخت کرے؟

ج اگر اس نے مدرسہ وغیرہ کی تاسیس میں اپنے ان اموال کو جن کی ادائیگی رقوم شرعیہ کی صورت میں اس پر واجب تھی ایسے مرجع تقلید کی اجازت اور اپنے ذمہ واجب حقوق کی ادائیگی کی نیت سے خرچ کیا ہے جس کو یہ رقوم شرعیہ دینا واجب تھا تو اس کو واپس لینے کا حق نہیں ہے اور نہ اس میں مالک کی طرح تصرف کرنے کا حق ہے۔

انفال

س ۱۰۶۴ : شہروں کے قانون آراضی کے مطابق :

۱۔ غیر آباد زمینوں کو انفال کا جزو سمجھا جاتا ہے اور یہ اسلامی حکومت کے تحت تصرف میں ہوتی ہیں۔

۲۔ شہر کی آباد و غیر آباد زمینوں کے مالکوں کے لئے ضروری ہے کہ اپنی ان زمینوں کو جن کی حکومت یا بلدیہ کو ضرورت ہو، علاقہ کی رائج قیمت پر فروخت کریں۔

اب سوال یہ ہے :

۱۔ اگر کوئی شخص ایسی غیر آباد زمین کو (جس کا وثیقہ اس کے نام تھا لیکن اس قانون کے مطابق اس وثیقہ کا کوئی اعتبار نہیں رہا) سہم امام و سہم سادات کے عنوان سے دیدے تو اس کا کیا حکم ہے؟

۲۔ اگر ایک شخص کے پاس کچھ زمین ہے اور حکومت یا بلدیہ کے قانون کے مطابق وہ اسے فروخت کرنے پر مجبور ہے چاہے زمین آباد ہو یا نہ ہو لیکن وہ شخص اسے سہم امام و سہم سادات کے عنوان سے دے دیتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: غیر آباد زمین اگر اس شخص کی شرعی ملکیت نہیں ہے جس کے نام کا وثیقہ ہے تو اسے خمس کے عنوان سے چھوڑنا صحیح نہیں ہے اور نہ ہی اسے اس خمس میں حساب کر سکتا ہے جو اس کے ذمہ ہے۔ اسی طرح اس مملوکہ زمین کو بھی خمس کے عنوان سے چھوڑنا یا اس کا اپنے ذمہ واجب خمس میں حساب کرنا صحیح نہیں ہے، جس کو بلدیہ یا حکومت اس کے مالک سے قانون کے مطابق معاوضہ دیکر یا بغیر معاوضہ کے لے سکتی ہے۔

س ۱۰۶۵: اگر کوئی شخص اینٹ کے کارخانے کے نزدیک اپنے لئے زمین خریدے اور اس کا مقصد یہ ہو کہ اس زمین کی مٹی بیچ کر فائدہ کمائے، تو کیا ایسی زمین انفال میں شمار ہو گی یا نہیں؟ اور اس فرض پر کہ انفال میں شمار نہ ہو تو کیا حکومت کو حق ہے کہ اس مٹی پر ٹیکس وصول کرے؟ یہ بھی معلوم ہے کہ قانون کے مطابق آمدنی کا دس فیصد شہر کی بلدیہ کو دیا جاتا ہے؟

ج: اگر اس قسم کے ٹیکس کی وصولی ایران میں مجلس شورائے اسلامی کے پاس کردہ قانون کے مطابق ہے جس کی شورائے نگہبان نے تصدیق کی ہو تو اس میں اشکال نہیں ہے۔

س ۱۰۶۶: کیا میونسپل بورڈ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ شہر کی تعمیر وغیرہ کے سلسلے میں ندی، نہر کے ریت سے فائدہ اٹھائے اور بصورت جواز اگر (میونسپل بورڈ کے علاوہ) کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ یہ میری ملکیت ہے تو اس دعوے کی سماعت ہو گی یا نہیں؟

ج: میونسپل بورڈ کے لئے اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے اور بڑی نہروں کے احاطہ کی ملکیت کے سلسلہ میں کسی شخص کے دعویٰ کی سماعت نہیں کی جائیگی۔

س ۱۰۶۷ : خانہ بدوش قبائلی لوگوں کو چراگاہوں کے تصرف میں جو حق اولویت ہر قبیلے کی اپنی چراگاہ کی نسبت ہوتا ہے، کیا وہ اس قصد کے ساتھ کوچ کرنے کے باوجود کہ دوبارہ اسی جگہ مراجعت کریں گے، ختم ہوجاتا ہے؟ واضح رہے کہ یہ کوچ اور مراجعت دسیوں سال سے اسی طرح رہی ہے اور رہے گی؟

ج حیوانات کی چراگاہ کے سلسلہ میں ان کے کوچ کر جانے کے بعد ان کیلئے شرعی حق اولویت کا ثابت ہونا محلّ اشکال ہے اور اس سلسلہ میں احتیاط بہتر ہے۔

س ۱۰۶۸ : ایک گاؤں میں چراگاہ اور زرعی زمینوں کی سخت قلت کی وجہ سے اس گاؤں کے عمومی اخراجات چراگاہوں کی سبز گھاس فروخت کرکے پورے کئے جاتے ہیں اور یہ سلسلہ اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد سے آج تک جاری ہے، لیکن مسئولین اب اس کام سے منع کرتے ہیں۔ گاؤں والوں کے فقر اور ناداری اور اسی کے ساتھ چراگاہوں کے غیرآباد ہونے کے پیش نظر کیا اس گاؤں کی مجلس شوریٰ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ گاؤں والوں کو چراگاہ کی گھاس بیچنے سے منع کردے اور اس کو گاؤں کے عمومی اخراجات پورے کرنے کے لئے مختص کردے؟

ج ان عمومی چراگاہوں کی گھاس کو فروخت کرنا کسی کے لئے جائز نہیں ہے جو کسی کی شرعی ملکیت نہیں ہیں۔ لیکن جو شخص حکومت کی طرف سے گاؤں کے امور کا مسئول ہے وہ گاؤں کی فلاح و بہبود کے لئے اس شخص سے کچھ وصول کرسکتا ہے جسے چراگاہ میں مویشی چرانے کی

اجازت دے۔

س ۱۰۶۹ : کیاخانہ بدوش قبائلی سردی اور گرمی کی ان چراگاہوں کو، کہ جہاں وہ دسیوں سال سے گھوم پھر کر آتے ہیں، اپنی ملکیت بنا سکتے ہیں؟

ج وہ طبیعی چراگاہیں جو ماضی میں کسی کی ملکیت نہیں تھیں وہ انفال اور عمومی اموال میں شامل ہیں اور ولی امر مسلمین کو ان پر اختیار ہے۔ اور وہ خانہ بدوشوں کے وہاں گھوم پھر کر آنے سے ان کی ملکیت نہیں بن سکتی۔

س ۱۰۷۰ : خانہ بدوشوں کی چراگاہوں کی خرید و فروخت کب صحیح ہے اور کب صحیح نہیں ہے؟

ج ان غیر مملوکہ چراگاہوں کی خرید و فروخت صحیح نہیں ہے جو انفال اموال عامّہ کا جزو ہیں۔

س ۱۰۷۱ : ہم چرواہے ایک جنگل میں مویشی چراتے ہیں۔ پچاس سال سے بھی زیادہ ہمارا یہی پیشہ ہے۔ یہ اس جنگل کی شرعی ملکیت ہونے کی موروثی سند ہمارے پاس موجود ہے اس کے علاوہ یہ جنگل امیر المؤمنینؑ، سید الشہداءؑ اور حضرت ابو الفضل العباسؑ کے نام وقف ہے، مویشیوں کے مالک اس جنگل میں زندگی بسر کر رہے ہیں، اور اس میں ان کے گھر زرعی زمینیں اور باغات ہیں لیکن کچھ عرصہ پہلے جنگل کے نگہبانوں نے ہمیں وہاں سے نکال کر اس پر قابض ہونا چاہتے ہیں کیا وہ ہمیں اس جنگل سے باہر نکالنے کا حق رکھتے ہیں یا نہیں؟

ج وقف کا صحیح ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ اس کی شرعی ملکیت پہلے ثابت ہو جیسا کہ میراث کے ذریعہ منتقل ہونا بھی اس بات پر موقوف ہے کہ اس سے پہلے وہ مورث کی شرعی ملکیت ہو پس جنگل اور قدرتی

چراگاہیں جو کسی کی ملکیت نہیں ہیں اور اس سے پہلے انھیں کسی نے زندہ و آباد نہیں کیا ہے اور نہ وہ کسی کی ملکیت نہیں ہیں کہ ان کا وقف صحیح یا وہ میراث قرار پائیں۔ بہرحال جنگل کا وہ حصہ جو کھیت یا مسکن کی صورت میں یا ان سے مشابہ کسی صورت میں آباد ہے اور وہ شرعی لحاظ سے ملکیت بن گیا ہے۔ اگر وہ وقف ہے تو شرعی لحاظ سے متولی کو اسمیں تصرف کا حق ہے اور اگر وقف نہیں ہے تو اس کے مالک کو اس میں تصرف کا حق ہے لیکن جنگل و چراگاہ کا وہ حصہ جو قدرتی جنگل یا چراگاہ ہے تو وہ اموال عامہ میں سے ہے اور انفال ہے اور قانون کے مطابق وہ اسلامی حکومت کے اختیار میں ہے۔

س ۱۰۷۲ : کیا مویشیوں کے ان مالکوں کا جن کے پاس جانوروں کو چرانے کی اجازت ہے، ایسے آباد کھیتوں میں، جو چراگاہوں سے ملحق ہیں، خود کو اور مویشیوں کو کھیت کے پانی سے سیراب کرنے کے لئے مالک کی اجازت کے بغیر کھیت میں اترنا جائز ہے؟

ج: صرف چراگاہوں میں چرانے کی اجازت ہونا دوسروں کی ملکیت میں وارد ہو کر ان کے پانی سے سیراب ہونے کے جواز کے لئے کافی نہیں ہے پس مالک کی اجازت کے بغیر ان کو ایسا کرنا جائز نہیں۔

کتاب جہاد

س ۱۰۷۳ : امام معصومؑ کی غیبت کے زمانہ میں ابتدائی جہاد کا کیا حکم ہے ؟ اور کیا فقیہ جامع الشرائط اور نافذ کلمہ (ولی امر مسلمین) کے لئے جائز ہے کہ جہاد کا حکم دے ؟

ج بعید نہیں کہ وہ جامع الشرائط مجتہد جو ولی امر مسلمین ہو جب یہ سمجھے کہ مصلحت کا تقاضا یہی ہے تو جہادِ ابتدائی کے جواز کا حکم دیدے بلکہ یہ قول اقویٰ ہے۔

س ۱۰۷۴ : جب اسلام خطرہ میں ہو تو والدین کی اجازت کے بغیر اسلام کے دفاع کے لئے اٹھ کھڑے ہونے کا کیا حکم ہے؟

ج اسلام و مسلمین کا دفاع واجب ہے اور والدین کی اجازت پر موقوف نہیں ہے لیکن اس کے باوجود جہاں تک ہو سکے والدین کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

س ۱۰۷۵ : کیا ان اہل کتاب پر، جو اسلامی ملکوں میں زندگی گزارتے ہیں، کافر ذمی کا حکم جاری ہوگا ؟

ج جب تک وہ اس اسلامی حکومت کے قوانین و احکام کے پابند ہیں جس میں زندگی بسر کرتے ہیں، اور کوئی ایسا کام نہ کریں جو امان کے خلاف ہو تو ان کا وہی حکم ہے جو کافر ذمی کا ہے۔

س ۱۰۷۶: کیا کوئی مسلمان اسلامی یا غیر اسلامی ملک میں کسی اہل کتاب یا غیر اہل کتاب کافر مرد یا عورت کو اپنی ملکیت بنا سکتا ہے ؟

ج: ملکیت بنانا جائز نہیں ہے لیکن جنگی قیدیوں کا فیصلہ جب بالفرض کفار نے اسلامی شہروں پر حملہ کیا ہو ، حاکم اسلام کے ہاتھ میں ہے اور عامۂ مسلمین کو اس کا حق نہیں ہے۔

س ۱۰۷۷: اگر ہم یہ فرض کریں کہ اسلام ناب محمدیؐ کی حفاظت ایک محترم النفس انسان کے قتل پہ موقوف ہے تو کیا ہم اسے قتل کر سکتے ہیں ؟

ج: محترم نفس کا خون ناحق بہانا شرع کے لحاظ سے حرام اور اسلام ناب محمدیؐ کے احکام کے خلاف ہے ، اس بنا پر ایسا قول بے معنی ہے کہ اسلام ناب محمدیؐ کا تحفظ ایک نیک شخص کے قتل پر موقوف ہے لیکن اگر خون بہنے سے یہ مراد ہو کہ مکلّف نے جہاد فی سبیل اللہ اور اسلام ناب محمدیؐ کے دفاع کے لئے ان حالات میں قیام کیا ہے جن میں اس کے قتل کا احتمال ہو ، تو اس کے مختلف پہلو ہیں پس جب مکلّف یہ محسوس کرے کہ مرکز اسلام خطرہ میں ہے تو اس وقت اس پر واجب ہے کہ وہ اسلام کا دفاع کرنے کیلئے قیام کرے اگرچہ اس میں اسے اپنے قتل ہو جانے کا خوف ہی ہو۔
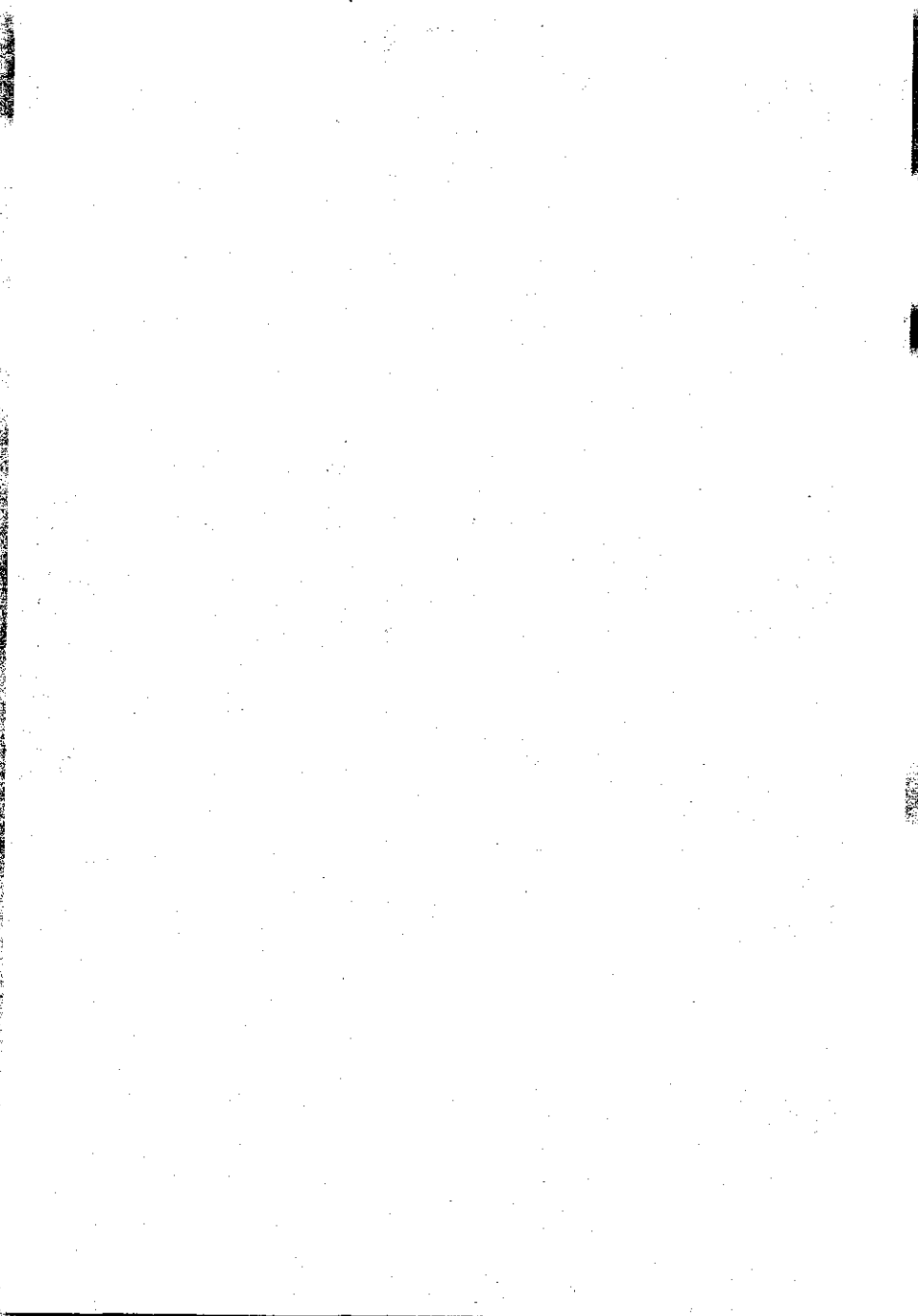
کتاب امر بالمعروف و نہی عن المنکر

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے واجب ہونے کے شرائط

س۱۰۷۸ : ایسی جگہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کیا حکم ہے جہاں اچھائی کو ترک کرنے والے یا برائی کو انجام دینے والے کی لوگوں کے سامنے اہانت ہوتی ہو اور اس کی حیثیت گھٹتی ہو ؟

ج : جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے شرائط اور آداب کی رعایت کی جائے اور ان کے حدود سے تجاوز نہ ہو تو پھر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والا بری ہے ۔

س۱۰۷۹ : اسلامی حکومت کے سایہ میں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی رو سے لوگوں پر واجب ہے کہ وہ صرف زبان سے امر و نہی کریں اور اس کے دوسرے مراحل کی ذمہ داری حکومت کے عہدہ داروں پر عائد ہوتی ہیں، پس کیا یہ نظریہ حکومت کا حکم ہے یا فتویٰ ہے ؟

ج : فقہی فتویٰ ہے ۔

س۱۰۸۰ : کیا دخل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طرف حاکم کی اجازت کے

بغیر سبقت کرنا جائز ہے جہاں برائی اور اس کے انجام دینے والے کو برائی سے روکنے ہاتھ سے مارنے یا قید کرنے یا اس پر دباؤ ڈالنے یا اس کے اموال پر تصرف کرنے پر خواہ ان اموال کو تلف ہی کرنا پڑے، منحصر و موقوف ہو؟

ج: یہ موضوع مختلف حالات و موارد کا حامل ہے عام طور پر جہاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مراتب فعل بد انجام دینے والے کے نفس و اموال کے تصرّف پر موقوف نہ ہوں تو وہاں کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے بلکہ یہ تو ان چیزوں میں سے ہے جو تمام مکلفین پر واجب ہے لیکن وہ مواقع جن میں صرف زبانی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے کام نہ چلے بلکہ کوئی عملی اقدام بھی کرنا پڑے تو یہ حالت اگر ایسے شہر میں ہو جہاں اسلامی نظام و حکومت ہے تو جس کے ذمہ اس اسلامی فریضہ کی انجام دہی ہو اس وقت یہ امر حاکم کی اجازت اور وہاں اس امر کے مخصوص عہدداران پولیس اور اس سے متعلق پر موقوف ہوگا۔

س ۱۰۸۱: جب امر و نہی بہت ہی اہم امور پر موقوف ہو جیسے نفس محترمہ کی حفاظت میں ایسی مار پیٹ ہو جائے جو زخمی ہو جانے یا قتل کا سبب ہو جائے تو کیا ایسے موقعوں پر بھی حاکم کی اجازت شرط ہے؟

ج: اگر نفس محترمہ کا تحفظ اور اسے قتل ہونے سے روکنا فوری ذاتی مداخلت پر موقوف ہو تو جائز ہے بلکہ شرعاً واجب ہے اس لئے کہ وہ ایک نفس محترمہ کا دفاع ہے اور واقع کے لحاظ سے یہ حاکم کی اجازت

پر متوقف نہیں ہے اور نہ ہی اس بارے میں کسی حکم کی حاجت ہے ۔ مگر یہ کہ اگر نفس محترمہ کا دفاع حملہ آور کے قتل پر موقوف ہو تو اس کی مختلف صورتیں ہیں اور بسا اوقات ان کے احکام بھی مختلف ہوتے ہیں۔

س ۱۰۸۲ : جو شخص دوسرے کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چاہتا ہے کیا اس کیلئے واجب ہے کہ ایسا کرنیکی قدرت رکھتا ہو ؟ اور ایک شخص پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کب واجب ہوتا ہے ؟

ج امر و نہی کرنے والے پر واجب ہے کہ وہ اچھائی اور برائی کا علم رکھتا ہو اور یہ بھی جانتا ہو کہ انجام دینے والا بھی معروف و منکر کو جانتا ہے لیکن اس کے باوجود کسی شرعی عذر کے بغیر جان بوجھ کر اس کی مخالفت کر رہا ہے۔ اس صورت میں اگر اس بات کا احتمال پایا جائے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اس شخص پر اثر ہو گا اور ناصح خود ضرر خاص سے محفوظ رہے گا اس کے علاوہ متوقع ضرر اور جس کا امر کر رہا ہے یا جس چیز سے منع کر رہا ہے اس کی اہمیت کا موازنہ کرنے کے بعد ہی امر بالمعروف و نہی عن المنکر واجب ہے ورنہ واجب نہیں ۔

س ۱۰۸۳ : اگر کوئی رشتہ دار گناہوں میں آلودہ اور ان سے بے پرواہ ہو تو اس کے ساتھ صلۂ رحم کا کیا حکم ہے ؟

ج اگر یہ احتمال ہو کہ صلۂ رحم نہ کرنے سے وہ گناہ سے کنارہ کش ہو جائیگا تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ضمن میں ایسا کرنا واجب ہے

ورنہ قطع رحم کرنا جائز نہیں ہے۔

س ۱۰۸۴ : کیا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اس خوف کی بنا پر ترک کیا جا سکتا ہے کہ اسے ملازمت سے ہٹا دیا جائے گا ؟ مثلاً آج کل کے ماحول میں تعلیمی مراکز کا کوئی عہدہ دار جو ان طلبہ سے منافی شرع تعلقات قائم کرے یا اس جگہ معصیت کے ارتکاب کی زمین ہموار کرتا ہو ؟

ج عام طور پر جہاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ میں سبقت کرنے سے ضرر کا خوف ہو تو وہاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب نہیں ہے۔

س ۱۰۸۵ : اگر سماج کے بعض حلقوں میں نیکیاں متروک اور برائیاں معمول ہوں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے حالات مناسب اور فراہم ہوں لیکن امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والا غیر شادی شدہ ہو تو کیا اس وجہ سے اس پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا ساقط ہوگا یا نہیں ؟

ج جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا موضوع اور اس کے شرائط متحقق ہو جائیں تو اس وقت یہ دونوں شرعی، انسانی و اجتماعی لحاظ سے تمام مکلّفین پر واجب ہیں اس میں مکلّف کے شادی شدہ یا کنوارے ہونے کا کوئی دخل نہیں ہے اور اس سے صرف اس بنا پر تکلیف ساقط نہیں ہوگی کہ وہ غیر شادی شدہ ہے۔

س ۱۰۸۶ : اگر کسی ایسے شخص میں جو طاقت و قدرت والا ہو اور اس کے ارتکاب گناہ و منکر اور دروغ گوئی کے شواہد موجود ہوں، لیکن ہم اس کی طاقت و سطوت سے ڈرتے ہوں تو کیا ہم اس کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے سے صرف نظر

کر سکتے ہیں ؟ یا ضرر کے خوف کے باوجود ہمارے اوپر واجب ہے کہ اس کو اچھائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں ؟

ج ۔ اگر عقلاً ضرر کا خوف ہو تو اس خوف کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا واجب نہیں ہے بلکہ اس سبب سے آپ پر سے یہ تکلیف ساقط ہے، لیکن آپ میں سے کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مومن بھائی کو وعظ و نصیحت کرنا چھوڑ دے صرف نیکیوں کو چھوڑنے والے اور برائیوں کا ارتکاب کرنے والے کے مقام و رتبہ کو دیکھ کر یا کسی بھی قسم کے ضرر کے احتمال کی بنا پر فریضۂ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک نہیں کیا جا سکتا ۔

س ۱۰۸۷ ؛ بعض مواقع پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے یہ اتفاق پیش آتا ہے کہ جب کسی شخص کو کسی بری بات سے منع کیا جاتا ہے تو وہ اسلام سے بدظن ہو جاتا ہے اور ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ اسے اسلام کے احکام و واجبات کی معرفت نہیں ہوتی اور اگر ہم اسے یوں ہی چھوڑ دیں تو وہ دوسروں کے لئے ارتکاب معاصی کی زمین ہموار کرتا ہے تو ایسی صورت میں ہمارا کیا فریضہ ہے ؟

ج ۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اپنے شرائط کے ساتھ تحفظ اسلام اور معاشرہ کی سلامتی کے لئے "تکلیف شرعی" سمجھا جاتا ہے اور صرف اس توہم سے کہ اس عمل سے بعض لوگ اسلام سے بدظن ہو سکتے ہیں، اس اہم "تکلیف" کو ترک نہیں کیا جا سکتا ۔

س ۱۰۸۸: جب فساد کو روکنے کے لئے حکومت اسلامی کی طرف سے مامور اشخاص اپنے فرائض انجام نہ دیں تو کیا اس وقت عام لوگ فساد کا سدّباب کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہو سکتے ہیں؟

ج: وہ امور جو عدلیہ و امن عامہ کے محکمہ کی ذمّہ داری مانے جاتے ہیں ان میں انفرادی مداخلت و تصرف جائز نہیں ہے۔ لیکن عام لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے شرائط و حدود کے اندر رہ کر اپنی ذمہ داری پوری کر سکتے ہیں۔

س ۱۰۸۹: کیا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں عام لوگوں پر صرف اتنا ہی واجب ہے کہ زبان سے امر و نہی کریں؟ اگر ان کے لئے فقط اتنا ہی واجب ہے کہ محض زبان کے ذریعہ یاددہانی کر دیں تو یہ توضیح المسائل خصوصاً تحریر الوسیلہ میں بیان شدہ احکام کے منافی ہے اور اگر ضرورت کے وقت وہ دوسرے طریقوں کو اختیار کر سکتے ہیں تو کیا ضرورت کے وقت وہ ان تمام تدریجی مراتب کو اختیار کر سکتے ہیں جو تحریر الوسیلہ میں مذکور ہیں؟

ج: اسلامی حکومت کے دور میں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مراحل میں سے زبانی امر و نہی کے بعد والے طریقوں کو انتظامیہ اور عدلیہ کے سپرد کیا جا سکتا ہے خصوصاً ان مواقع پر جہاں برائی کو روکنے کے لئے طاقت کے استعمال کی ضرورت ہے، مثلاً جہاں برا کام کرنے والے کے اموال پر تصرّف کرنے، اس شخص پر تعزیر جاری کرنے یا اسے قید کرنے کیلئے طاقت کا استعمال ضروری ہو لہذا مکلفین پر واجب ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں صرف زبانی امر و نہی پر

اکتفا کریں اور ضرورت پڑنے پر اس امر کو انتظامیہ و عدلیہ کے عہدہ داروں کے سپرد کر دیں اور یہ چیز امام خمینیؒ کے فتوے کے منافی نہیں ہے لیکن جس زمان و مکان میں اسلامی حکومت کا تسلط و نفوذ ہو تو ایسے حالات میں مکلفین پر واجب ہے کہ (جب شرائط فراہم ہوں) وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو تدریجی مراحل سے انجام دیں - یہاں تک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی غرض حاصل ہو جائے -

س ۱۰۹۰ : بعض ڈرائیور موسیقی اور گانے کی ایسی کیسٹیں چلاتے ہیں جن پر حرام کے حکم کا اطلاق ہوتا ہے وہ نصیحت و ہدایت کے باوجود ٹیپ ریکارڈ بند نہیں کرتے، امید ہے کہ آپ حکم بیان فرمائیں گے کہ اس زمانہ میں ایسے افراد سے کیا سلوک کیا جائے اور کیا زور و طاقت سے ایسے افراد کو روکا جائے یا نہیں ؟

ج جب نہی عن المنکر کے شرائط موجود ہوں اس وقت زبانی نہی سے زیادہ آپ پر کوئی چیز واجب نہیں ہے - اگر آپ کی بات کا اثر نہ ہو تو حرام موسیقی اور گانے کو سننے سے اجتناب کریں اور اگر اس کے باوجود آواز آپ کے کان تک پہنچتی ہے تو آپ پر کوئی گناہ نہیں ہے -

س ۱۰۹۱ : میں ایک ہسپتال میں تیمارداری کے مقدس کام میں مشغول خدمت ہوں - کبھی بعض مریضوں کو حرام و رنگیک (موسیقی کے) کیسٹ سنتے ہوئے دیکھتا ہوں تو انھیں اس سے باز رہنے کی نصیحت کرتا ہوں اور جب دو تین مرتبہ کہنے کا اثر نہیں ہوتا تو ٹیپ ریکارڈ سے کیسٹ نکال کر اس میں جو چیز ٹیپ ہوتی ہے اسے محو کر کے کیسٹ

واپس کر دیتا ہوں۔ امید ہے کہ مجھے اس بات سے مطلع فرمائیں کہ کیا یہ کام جائز ہے یا نہیں؟

ج حرام چیز سے فائدہ اٹھانے سے روکنے کی غرض سے کیسٹ سے باطل چیز کو محو کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے لیکن یہ فعل کیسٹ کے مالک یا حاکم شرع کی اجازت پر موقوف ہے۔

س ۱۰۹۲ : بعض گھروں سے موسیقی کی کیسٹ کی آوازیں سنائی دیتی ہیں جن کے بارے میں یہ معلوم نہیں کہ جائز ہیں یا ناجائز اور بعض مرتبہ ان کی آواز اتنی اونچی ہوتی ہے جس سے مومنین کو اذیت ہوتی ہے اس سلسلہ میں ہماری کیا ذمہ داری ہے ؟

ج لوگوں کے گھروں کے اندر کی چیزوں سے تعرض جائز نہیں ہے اور نہی عن المنکر کرنا موضوع کی تعیین اور شرائط کے موجود ہونے پر موقوف ہے۔

س ۱۰۹۳ : ان عورتوں کو امر ونہی کرنے کا کیا حکم ہے جن کا حجاب ناقص ہے ؟ اور اگر ان کو زبان سے امر ونہی کرتے وقت شہوت کے ابھرنے کا خوف ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج نہی عن المنکر صرف اجنبی عورت کو شہوت کی نظر سے دیکھنے پر ہی موقوف نہیں۔ حرام سے اجتناب کرنا ہر مکلف پر واجب ہے خصوصاً نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے وقت۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا طریقہ

س ۱۰۹۴ : بیٹے کا ماں باپ کے سلسلہ میں اور زوجہ کا شوہر کے بارے میں کیا حکم ہے جب وہ اپنے اموال کا خمس وزکوٰۃ نہ دیتے ہوں؟ اور کیا بیٹا والدین اور زوجہ شوہر کے اس مال میں تصرف کر سکتے ہیں جس کا خمس یا زکوٰۃ نہ دی گئی ہو اس بنا پر کہ یہ مال حرام سے مخلوط ہے، اس کے علاوہ اس مال سے استفادہ نہ کرنے کے سلسلہ میں بزرگان دین کی تاکیدیں وارد ہوئی ہیں کیونکہ حرام مال سے روح کو زنگ لگتا ہے؟

ج: بیٹا اور زوجہ جب والدین اور شوہر کو نیکی کو ترک اور برائی کو انجام دیتے ہوئے دیکھیں تو انھیں امر بالمعروف کریں اور برائیوں سے روکیں اور یہ اس وقت ہے جب شرائط فراہم ہوں، البتہ ان کے اموال میں سے خرچ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے مگر جب انھیں یہ یقین ہو جائے کہ جس مال میں سے وہ خرچ کر رہے ہیں اس پر خمس یا زکوٰۃ واجب الادا ہے تو ایسی صورت میں ان پر واجب ہے کہ ولی امر خمس سے اس مقدار میں تصرف کی اجازت لیں۔

س ۱۰۹۵ : جو والدین دینی تکالیف پر کامل اعتقاد نہ رکھنے کی بنا پر انھیں اہمیت نہ دیتے ہوں ان کے ساتھ بیٹے کو کیا سلوک روا رکھنا چاہیئے ؟

ج بیٹے پر واجب ہے کہ والدین کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے نرم لہجہ میں ان دونوں کو نیکی کی تلقین کرے اور برائی سے منع کرے۔

س ۱۰۹۶ : میرا بھائی شرعی اور اخلاقی امور کی رعایت نہیں کرتا اور آج تک اس پر کسی نصیحت نے اثر نہیں کیا ہے جب میں اس میں اس حالت کا مشاہدہ کروں تو میرا کیا فریضہ ہے ؟

ج جب وہ شریعت کے خلاف کوئی کام کریں تو آپ کو ان سے ناراضگی کا اظہار کرنا چاہیئے اور برادرانہ رفتار سے معروف اور منکر کا تذکرہ کرنا چاہیئے جس کو آپ مفید و بہتر سمجھتے ہوں، لیکن ان سے قطع رحم کرنا صحیح نہیں کیونکہ یہ جائز نہیں ہے۔

س ۱۰۹۷ : ان لوگوں سے کیسے تعلقات ہونا چاہیئے جو ماضی میں حرام افعال، جیسے شراب خواری کے مرتکب ہوئے ہوں ؟

ج معیار لوگوں کی موجودہ حالت ہے اگر انہوں نے ان چیزوں سے توبہ کرلی ہے جن کے وہ مرتکب ہوئے تھے تو ان کے ساتھ ویسے ہی تعلقات رکھے جائیں جیسے دیگر مومنین کے ساتھ لیکن جو شخص حال میں حرام کام کا مرتکب ہوتا ہے تو اسے نہی عن المنکر کے ذریعہ اس کام سے روکنا واجب ہے اور اگر وہ سوشل بائیکاٹ کے علاوہ کسی طرح حرام کام سے باز نہ آسکے تو اس قت اس کا بائیکاٹ اور اس سے قطع تعلق

واجب ہے۔

س ۱۰۹۸: اخلاق اسلامی کے خلاف مغربی ثقافت کے پے در پے حملوں اور غیر اسلامی عادتوں کی ترویج کے پیش نظر جیسے بعض لوگ گلے میں سونے کی صلیب پہنتے ہیں، یا بعض عورتیں شوخ رنگ کے مانتو پہنتی ہیں یا بعض مرد و عورتیں کنگن پہنتی ہیں۔ ... یا جاذب نظر گھڑیاں پہنتے ہیں جسے عرف عام میں برا سمجھا جاتا ہے۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بعد بھی ان میں سے بعض اس پر مصر رہتے ہیں۔ امید ہے کہ آپ کوئی ایسا طریقہ بیان فرمائیں گے جو ایسے لوگوں کے لئے بروئے کار لایا جاسکے؟

ج: سونا پہننا یا اسے گردن میں ڈالنا مردوں پر مطلقاً حرام ہے اور ایسے کپڑے کی ردا ڈالنا بھی جائز نہیں ہے جو سلائی، رنگ یا کسی اعتبار سے بھی غیر مسلم غارت گروں کی تہذیب کے فروغ اور ان کی تقلید کے معنی میں ہو اور اسی طرح ان کنگنوں اور فیشنی عینکوں کا استعمال بھی جائز نہیں ہے جو دشمنان اسلام و مسلمین کی ثقافت و تہذیب کی تقلید تصوّر کئے جاتے ہیں اور ان چیزوں کے مقابلہ میں دوسروں پر واجب ہے کہ وہ زبان کے ذریعہ نہی عن المنکر کریں۔

س ۱۰۹۹: ہم بعض حالات میں یونیورسٹی کے طالب علموں یا ملازموں کو برا کام کرتے ہوئے دیکھتے ہیں یہاں تک کہ وہ ہدایت و نصیحت کے بعد بھی اس سے باز نہیں آتے بلکہ اس کے برخلاف اپنی برائی کو جاری رکھنے پر مصر رہتے ہیں اور یہ پوری یونیورسٹی میں فساد کا سبب بنتا ہے۔ آپ کا حکم اس بارے میں کیا ہے کہ اگر ان کی

ان حرکتوں کو مؤثر دفتری قوانین کے ذریعہ روکا جائے ، مثلاً ان کے سروس بک میں درج کیا جائے۔

ج: یونیورسٹی کے داخلی نظام کی رعایت کے ساتھ اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ پیارے جوانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ مسئلہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو سنجیدگی سے اختیار کریں اور اس کے شرائط و احکام کو صحیح طریقہ سے سیکھیں، اس کو فروغ دیں اور اس طرح اخلاقی اور مؤثر طریقے اختیار کریں ، لوگوں کو نیکیوں کی ترغیب دیں ، برائیوں کی نہیں ، لیکن اس سے ذاتی فائدہ حاصل کرنے سے بچیں ، انھیں معلوم ہونا چاہئے کہ نیکیوں کے فروغ اور برائیوں کے سدّباب کا بہترین طریقہ یہی ہے۔ وفقکم اللّٰہ تعالیٰ المرضاتہ (خدا آپ کو اپنی رضا کی توفیق عطا کرے)

س ۱۱۰۰: کیا نامشروع کام کرنے والے کے سلام کا جواب اس کو اس فعل سے باز رکھنے کی غرض سے نہ دینا جائز ہے ؟

ج: اگر عرف عام میں اس عمل پر نامشروع کام سے روکنے کا اطلاق ہوتا ہو تو نہی عن المنکر کے قصد سے سلام کا جواب نہ دینا جائز ہے۔

س ۱۱۰۱: اگر ذمہ داروں کے نزدیک یقینی طور پر یہ ثابت ہوجائے کہ دفتر کے بعض ارکان سہل انگاری سے کام لیتے ہیں یا تارک الصلوٰۃ ہیں اور ان کو وعظ و نصیحت کرنے کے بعد ناامید ہوگئے ہوں تو ایسے افراد کے بارے میں ان کا

کیا فریضہ ہے؟

ج انہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تاثیر سے غافل نہیں رہنا چاہئے اگر وہ اس کے شرائط کے ساتھ پے در پے انجام دیں گے تو اس کا اثر یقینی ہے اور جب وہ اس بات سے مایوس ہو جائیں کہ ان پر امر بالمعروف کا اثر نہیں ہوگا، تو اگر کوئی قانون ایسا ہو جو ایسے اشخاص کو مراعات سے محروم کر دے تو ان کو مراعات سے محروم کر دینا واجب ہے اور انہیں یہ بتا دیں کہ یہ قانون تمہارے اوپر اس لئے نافذ کیا گیا ہے کہ تم فریضۂ الٰہی کو سبک سمجھتے ہو۔

متفرقات

س ۱۱۰۲ : میری بہن نے کچھ عرصہ پہلے ایک بے نمازی سے شادی کر لی ہے چونکہ وہ ہمارے ساتھ ہی رہتا ہے لہٰذا میں اس سے گفتگو اور معاشرت پر مجبور ہوں بلکہ اکثر اس کے کہنے پر بعض کاموں میں اس کی مدد کرتا رہتا ہوں پس کیا شریعت کی رو سے اس سے گفتگو و معاشرت اور بعض کاموں میں اس کی مدد کرنا جائز ہے؟ اور اس بارے میں میری کیا ذمہ داری ہے ؟

ج اس سلسلہ میں آپ کے اوپر صرف یہ ہے کہ جب بھی اس کے وجوب کے حالات اور شرائط موجود ہوں تو آپ متواتر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہیں اور آپ کی مدد معاشرت اسے ترک نماز پر جری نہ بنائے تو اس کی مدد کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے

س ۱۱۰۳ : اگر ظالموں اور حاکم جور کے پاس علمائے اعلام کی آمد و رفت و معاشرت سے ان کے ظلم میں کمی واقع ہوتی ہو تو کیا ایسا کرنا جائز ہے ؟

ج اگر ایسے حالات میں عالم پر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کا ظالم کے پاس

آناجانا ظالم کو ظلم کے ترک کرنے اور منکرات سے روکنے میں مؤثر ہوگا۔ یا کوئی ایسا مسئلہ ہو جس کو اہمیت دینا واجب ہو تو اس صورت میں اس میں کوئی اشکال نہیں۔

س ۱۱۰۴: میں نے چند سال قبل شادی کی ہے اور میں دینی امور اور شرعی مسائل کو بہت زیادہ اہمیت دیتا ہوں اور امام خمینیؒ کا مقلد ہوں مگر میری زوجہ دینی مسائل کو اہمیت نہیں دیتی، بعض اوقات، ہماری باہمی بحث و نزاع کے بعد وہ ایک مرتبہ نماز پڑھ لیتی ہے مگر زیادہ تر نہیں پڑھتی ہے جس سے مجھے بہت دکھ ہوتا ہے ایسی صورت میں میرا کیا فریضہ ہے؟

ج: آپ پر اس کی اصلاح کے اسباب فراہم کرنا واجب ہے خواہ کسی بھی طریقہ سے ہوں اور ایسی خشونت سے پرہیز ضروری ہے جس سے بدخلقی اور عدم نظم و نسق کی بو آتی ہو۔ لیکن آپ کی یاددہانی کے لئے عرض ہے کہ دینی مجالس میں شرکت کرنا اور دین دار خاندانوں کے یہاں آنا جانا اصلاح میں بڑا مؤثر ہے۔

س ۱۱۰۵: اگر ایک مسلمان قرائن کی مدد سے اس نتیجہ پر پہنچے کہ اس کی زوجہ — چند بچوں کی ماں ہونے کے باوجود — پوشیدہ طور پر ایسے افعال کا ارتکاب کرتی ہے جو عفت کے خلاف ہیں لیکن اس موضوع کے اثبات پر اس کے پاس کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔ مثلاً گواہی دینے کے لئے کوئی گواہ نہیں ہے تو شرعاً اس عورت کے ساتھ انسان کیسا سلوک کرے؟ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ بچے اسی کے زیر سایہ پرورش پائیں گے۔ اور اگر وہ شخص یا اشخاص، جو کہ ایسے قبیح اور احکام خدا کے

برخلاف افعال کے مرتکب ہوتے ہیں، پہچان لئے جائیں تو ان کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے؟ واضح رہے کہ ان کے خلاف ایسی دلیلیں نہیں ہیں جنھیں شرعی عدالت میں پیش کیا جا سکے؟

ج: ظنّی قرائن و شواہد کے ذریعہ پیدا ہونے والے سوء ظن سے اجتناب واجب ہے اور اگر محرّمات شرعی کا وقوع ثابت ہو جائے تو ایسے وعظ و نصیحت اور نہی عن المنکر کے ذریعہ اس فعل سے روکنا واجب ہے اور اگر نہی عن المنکر کا اس پر کوئی اثر نہ ہو تو اس وقت وہ عدلیہ سے رجوع کر سکتا ہے بشرطیکہ اس کے پاس ثبوت موجود ہو۔

س ۱۱۰۶: کیا لڑکی کے لئے جائز ہے کہ وہ جوان کو نصیحت اور راہنمائی کرے اور تعلیم وغیرہ میں موازین شرعیہ کی رعایت کے التزام کے ساتھ اس کی مدد کرے؟

ج: مفروضہ سوال میں کوئی مانع نہیں ہے لیکن شیطانی وسوسوں اور لبھانے والی باتوں سے پرہیز ضروری ہے اور اس سلسلہ میں شرع کے احکام کی رعایت کرنا، جیسے اجنبی کے ساتھ تنہا نہ رہنا واجب ہے۔

س ۱۱۰۷: مختلف اداروں اور دفاتر کے ان ماتحت ملازمین کی تکلیف کیا ہے جو کبھی کبھی اپنے دفاتر میں اپنے افسران بالا سے اداری اور شرعی مخالفت دیکھیں؟ اور کیا اس شخص سے اس جگہ تکلیف ساقط ہے جب اس بات کا اندیشہ ہو کہ اگر وہ نہی عن المنکر کرے گا تو اسے افسران بالادست سے نقصان پہنچے گا؟

ج: اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے شرائط موجود ہوں تو انھیں

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چاہئے ورنہ اس سلسلہ میں ان کے اوپر کوئی شرعی ذمہ داری نہیں ہے ۔ اسی طرح اگر انھیں اس سے ضرر کا خوف ہو تو بھی ان سے تکلیف ساقط ہے یہ اس جگہ کا حکم ہے جہاں اسلامی حکومت کا نظام نافذ نہ ہو لیکن جہاں اسلامی حکومت ہو اور وہ اس فریضہ کو اہمیت دیتی ہو تو اس وقت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے عاجز شخص پر واجب ہے کہ اس سلسلہ میں حکومت نے جو مخصوص ادارے قائم کئے ہیں ان کو اطلاع دے تاکہ فساد و مفسدین کی بیخ کنی تک چارہ جوئی کی جائے ۔

س ۱۱۰۸ : اگر کسی ادارہ کے بیت المال میں غبن اور چوری ہو جائے اور یہ سلسلہ جاری ہو اور وہاں ایک ایسا شخص موجود ہو جو خود کو اس لائق سمجھتا ہے کہ اگر یہ ذمہ داری اس کے سپرد کر دی جائے تو اس کی اصلاح کر سکے گا اور یہ ذمہ داری اسے اس وقت تک نہیں ملے گی جب تک وہ اسے لینے کے لئے بعض مخصوص افراد کو رشوت نہ دے تو کیا بیت المال کو دست برد سے بچانے کے لئے رشوت دینا جائز ہے ؟ درحقیقت یہ بڑی بد عنوانی کو چھوٹی بدعنوانی کے ذریعہ ختم کرنا ہے ؟

ج : جو اشخاص اس بات سے باخبر ہیں کہ شریعت کی مخالفت ہو رہی ہے، ان پر واجب ہے کہ وہ نہی عن المنکر کے شرائط و ضوابط کا لحاظ کرتے ہوئے نہی عن المنکر کریں اور کسی کام کی ذمہ داری خود سنبھالنے کے لئے اگر چہ وہ مفاسد کو روکنے ہی کی غرض سے ہو، رشوت دینا اور غیر قانونی طریقہ اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر یہ چیزیں اس شہر میں فرض کی جائیں جہاں اسلامی حکومت ہو تو وہاں کے لوگوں سے یہ واجب صرف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے عاجز ہونے کی بنا پر ساقط نہیں

ج> ان کے ذمہ دار حکام پر واجب ہے کہ ان لوگوں کو کھلے عام ایسے امور جیسے شراب خواری اور حرام گوشت کھانے سے منع کریں اسی طرح لوگوں کے سامنے ان اشیاء کا حمل و نقل نہ کریں، لیکن جو امور عفت عامہ کے خلاف ہیں انھیں انجام دینے کی انھیں اجازت نہیں ہے بہر حال اس سلسلہ میں ان کے لئے قانون کا اجراء ان ہی عہدہ داروں کے توسط سے ہونا چاہیے جو ان کے لئے مختص ہیں۔

س ۱۱۱۱ : بعض برادران امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی غرض سے ایسے مقامات پر جاتے ہیں جہاں اکثر بے پردہ عورتیں جمع ہوتی ہیں تاکہ انھیں وعظ و نصیحت کریں کیا ان کے لئے جائز ہے کہ بے پردہ عورتوں کی طرف نگاہ کریں؟ اس اعتبار سے کہ وہ اس جگہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی غرض سے گئے ہیں؟

ج> غیر ارادی طور پر پہلی مرتبہ نگاہ کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن جان بوجھ کر چہرہ اور دونوں ہتھیلیوں کے علاوہ کسی چیز کو دیکھنا جائز نہیں ہے اگرچہ مقصد امر بالمعروف ہی کیوں نہ ہو۔

س ۱۱۱۲ : ان مومن جوانوں کا کیا فریضہ ہے جو بعض مخلوط (نظام تعلیم والی) یونیورسٹیوں میں برے اعمال کا مشاہدہ کرتے ہیں؟

ج> ان پر واجب ہے کہ خود کو برائیوں میں ملوث نہ کریں اور اگر شرائط موجود ہوں اور وہ قدرت رکھتے ہوں تو ان پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے اٹھ کھڑے ہونا واجب ہے۔

ہوگا بلکہ وہاں واجب ہے کہ حکومت کے قائم کردہ محکمہ کو اطلاع دے۔

س ۱۱۰۹ : کیا منکرات نسبی امور میں سے ہیں تاکہ یونیورسٹیوں کے موجودہ ماحول کا باہر کے فاسد ماحول سے موازنہ کیا جائے اور اس طرح بعض منکرات سے نہی نہ کی جائے اور نہ ان سے روکا جائے، اس لئے کہ ان کو حرام اور منکر نہیں قرار دیا جاتا ؟

ج نامشروع اور برے افعال، برے ہونے کی حیثیت سے نسبی نہیں ہیں۔ البتہ جب بعض برے افعال، کا دوسرے قبیح افعال سے موازنہ کیا جائیگا تو کچھ زیادہ ہی قبیح و حرام ثابت ہوں گے۔ بہرحال اس شخص پر نہی عن المنکر کرنا واجب ہے جس کے لئے شرائط فراہم ہوں، اور اس کو ترک کرنا اس کیلئے جائز نہیں ہے اور اس سلسلہ میں برے افعال کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے اور نہ ہی یونیورسٹی کے ماحول کو دوسرے ماحول سے اس لحاظ سے جدا کیا جا سکتا ہے؟

س ۱۱۱۰ : الکحل والے ایسے مشروبات کا کیا حکم ہے جو ان اجنبیوں کے پاس پائے جاتے ہیں جو اسلامی ممالک کے بعض اداروں میں ملازمت کے لئے آتے ہیں اور انھیں وہ اپنے گھروں میں یا ان جگہوں پر پیتے ہیں جو ان کے لئے مخصوص ہیں؟ اور اسی طرح ان کے خنزیر کا گوشت لانے اور اسے کھانے کا کیا حکم ہے؟ اور جو عفت اور اقدار انسانی کے خلاف اعمال کا ارتکاب کرتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ کارخانہ کے ذمہ داروں اور ان اجنبیوں کے ساتھ کام کرنے والوں کی تکلیف کیا ہے؟ ایسی حالت میں ہم کیا قدم اٹھائیں جبکہ مربوط ادارے اور کارخانوں کے ذمہ دار افراد اطلاع کے بعد بھی اس بارے میں کسی قسم کی کارروائی نہ کریں ؟